دلچسپ

گلدستہ حکایات

حکایاتِ رومیؒ

حکایاتِ سعدیؒ

ATIF

Marfat.com

دلچسپ

گلدستہ حکایات

حکایاتِ رُومیؒ ـــ حکایاتِ سعدیؒ

مُرتبہ و مُؤلفہ

عظمت علی آرائیں

ناشر

مُشتاق بُک کارنر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— دلچسپ گلدستہ حکایات

مرتبہ و مؤلفہ ——— عظمت علی آرائیں

ناشر ——— مشتاق احمد

مطبع ——— طریف پرنٹرز۔ لاہور

باہتمام ——— سلمان منیر

سال اوّل ——— ۱۹۹۶ء نومبر

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— 170

Marfat.com

انتساب

قبلہ محترم صوفی عزیز الرحمٰن نقشبندی مرحوم و مغفور

کے

نام

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	جن	۱۷
۲	جنتر منتر	۱۸
۳	پہلوان	۱۹
۴	بال مبارک	۲۲
۵	بارش	۲۳
۶	چاند	۲۳
۷	سورج	۲۴
۸	زمین	۲۵
۹	درخت	۲۶
۱۰	اونٹ	۲۷
۱۱	ہرنی	۲۸
۱۲	کبوتر	۲۹
۱۳	ارنبی	۳۰
۱۴	تکیہ	۳۱
۱۵	بیٹری	۳۱
۱۶	بیضہ	۳۲
۱۷		۳۴
۱۸	سوت	۳۴
۱۹	کنجی	۳۶
۲۰	حاجت	۳۷
۲۱	ہاتھی	۳۸
۲۲	بچپن شریف	۴۱
۲۳	حق	۴۱
۲۴	تلوار	
۲۵	رفاقت	۴۲
۲۶	دودھ	۴۳
۲۷	مکھی	۴۴
۲۸	نام مبارک	۴۵
۲۹	پانچ چشمے	۴۶
۳۰	بکری	۴۶
۳۱	ٹوپی	۴۷
۳۲	ابلیس کا پرتا	۴۹
۳۳	ملک الموت	۵۱
۳۴	استقبال	۵۲

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۵	غسل مبارک	۵۲
۳۶	حجاب	۵۳
۳۷	ایذا	۵۳
۳۸	دوگستاخ	۵۴
۳۹	محبت	۵۷
۴۰	عشق	۵۸
۴۱	چار مرتبہ	۵۹
۴۲	تھوک	۶۱
۴۳	بڑھیا	۶۲
۴۴	عزیل و جبریل	۶۳
۴۵	مرض	۶۴
۴۶	طمانچہ	۶۴
۴۷	دو عورتیں	۶۵
۴۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۶۶
۴۹	معجزہ	۶۷
۵۰	حضرت نوح علیہ السلام اور فرعونیا	۶۸
۵۱	نمرود	۷۰
۵۲	ہلاکت فرعون	۷۲
۵۳	ہند	۷۳
۵۴	بیٹی	۷۴
۵۵	دنیا کے قریب	۷۵
۵۶	عجیب دنیا	۷۷
۵۷	تحفہ	۷۹
۵۸	حسن و جمال	۷۹
۵۹	قیمت	۸۰
۶۰	یوسف و زلیخا	۸۱
۶۱	شاگرد یا استاد	۸۵
۶۲	بادشاہ کی بیوی	۸۶
۶۳	چوری	۸۷
۶۴	جھوٹ کا انجام	۸۸
۶۵	نیکیاں	۹۰
۶۶	پاتخ باتیں	۹۱
۶۷	مبارک ہو	۹۲
۶۸	انگوٹھی مبارک	۹۲
۶۹	غزوہ تبوک	۹۳
۷۰	بہادر اور شجاع	۹۵
۷۱	خلیفۃ المسلمین	۹۶
۷۲	وصیت	۹۶
۷۳	قبول اسلام	۹۷
۷۴	علی الاعلان	۱۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۵	نذر	۱۰۱
۷۶	نور ایمان	۱۰۲
۷۷	جھگڑا اور فیصلہ	۱۰۳
۷۸	دریائے نیل	۱۰۴
۷۹	بادشاہ	۱۰۶
۸۰	نقاب پوش	۱۰۶
۸۱	گشت	۱۱۲
۸۲	حضرت عمرؓ کی شہادت	۱۱۴
۸۳	عیار	۱۱۸
۸۴	چشمہ	۱۱۹
۸۵	غلام آزاد	۱۲۰
۸۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۲۱
۸۷	قلعہ خیبر	۱۲۷
۸۸	زرہ	۱۲۹
۸۹	انکار	۱۳۰
۹۰	کشش	۱۳۳
۹۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۳۴
۹۲	اسلامی فوج	۱۳۵
۹۳	مال	۱۳۷
۹۴	صفت	۱۳۸
۹۵	سلطنت و دولت سے بڑی دولت	۱۴۰
۹۶	محافظ	۱۴۰
۹۷	عطر فروش	۱۴۱
۹۸	عشق الٰہی	۱۴۲
۹۹	میدان جہاد	۱۴۳
۱۰۰	دعا	۱۴۳
۱۰۱	تدبیر	۱۴۴
۱۰۲	حضرت عمارؓ	۱۴۷
۱۰۳	حضرت حنظلہؓ	۱۴۸
۱۰۴	حضرت عمرو بن جموحؓ	۱۴۸
۱۰۵	حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۰
۱۰۶	تحفہ	۱۵۵
۱۰۷	پرنالہ	۱۵۶
۱۰۸	چور	۱۵۷
۱۰۹	حضرت ابراہیم بن ادہمؒ	۱۵۷
۱۱۰	کتا	۱۵۸
۱۱۱	بیوی	۱۵۹
۱۱۲	حضرت معروف کرخیؒ کی دعا	۱۵۹
۱۱۳	شمع	۱۶۰
۱۱۴	بدگمان	۱۶۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱۵	مقام شکر	۱۶۲	۱۳۵	نفس کی مخالفت	۱۸۵
۱۱۶	والدہ نے فرمایا	۱۶۲	۱۳۶	رحیم	۱۸۵
۱۱۷	اندھا سانپ	۱۶۵	۱۳۷	پیالہ	۱۸۶
۱۱۸	لونڈی کی قیمت	۱۶۷	۱۳۸	محبوب	۱۸۷
۱۱۹	وعدہ	۱۶۸	۱۳۹	نظیر	۱۸۷
۱۲۰	صلح	۱۶۸	۱۴۰	محل	۱۹۰
۱۲۱	عارف	۱۶۹	۱۴۱	امانت	۱۹۳
۱۲۲	پانی	۱۷۰	۱۴۲	گناہ	۱۹۴
۱۲۳	حلوہ	۱۷۱	۱۴۳	بھوت	۱۹۴
۱۲۴	علم اور فخر	۱۷۳	۱۴۴	گمراہ کردہ بڑھیا	۱۹۶
۱۲۵	مرنے کو جی کیوں نہیں چاہتا	۱۷۴	۱۴۵	صبر	۲۰۳
۱۲۶	مشترک راستہ	۱۷۵	۱۴۶	چڑی مار	۲۰۴
۱۲۷	حافظ قرآن	۱۷۵	۱۴۷	بڑھاپا	۲۰۶
۱۲۸	قید	۱۷۶	۱۴۸	مکان	۲۰۹
۱۲۹	پرانا کپڑا	۱۷۷	۱۴۹	درزی	۲۰۷
۱۳۰	روپیہ	۱۷۸	۱۵۰	عہد	۲۰۹
۱۳۱	معطر لباس	۱۷۹	۱۵۱	[illegible]	۲۱۰
۱۳۲	ہولناک منظر	[illegible]	۱۵۲	[illegible]	[illegible]
۱۳۳	مناظرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳۴	لذیذ کھانا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۵۵	توبہ	۲۱۷
۱۵۶	دو غلام	۲۱۹
۱۵۷	خربوزہ	۲۲۰
۱۵۸	مخبر	۲۲۱
۱۵۹	اول ویرانی	۲۲۲
۱۶۰	گھر	۲۲۳
۱۶۱	انسان	۲۲۳
۱۶۲	بخیل	۲۲۴
۱۶۳	پتہ	۲۲۴
۱۶۴	وہم	۲۲۶
۱۶۵	ہر ہر کا جواب	۲۲۷
۱۶۶	بادشاہ اور مصاحب	۲۲۹
۱۶۷	زندگی کس طرح گزرتی ہے	۲۳۰
۱۶۸	ہاتھی	۲۳۱
۱۶۹	مال	۲۳۱
۱۷۰	کنجوس	۲۳۲
۱۷۱	بیوی کی مخالفت	۲۳۳
۱۷۲	مدینہ	۲۳۴
۱۷۳	نوجوان	۲۳۴
۱۷۴	عابد و زاہد	۲۳۶
۱۷۵	حقیقی کارساز	۲۳۷
۱۷۶	خوبی	۲۳۸
۱۷۷	در	۲۳۹
۱۷۸	مایوسی نہیں	۲۳۹
۱۷۹	درویش	۲۴۱
۱۸۰	حاتم طائی	۲۴۲
۱۸۱	حج	۲۴۳
۱۸۲	حسن سلوک	۲۴۴
۱۸۳	نادانی کی بات	۲۴۵
۱۸۴	بھائی	۲۴۶
۱۸۵	حکمرانوں کے لئے لازمی	۲۴۷
۱۸۶	لباس	۲۴۸
۱۸۷	خود غرض دکاندار	۲۵۰
۱۸۸	بیماری	۲۵۰
۱۸۹	بادشاہ	۲۵۲
۱۹۰	پریشان	۲۵۴
۱۹۱	لونڈی	۲۵۵
۱۹۲	یتیم کی مدد	۲۵۶
۱۹۳	قلعہ	۲۵۶
۱۹۴	حق گوئی	۲۵۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۹۵	چیونٹی	۲۵۸
۱۹۶	سعافی	۲۵۹
۱۹۷	غرور	۲۶۰
۱۹۸	چغل خور	۲۶۱
۱۹۹	صبر	۲۶۲
۲۰۰	تلخ گفتاری	۲۶۳
۲۰۱	گنے کی فصل	۲۶۳
۲۰۲	لباس	۲۶۴
۲۰۳	حرص	۲۶۴
۲۰۴	خاموشی	۲۶۵
۲۰۵	روٹی	۲۶۶
۲۰۶	نفس امارہ	۲۶۷
۲۰۷	مہار	۲۶۷
۲۰۸	گدھا	۲۶۸
۲۰۹	حسد	۲۶۸
۲۱۰	شرابی	۲۷۰
۲۱۱	مرمت	۲۷۰
۲۱۲	بہلوان	۲۷۱
۲۱۳	نیک کلمہ	۲۷۲
۲۱۴	ماں	۲۷۳
۲۱۵	عشق	۲۷۴
۲۱۶	شکایت	۲۷۴
۲۱۷	انتقام	۲۷۵
۲۱۸	چور	۲۷۶
۲۱۹	زبان	۲۷۷
۲۲۰	اینٹ	۲۷۷
۲۲۱	مسافر	۲۷۸
۲۲۲	نفرت	۲۷۹
۲۲۳	مرد دانا	۲۸۰
۲۲۴	گپ شپ	۲۸۰
۲۲۵	گمان	۲۸۱
۲۲۶	مکھیاں	۲۸۲
۲۲۷	نیک لوگ	۲۸۳
۲۲۸	دنیا	۲۸۴
۲۲۹	قیمتی بات	۲۸۴
۲۳۰	احسان نمک حلال پیٹ عالم	۲۸۵
۲۳۱	غفلت لڑکا مرد زبان بلبل	۲۹۲
۲۳۲	پند نادان بیٹا سود خوریلی	۲۹۸
۲۳۳	مصیبت یا کار درویش موت	۳۰۵
۲۳۴	ماں چور دشمن اینٹ بیماری	۳۱۰
۲۳۵	بے گن و قبضہ چور	۳۲۰

Marfat.com

○— اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہو لے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہم اسے اُدھر ہی چلنے دیں گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

(سورہ النساء ۱۱۵)

○— اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

(سورہ الانعام ۶۸)

○— اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ضعیف العقل متبع اپنے رؤسائے متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے کیا تم خدا کا کچھ عذاب ہم پر سے دفع کر سکتے ہو وہ کہیں گے کہ اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے اب ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے حق میں برابر ہے کوئی جگہ (گریز اور) رہائی کی ہمارے لئے نہیں ہے۔ جب حساب کتاب کا) کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جیسا وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا (تھا) اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بُلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے سے شریک بناتے تھے بے شک جو ظالم ہیں ان کے لئے درد دینے والا عذاب ہے۔

(سورہ ابراہیم ۲۲-۲۱)

اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے
اور جنوں کو اس سے بھی پہلے سے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا اور جب تمہارے
پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے
ایک بشر بنانے والا ہوں جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کر لوں اور اس
کے آگے سجدے میں گر پڑنا تو فرشتے تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے مگر
شیطان کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا (خدا نے
فرمایا) کہ ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ (اس نے) کہا
میں ایسا نہیں ہوں کہ انسان کو جس کو تو نے کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے
سے بنایا ہے سجدہ کروں (خدا نے) فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے اور
تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت (برسے گی) (اس نے) کہا کہ پروردگار مجھے
اس دن تک مہلت دے جو لوگ مرنے کے بعد زندہ کئے جائیں گے۔ فرمایا کہ
تجھے مہلت دی جاتی ہے وقت مقرر (یعنی قیامت) کے دن تک (اس نے
کہا کہ پروردگار جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں
کے لئے (گناہوں) کو آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔ ہاں ان میں
جو تیرے مخلص بندے ہیں ان پر قابو پانا مشکل ہے) (خدا نے) فرمایا کہ مجھ
تک (پہنچنے کا) یہی سیدھا رستہ ہے جو میرے (مخلص) بندے ہیں ان پر
تجھے کچھ قدرت نہیں (کہ ان کو گناہ میں ڈال سکے) ہاں بدراہوں میں سے جو
تیرے پیچھے چل پڑے اور ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے۔ اس کے سات
دروازے ہیں ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے جماعتیں تقسیم کر
دی گئیں ہیں۔

(سورۃ الحجر ۲۶ - ۴۴)

Marfat.com

○— مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں۔ خدا ان سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں کھلا رہتا ہے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور (اس) اور ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

سورہ النور ۳۱-۳۰)

○— مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو۔ کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے

Marfat.com

اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے، لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔

(سورہ الحجرات ۱۳-۱۱)

○— مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے خدا اس بات سے سخت بیزار ہے۔ کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

(سورہ الصف ۔ ۳-۲)

○— مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

(سورہ المنٰفقون ۹)

○— اس روز تم (سب لوگوں کے سامنے) پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی تو جس کا (اعمال) نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (دوسروں سے) کہے گا کہ لیجیے میرا نامہ (اعمال) پڑھیے مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا۔ پس وہ (شخص) من مانے عیش میں ہو گا (یعنی اونچے اونچے محلوں کے) باغ میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے جو (عمل) تم ایام گذشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ اور جس کا نامہ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش موت (ابدالآباد کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی

Marfat.com

(آج) میرا حال میرے کچھ بھی کام نہ آیا (ہائے) میری سلطنت خاک میں مل گئی۔
(حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو، پھر
زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے۔ جکڑ دو یہ نہ تو خدائے جل شانہ، پر ایمان لاتا
تھا اور نہ فقیر کے کھانا کھانے پر آمادہ کرتا تھا۔ سو آج اس کا بھی یہاں کوئی دوستدار
نہیں اور نہ پیپ کے سوا (اس کے لئے) کھانا ہے۔ جس کو گنہگاروں کے سوا
کوئی نہیں کھائے گا۔

سورہ الحاقہ ۔ ۳۷ - ۱۸)

○— بیشک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے (یعنی) باغ اور انگور اور ہم عمر
نوجوان عورتیں اور چھلکتے ہوئے گلاس وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے
نہ جھوٹ (خرافات) یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے صلہ ہے انعام کثیر۔

(سورہ النبا ۳۶ - ۳۱)

○— بھلا تم کو موسیٰ کی حکایت پہنچی ہے۔ جب ان کے پروردگار نے ان کو پاک
میدان (یعنی) طویٰ میں پکارا (اور حکم دیا کہ) فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو
رہا ہے اور (اس سے) کہو کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے اور میں تجھے
تیرے پروردگار کا رستہ بتا دوں تاکہ تجھ کو خوف (پیدا) ہو۔ غرض انہوں
نے اس کو بڑی نشانی دکھائی۔ اس نے جھٹلایا اور نہ مانا پھر لوٹ گیا اور تدبیریں
کرنے لگا اور (لوگوں کو) اکٹھا کیا اور پکارا، کہنے لگا کہ تمہارا سب سے
بڑا مالک میں ہوں تو خدا نے اسکو دنیا اور آخرت (دونوں) کے عذاب میں پکڑ
لیا جو شخص (خدا سے) ڈر رکھتا ہے۔ اس کے لئے اس (قصے) میں عبرت
ہے۔

(سورہ النزعات ۲۶ - ۱۵)

Marfat.com

○— تو جب (قیامت کا) غل مچے گا۔ اس دن بھائی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور بیٹوں سے ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہو گا جو اسے (مصروفیت کے لئے) بس کرے گا۔

(سورہ عبس ۳۴-۳۷)

○— بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

(سورہ الاعلیٰ ۱۴ - ۱۵)

Marfat.com

جن

مکہ معظمہ میں ایک کافر ولید نامی رہتا تھا اس کا ایک سونے کا بت تھا جسے وہ پوجا کرتا تھا۔ ایک دن اس بت میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ بولنے لگا اس بت نے کہا۔

"لوگو! محمد اللہ کا رسول نہیں ہے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرنا۔" (معاذ اللہ) ولید بڑا خوش ہوا۔ اور باہر نکل کر اپنے دوستوں سے کہا۔ مبارکباد! آج میرا معبود بولا ہے اور صاف صاف اس نے کہا کہ محمد اللہ کا رسول نہیں ہے۔ یہ سن کر لوگ اس کے گھر آئے تو دیکھا کہ واقعی اس کا بت یہ جملے دہرا رہا ہے۔ وہ لوگ بھی بہت خوش ہوئے اور دوسرے دن ایک عام اعلان کے ذریعہ ولید کے گھر میں ایک بہت بڑا اجتماع ہو گیا تاکہ اس دن بھی وہ لوگ بت کے منہ سے وہی جملے سنیں۔ جب بڑا اجتماع ہو گیا تو ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت دی تاکہ حضور خود بھی تشریف لا کر بت کے منہ سے وہی کلمات سن جائیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے جب حضور تشریف لائے تو بت بول اٹھا۔

اے مکہ والو! خوب جان لو کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں ان کا ہر ارشاد سچا ہے اور ان کا دین برحق ہے۔ تم اور تمہارے بت جھوٹے، گمراہ اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ اگر تم اس سچے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے تو جہنم میں جاؤ گے پس عقلمندی سے کام لو اور اس سچے رسول کی غلامی اختیار کر لو۔"

بت کا یہ وعظ سن کر ولید بڑا گھبرایا اور اپنے معبود کو پکڑ کر زمین پر دے مارا اور

Marfat.com

اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ طور پر واپس ہوئے تو راستے میں ایک گھوڑے کا سوار جو سبز پوش تھا۔ حضور سے ملا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون بہہ رہا تھا۔ حضور نے فرمایا۔

تم کون ہو

وہ بولا حضور! میں جن ہوں اور آپ کا غلام اور مسلمان ہوں جبل طور پر رہتا ہوں میرا نام مہین بن العبہر ہے۔ میں کچھ دنوں کے لئے کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ آج گھر واپس آیا تو میرے گھر والے رو رہے تھے میں نے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ ایک کافر جن جس کا نام مسفر تھا وہ مکہ میں آکر ولید کے بت میں گھس کر حضور کے خلاف بکواس کر گیا ہے اور آج پھر گیا ہے تاکہ پھر بت میں گھس کر آپ کے متعلق بکواس کرے۔ یا رسول اللہ! مجھے سخت غصہ آیا میں تلوار لیکر اس کے پیچھے دوڑا اور اسے راستے ہی میں قتل کر دیا اور پھر میں خود ولید کے بُت کے اندر گھس گیا۔ اور آج جسقدر تقریر کی ہے۔ میں نے ہی کی ہے یا رسول اللہ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا تو آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور اس اپنے غلام جن کے لئے دعا فرمائی۔

جنتر منتر

قبیلہ ازد شنوہ میں ایک شخص تھا جس کا نام ضماد تھا وہ اپنے جنتر منتر سے لوگوں کے جن بھوت وغیرہ کے سائے اتارا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ مکہ معظمہ میں آیا تو بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ محمد کو جن کا سایہ ہے یا جنون ہے (معاذ اللہ) ضماد نے کہا۔ میں ایسے بیماروں کا علاج اپنے جنتر منتر سے کر لیتا ہوں مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہے؟

وہ اسے حضور کے پاس لے آئے۔ ضماد جب حضور کے پاس بیٹھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ضماد اپنا جنتر منتر پھر سنانا۔ پہلے میرا کلام سنو۔

چنانچہ آپ نے اپنی زبان حق ترجمان سے یہ خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

ضماد نے یہ خطبہ مبارکہ سنا تو مبہوت ہو گیا اور عرض کرنے لگا۔

حضورؐ ایک بار پھر پڑھیے۔ حضور نے پھر یہی خطبہ پڑھا اب ضماد (وہ ضماد جو سایہ اتارنے آیا تھا اس کا اپنا سایہ کفر اترتا ہے۔ (دیکھئے) نہ رہ سکا اور بولا:۔

خدا کی قسم! میں نے کئی کاہنوں، ساحروں اور شاعروں کی باتیں سنیں لیکن جو آپ سے میں نے سنا ہے یہ تو معناً ایک بحر زخار ہے اپنا ہاتھ بڑھائیے میں آپ کی بیعت کرتا ہوں یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا اور جو لوگ اسے علاج کرنے کے لئے لائے تھے حیران و پشیمان واپس پھرے۔

پہلوان

بنی ہاشم میں ایک مشرک رکانہ نامی بڑا زبردست اور دلیر پہلوان تھا۔ اس کا ریکارڈ تھا کہ اسے کسی نے گرایا نہ تھا۔ وہ ایک جنگل میں جسے اضم کہتے تھے رہا کرتا تھا بکریاں چراتا تھا اور بڑا مالدار تھا۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اس طرف جا نکلے رکانہ

Marfat.com

نے آپ کو دیکھا تو آپ کے پاس آکر کہنے لگا۔

"اے محمد! تو ہی وہ ہے جو ہمارے لات و عزیٰ کی توہین و تحقیر کرتا ہے اور اپنے ایک خدا کی بڑائی بیان کرتا ہے؟ اگر میرا تجھ سے تعلق رحمی نہ ہوتا تو آج میں تجھے مار ڈالتا۔ آ میرے ساتھ کشتی کر، تو اپنے خدا کو پکار۔ میں اپنے لات و عزیٰ کو پکارتا ہوں۔ دیکھیں تو تمہارے خدا میں کتنی طاقت ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رکانہ! اگر کشتی ہی کرنا ہے تو چل میں تیار ہوں۔

رکانہ یہ جواب سن کر اول تو حیران ہوا اور پھر غرور کے ساتھ مقابلے میں کھڑا ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی ہی جھپٹ میں اسے گرا لیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ رکانہ عمر میں پہلی مرتبہ گر کر بڑا شرمندہ بھی ہوا اور حیران بھی اور بولا۔

اے محمدؐ! میرے سینے سے اٹھ کھڑا ہو۔ میرے لات و عزیٰ نے میری طرف دھیان نہیں کیا۔ ایک بار اور موقعہ دو۔ اور آؤ دوسری مرتبہ کشتی لڑیں۔

حضور سینے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دوبارہ کشتی کے لئے رکانہ بھی اٹھا۔

حضور نے دوسری مرتبہ بھی رکانہ کو پل بھر میں گرا لیا۔

رکانہ نے کہا۔

اے محمدؐ! معلوم ہوتا ہے آج میرا لات و عزیٰ مجھ پر ناراض ہے اور تمہارا خدا تیری مدد کر رہا ہے۔ خیر ایک مرتبہ اور آؤ۔ اب کی دفعہ لات و عزیٰ ضرور میری مدد کریں گے۔

حضورؐ نے تیسری مرتبہ کی کشتی بھی منظور فرمائی اور تیسری مرتبہ بھی حضور نے اسے پچھاڑ دیا۔

اب تو رکانہ بڑا شرمندہ ہوا اور بولا

Marfat.com

اے محمد[۳۴]! میری ان بکریوں میں جتنی چاہو! بکریاں لے لو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رکانہ! مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں، ہاں مسلمان ہو جاؤ تاکہ جہنم سے بچ جاؤ۔

وہ بولا

یا محمد[۳۵]! مسلمان ہو تو جاؤں مگر نفس جھجکتا ہے کہ مدینہ اور نواح کی عورتیں اور بچے کیا کہیں گے۔ کہ اتنے بڑے پہلوان نے شکست کھائی اور مسلمان ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تو تیرا مال تجھی کو مبارک، یہ کہہ کر آپ[۳۶] واپس تشریف لے آئے۔

ادھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کی تلاش میں تھے اور یہ معلوم کر کے کہ حضور وادیٔ اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں متفکر تھے کہ اس طرف رکانہ پہلوان رہتا ہے۔ مبادا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! آپ ادھر اکیلے تشریف لے گئے تھے جب کہ اس طرف رکانہ پہلوان جو بڑا زور آور اور دشمن اسلام ہے۔ رہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا۔

جب میرا اللہ ہر وقت میرے ساتھ ہے پھر کسی رکانہ و کانہ کی کیا پرواہ۔ لو اس رکانہ کی پہلوانی کا قصہ سنو۔ چنانچہ حضورؐ نے سارا واقعہ سنایا، صدیق و فاروق سن سن کر خوش ہونے لگے اور عرض کیا۔

حضور! وہ تو ایسا پہلوان تھا کہ آج تک اُسے کسی نے گرایا نہ تھا۔ اسے گرانا اللہ کے رسول ہی کا کام ہے۔

Marfat.com

بال مبارک

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے دو بال مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مل گئے۔ آپ ان دو بالوں کو بطور تبرک گھر لے آئے اور بڑی تعظیم کے ساتھ اندر ایک جگہ رکھ دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے قرآن پڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اندر گئے تو تلاوت کی آوازیں تو سننے میں آرہی تھیں۔ مگر پڑھنے والے نظر نہ آتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ عرض کیا۔ تو حضور نے مسکرا کر فرمایا

یہ فرشتے ہیں جو میرے بال کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھتے ہیں۔

بارش

مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ بارش نہیں ہوئی تھی۔ قحط کا سا عالم تھا اور لوگ بڑے پریشان تھے۔ ایک جمعہ کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ وعظ فرما رہے تھے ایک اعرابی اٹھا اور عرض کرنے لگا۔

یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گیا اور اولاد فاقہ کرنے لگی۔ دعا فرمایئے بارش ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اپنے پیارے پیارے نورانی ہاتھ اٹھائے راوی کا بیان ہے کہ آسمان بالکل صاف تھا۔ ابر کا نام و نشان تک نہ تھا مگر مدنی سرکار کے ہاتھ مبارک اٹھے ہی تھے کہ پہاڑوں کی مانند ابر چھا گئے اور چھاتے ہی مینہ برسنے لگا۔ حضور منبر پر ہی تشریف فرما تھے کہ مینہ شروع ہو گیا اور اتنا برسا کہ چھت ٹپکنے لگی

اور حضور کی ریش انور سے پانی کے قطرے گرتے ہم نے دیکھے پھر یہ مینہ بند نہیں ہوا بلکہ ہفتہ کو بھی برستا رہا۔ پھر اگلے دن بھی اور پھر اس سے اگلے دن بھی حتیٰ کہ اگلا نماز اگلے جمعہ تک برستا ہی رہا اور حضور جب دوسرے جمعہ کا وعظ فرمانے اُٹھے تو وہی اعرابی جس نے پہلے جمعہ میں بارش نہ ہونے کی تکلیف عرض کی تھی اٹھا اور عرض کرنے لگا۔

یارسول اللہ! اب تو مال غرق ہونے لگا اور مکان گرنے لگے۔ اب پھر ہاتھ اٹھایئے کہ یہ بارش بند بھی ہو۔

چنانچہ حضور نے پھر اسی وقت اپنے پیارے پیارے نورانی ہاتھ اٹھائے اور اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرما کر دعا فرمائی۔

کہ اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو ہم پر نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اشارہ کرنا ہی تھا کہ جس جس طرف حضور کی انگلی گئی اس طرف سے بادل پھٹتا گیا اور مدینہ منورہ کے اوپر اوپر سب آسمان صاف ہو گیا۔

چاند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے بالخصوص ابوجہل نے ایک مرتبہ حضور سے کہا کہ اگر تم خدا کے رسول ہو تو آسمان پر جو چاند ہے اس کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لو یہ بھی کر کے دکھا دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے چاند کی طرف اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

دیکھ کر ابوجہل حیران ہو گیا مگر بے ایمان مانا پھر بھی نہیں اور حضور کو جادوگر

کہنا رہا۔

Marfat.com

سورج

ایک روز مقام صہبا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر ادا کی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لیے روانہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واپس آنے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر بھی ادا فرمالی اور جب حضرت علیؓ واپس آئے تو ان کی آغوش میں اپنا سر انور رکھ کر حضور سو گئے۔ حضرت علیؓ نے ابھی تک نماز عصر ادا نہ کی تھی ادھر سورج کو دیکھا تو غروب ہونے والا تھا حضرت علیؓ سوچنے لگے کہ ادھر رسول خدا آرام فرما ہیں اور اُدھر نماز خدا کا وقت ہو رہا ہے۔ رسول خدا کی استراحت کا خیال رکھوں تو نماز جاتی ہے اور نماز کا خیال کروں تو رسول خدا کی استراحت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ کروں تو کیا کروں؟ آخر مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ نماز قضا ہونے دو۔ مگر حضور کی نیند مبارک میں خلل نہ آئے۔ چنانچہ سورج ڈوب گیا اور عصر کا وقت جاتا رہا۔ حضور اٹھے تو علی کو مغموم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو حضرت علی نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! میں نے آپ کی استراحت کے پیش نظر ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی اور سورج غروب ہو گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تو غم کس بات کا۔ لو ابھی سورج واپس آتا ہے اور پھر اسی مقام پر آکر رکتا ہے جہاں وقت عصر ہوتا ہے۔

چنانچہ حضور نے دعا فرمائی تو غروب شدہ سورج پھر نکل آیا اپنے قدم اسی جگہ آکر ٹھہر گیا۔ جہاں عصر کے وقت ہوتا ہے۔ حضرت علی نے اٹھ کر عصر کی نماز پڑھی اللہ سورج غروب ہو گیا۔

Marfat.com

زمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جب مکہ سے ہجرت فرمائی۔ تو قریش مکہ نے اعلان کیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کو گرفتار کر کے لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائینگے۔

سراقہ بن جعشم نے یہ اعلان سنا تو اپنا تیز رفتار گھوڑا نکالا اور اس پر بیٹھ کر کہنے لگا۔

کہ میرا یہ تیز رفتار گھوڑا محمد اور ابوبکر کا پیچھا کرے گا اور میں ابھی ان دونوں کو پکڑ کر لاتا ہوں۔

چنانچہ اس نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا اور تھوڑی دیر میں حضور کے قریب پہنچ گیا صدیق اکبر نے جب دیکھا کہ سراقہ گھوڑے پر سوار ہمارے پیچھے آرہا ہے اور ہم تک پہنچنے ہی والا ہے تو عرض کیا۔

یارسول اللہ! سراقہ نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور وہ دیکھئے ہمارے پیچھے آرہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے صدیق! کوئی فکر نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اتنے میں سراقہ بالکل قریب آپہنچا تو حضور نے دعا فرمائی تو زمین نے فوراً سراقہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا اور اس کے چاروں پیر پیٹ تک زمین میں دھنس گئے۔

سراقہ یہ منظر دیکھ کر گھبرایا اور عرض کرنے لگا۔

"یا محمد! مجھے اور میرے گھوڑے کو اس مصیبت سے نجات دلا دیجئے میں آپ کا پیچھا کرنے والوں کو واپس لے جاؤں گا اور جو کوئی آپ کا پیچھا کرتا ہوا آپ کی تلاش میں ادھر آرہا ہوگا اسے بھی واپس لے جاؤں گا۔

Marfat.com

اور آپ تک نہ آنے دوں گا۔
چنانچہ حضور کے حکم سے زمین نے اُسے چھوڑ دیا۔

درخت

ایک مرتبہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔
اے محمد! اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو کوئی نشانی دکھلایئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اچھا! لو دیکھو! وہ جو سامنے درخت کھڑا ہے اسے جا کر اتنا کہہ دو کہ تمہیں اللہ کا رسول بلاتا ہے۔
چنانچہ وہ اعرابی اس درخت کے پاس گیا اور اس سے کہا۔
تمہیں اللہ کا رسول بلاتا ہے۔
وہ درخت یہ بات سن کر اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں گرا اور اپنی جڑیں زمین سے اکھاڑ کر زمین پر چلنے لگا۔ اور چلتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کرنے لگا۔
السلام علیک یا رسول اللہ!۔
وہ اعرابی حضور سے کہنے لگا۔
اب اسے حکم دیجئے کہ یہ پھر اپنی جگہ پر چلا جائے۔
چنانچہ حضور نے اسے فرمایا
کہ جاؤ واپس چلے جاؤ
وہ درخت یہ سنکر پیچھے مڑ گیا اور اپنی جگہ جا کر پھر قائم ہو گیا۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور حضور کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
سجدہ کرنا جائز نہیں۔
پھر اس نے حضور کے ہاتھ پیر مبارک چومنے کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ہاں یہ بات جائز ہے۔
اور اس نے حضور کے ہاتھ اور پیر مبارک چوم لئے۔

اونٹ

بنی نجار کے ایک باغ میں ایک دیوانہ اونٹ گھس آیا جو شخص بھی اس میں جاتا وہ اونٹ اسے کاٹنے دوڑتا تھا۔ لوگ بڑے پریشان ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ عرض کیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
چلو میں چلتا ہوں
چنانچہ حضور اس باغ میں تشریف لے گئے اور اس اونٹ سے فرمایا۔
ادھر آؤ۔
اس اونٹ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنا تو دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور اپنا سر حضور کے قدموں میں ڈال دیا۔
حضور نے فرمایا
اس کی نکیل لاؤ
نکیل لائی گئی اور حضور نے اسے نکیل ڈال کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا

Marfat.com

اور وہ آرام سے چلا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ سے فرمایا۔

کافروں کے سوا مجھے زمین و آسمان والے سب جانتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ہرنی

ایک جنگل میں ایک ہرنی رہتی تھی۔ اس کے دو بچے تھے۔ ایک بار وہ باہر نکلی تو کسی شکاری نے راہ میں جال بچھا رکھا تھا۔ بے خبر ہرنی اس جال میں پھنس گئی جب اس نے دیکھا کہ میں تو پھنس گئی ہوں تو بڑی پریشان ہوئی اس کی خوش قسمتی دیکھئے کہ اسی جنگل میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے اسے نظر آئے جب اس نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پکاری!

یا رسول اللہ مجھ پر رحم فرمائیے۔

حضور نے اس کی پکار سنی اور اس کے پاس تشریف لا کر فرمایا کیا حاجت ہے؟

وہ بولی!

حضور! میں اس اعرابی کے جال میں پھنس گئی ہوں میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو اس قریب کے پہاڑ میں ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے آپ میری ضمانت دے کر اس جال سے مجھے آزاد کرا دیجئے تاکہ میں آخری بار ایک مرتبہ بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ حضور! میں دودھ پلا کر پھر یہیں واپس آجاؤں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اچھا جا میں تمہاری ضمانت دیتا ہوں اور تمہاری جگہ یہیں ٹھہرتا ہوں تو بچوں

Marfat.com

کو دودھ پلا کر جلدی واپس آجا۔
چنانچہ ہرنی کو آپ نے رہا کر دیا اور وہاں خود قیام فرما ہو گئے۔ اعرابی جو سلمان نہ تھا کہنے لگا۔
اگر میرا شکار واپس نہ آیا تو اچھا نہ ہوگا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
تم دیکھو تو سہی کہ ہرنی واپس آتی ہے یا نہیں۔
چنانچہ ہرنی بچوں کے پاس پہنچی اور بچوں کو دودھ پلا کر فوراً واپس لوٹی اور آتے ہی حضور کے قدموں پر سر ڈال دیا۔ یہ اعجاز دیکھ کر وہ اعرابی بھی قدموں پر گر گیا۔

جھک گئے سر ہرنی و کافر کے دونوں ساتھ ساتھ
مصطفےٰ نے ان کے سر پر رکھ دیا رحمت کا ہاتھ
پھر بشارت اس کو اور اس کو ملی سرکار سے
جال سے آزاد تو، اور عذاب نار سے

کبوتر

ایک اعرابی اپنی آستین میں کچھ چھپائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو بتا دے کہ میری آستین کے اندر کیا ہے تو میں مان لوں گا کہ واقعی تو سچا نبی ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
واقعی ایمان لے آؤ گے؟
اس نے کہا۔

Marfat.com

ہاں واقعی ایمان لے آؤں گا۔

فرمایا تو سنو!

تم ایک جنگل سے گذر رہے تھے تو تم نے ایک درخت دیکھا جس پر کبوتر کا گھونسلا تھا۔ اس گھونسلے میں کبوتر کے دو بچے تھے تم نے ان دونوں بچوں کو پکڑ لیا ان بچوں کی ماں نے جب دیکھا تو وہ ماں اپنے بچوں پر گری تو تم نے اسے بھی پکڑ لیا اور وہ دونوں بچے اور ان کی ماں اس وقت بھی تمہارے پاس ہیں اور اس تمہاری آستین کے اندر ہیں۔

اعرابی سنکر حیران رہ گیا۔

اور جھٹ پکار اٹھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اونٹنی

جنگ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ تو ایک منافق نے مسلمانوں سے کہا

کہ تمہارا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نبی ہونے کا مدعی ہے اور تمہیں آسمان کی باتیں سناتا ہے۔ پھر اُسے اپنی اونٹنی کا پتہ کیوں نہیں چلتا۔ کہ وہ کہاں ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس منافق کی یہ بات سنی، تو فرمایا۔

بیشک میں نبی ہوں اور میرا علم اللہ ہی عطا فرمودہ ہے۔ تو سنو!

میری اونٹنی فلاں جگہ کھڑی ہے۔ ایک درخت نے اس کی نکیل کو

سدک رکھا ہے جاؤ وہاں سے اس اونٹنی کو لے آؤ۔

چنانچہ صحابہ کرام گئے تو واقعی اونٹنی اسی جگہ کھڑی تھی اور اس کی نکیل ایک درخت سے

Marfat.com

آنکی ہوئی تھی۔

تکیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد ایک دن مکہ معظمہ کی ایک کافرہ عورت کے مکان کی دیوار سے تکیہ لگا کر کسی اپنے غلام سے گفتگو فرما رہے۔ اس مکان والی کافرہ کو جب پتہ چلا کہ محمد رصلی اللہ علیہ وسلم) میرے مکان کی دیوار سے تکیہ لگائے کھڑے ہیں۔ تو بغض و عداوت سے اس نے اپنے مکان کی سب کھڑکیاں بند کر ڈالیں تاکہ حضور کی آواز نہ سن پائے۔ اسی وقت جبریل امین حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! خدا فرماتا ہے کہ اگرچہ یہ عورت کافرہ ہے مگر آپ کی شان بڑی ارفع و بلند ہے چونکہ اس کافرہ کے مکان کی دیوار کے ساتھ آپ کی پشت انور لگ گئی ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہ مکان والی اب جہنم میں جلے اس عورت نے تو اپنے مکان کی کھڑکیوں کو بند کیا ہے مگر میں نے اس کے دل کی کھڑکی کھول دی ہے۔ اور یہ صرف اس کی دیوار سے آپ کے تکیہ لگا کر کھڑے ہونے کی برکت سے ہے۔

اتنے میں وہ عورت بے چین ہو کر گھر سے نکلی اور حضور کے قدموں پر گر گئی اور سچے دل سے پکار اٹھی۔

بھیڑیا

مدینہ منورہ کے کسی مقام پر ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور بکریوں کے ریوڑ میں گھس کر ایک بکری کا شکار لے بھاگا چرواہے نے دیکھا تو اس بھیڑیئے کا تعاقب کیا اور اس سے بکری چھڑا لی۔ بھیڑیئے نے جب

Marfat.com

دیکھا کہ میرا شکار مجھ سے چھین لیا گیا ہے تو ایک ٹیلے پر چڑھ کر بزبان فصیح کہنے لگا
میاں چرواہے! اللہ نے مجھے رزق دیا تھا۔ مگر افسوس! کہ تم نے مجھ سے
چھین لیا۔

چرواہے نے جب ایک بھیڑیئے کو کلام کرتے ہوئے دیکھا۔ تو حیران ہو کر بولا
تعجب ہے کہ ایک بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے۔

بھیڑیئے نے پھر کلام کیا۔ اور کہا۔
اور اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات تو یہ ہے کہ مدینہ شریف میں ایک
ایسا وجود موجود ہے جو تمہیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا
ہے۔ ان سب اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے۔ مگر تم اس پر ایمان نہیں لاتے
چرواہا جو بھوری تھا بھیڑیئے کی اس گواہی کو سن کر بڑا متاثر ہوا اور بارگاہ رسالت
میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

یعفور

فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے کہ راستے میں آپ کی
خدمت میں ایک گدھا حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔
حضور! میری عرض بھی سنتے جایئے۔
حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مسکین جانور کی عرض سننے کو ٹھہر گئے اور
فرمایا۔
بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو۔
وہ بولا
حضور! میرا نام یزید بن شہاب ہے اور میرے دادا کی نسل سے ہے خدا

Marfat.com

نے ساٹھ خر پیدا کئے ہیں ان سب پر اللہ کے نبی سوار ہوتے رہے اور حضور! میرے دل کی یہ تمنا ہے کہ مجھ مسکین پر حضور سواری فرمائیں اور یا رسول اللہ! میں اس بات کا مستحق بھی ہوں اور وہ اس طرح کہ میرے دادا کی اولاد میں سے سوا میرے کوئی باقی نہیں رہا۔ اور اللہ کے رسولوں میں سے سوا آپ کے کوئی باقی نہیں رہا۔

حضور نے اس کی یہ خواہش سنکر فرمایا۔
اچھا، ہم تمہیں اپنی سواری کے لئے منظور فرماتے ہیں اور تمہارا نام بدل کر ہم یعفور رکھتے ہیں۔

بچہ

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک مشرک عورت جس کی گود میں دو ماہ کا شیر خوار بچہ تھا۔ اس طرف سے گزری۔ اس بچے نے حضور کی طرف نظر کی تو یکدم بزبان فصیح پکار اٹھا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَیَا اَکْرَمَ خَلْقِ اللّٰہِ۔

ماں نے جب دیکھا کہ میرا دو ماہ کا بچہ کلام کرنے لگا ہے تو حیران رہ گئی اور بولی

بیٹا!

یہ کلام کرنا تجھے کس نے سکھا دیا؟

اور یہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ تجھے کس نے بتا دیا؟

بچہ اب اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

اے ماں! یہ کلام کرنا مجھے اسی اللہ نے سکھایا ہے جس نے سب انسانوں کو یہ طاقت دی ہے۔ اور جو دیکھ میرے سر پر جبریل امین کھڑے ہیں

Marfat.com

جو مجھے بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔

ماں نے یہ اعجاز دیکھا۔

تو جھٹ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

مولانا رومی علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ پھر حضور نے اس بچے کو مخاطب فرمایا اور دریافت فرمایا کہ

تمہارا نام کیا ہے۔

تو وہ بولا

عبد عزیٰ پیش ایں کمشت خاک
لیک نام پیش حق عبدالعزیز

یعنی۔

یا رسول اللہ! اس مشت خاک ماں کے نزدیک تو میرا نام عبد عزیٰ ہے لیکن اللہ کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے۔

سوت

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ایک بار گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

میں نے یہ سوت کاتا ہے۔ آپ اسے بازار لے جائیے اور اسے بیچ کر آٹا لے آئیے تاکہ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کو روٹی کھلاؤں۔

حضرت علی وہ سوت بازار لے گئے اور اسے چھ روپے پر بیچ دیا پھر ان روپوں کا کچھ خریدنا چاہتے تھے۔ کہ ایک سائل نے صدا کی۔

Marfat.com

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے وہ روپے اس سائل کو دے دیئے، تھوڑی دیر کے بعد ایک اعرابی آیا۔
جس کے پاس بڑی عمدہ ایک اونٹنی تھی۔
وہ بولا۔
اے علی! یہ اونٹنی خریدو گے؟
فرمایا۔
پیسے پاس نہیں۔
اعرابی نے فرمایا
ادھار دیتا ہوں یہ کہہ کر اونٹنی کی مہار حضرت علی کے ہاتھ میں دے دی اور خود چلا گیا۔
اتنے میں ایک دوسرا اعرابی نمودار ہوا۔ اور کہا
علی! اونٹنی بیچتے ہو؟
فرمایا
لے لو۔
اعرابی نے کہا۔
تین سو نقد دیتا ہوں
یہ کہا اور تین سو نقد حضرت علی کو دے دیئے اور اونٹنی لے کر چلا گیا اس کے بعد حضرت علی نے پہلے اعرابی کو تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملا۔
آپ گھر آئے اور دیکھا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف فرما ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا۔

Marfat.com

علی! اونٹنی کا قصہ تم خود سناتے ہو۔ یا میں سناؤں؟
حضرت علی نے عرض کیا۔
حضور آپ ہی سنائیں۔

فرمایا
پہلا اعرابی جبریل تھا اور دوسرا اعرابی اسرافیل تھا اور اونٹنی جنت کی وہ اونٹنی تھی جس پر جنت میں فاطمہ سوار ہو گی۔
خدا کو تمہارا ایثار جو تم نے چھ روپے سات کر دیئے پسند آیا اور اس کے صلے میں دنیا میں بھی اس نے تمہیں اس کا اجر اونٹنی کی خرید و فروخت کے بہانے دیا۔

کنجی

ہجرت سے پہلے بیت اللہ کی کنجی قریش مکہ کے قبضہ میں تھی اور یہ کنجی عثمان بن طلحہ کے پاس رہا کرتی تھی۔ یہ لوگ بیت اللہ کو پیر اور جمعرات کے روز کھولا کرتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور عثمان بن طلحہ سے دروازہ کھولنے کو فرمایا تو عثمان نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے عثمان! آج تو تو یہ دروازہ کھولنے سے انکار کر رہا ہے اور ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ بیت اللہ کی یہ کنجی میرے قبضہ میں ہو گی۔ اور میں جسے چاہوں گا یہ کنجی دوں گا۔
عثمان نے کہا۔
تو کیا اس دن قوم قریش ہلاک ہو چکی ہو گی؟ دیکھا جائے گا

Marfat.com

پھر ہجرت کے بعد جب مکہ فتح ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے قدسی لشکر سمیت مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو سب سے پہلے کعبہ شریف میں تشریف لائے اور اسی کلید بردار عثمان سے کہا۔

لاؤ وہ کنجی میرے حوالے کردو،

ناچار عثمان کو وہ کنجی دینی پڑی

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہ کنجی لے کر عثمان کو مخاطب فرما کر فرمایا۔

عثمان! لو!! کلید بردار میں بھی تجھی کو مقرر کرتا ہوں۔ تم سے کوئی ظالم ہی یہ کنجی لے گا۔

عثمان نے دوبارہ کنجی لی تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

عثمان! وہ دن یاد ہے جب میں نے تم سے کنجی طلب کی تھی اور تم نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا تھا اور میں نے کہا تھا۔ کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ یہ کنجی میرے قبضہ میں ہوگی اور جسے چاہوں گا دوں گا۔

عثمان نے کہا۔

ہاں حضور! مجھے یاد ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

حاجت

شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو جبریل امین وہاں رک گئے اور عرض کی۔

یا رسول اللہ اب میں یہاں سے بال بھر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر میں یہاں سے آگے بڑھوں تو نورانیت سے جل جاؤں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اچھا اے جبریل!

هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ۔ تیری کوئی حاجت ہے۔

عرض کیا۔ سَلِ اللهَ اَنْ اَبْسُطَ جِنَاحِیْ عَلَی الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ حَتّٰی یَجُوْزُوْا عَلَیْهِ۔

یعنی اللہ سے میرے لئے سوال کیجئے کہ قیامت کے روز آپ کی امت کے لئے میں پل صراط پر اپنے پَر بچھادوں۔ تاکہ آپ کی امت آسانی سے اوپر سے گزر جائے

ہاتھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ سے بہت پہلے یمن کا ایک بادشاہ نجاجس کا نام ابرہہ تھا۔ اس کے دل میں کعبہ شریف کی بڑی عداوت تھی اور وہ چاہتا تھا کہ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کر کے کعبہ شریف کو ڈھادے۔ چنانچہ ایک روز وہ اپنے لشکر سمیت ہاتھیوں پر سوار ہو کر کعبہ شریف کو ڈھا دینے کے ارادہ سے مکہ معظمہ آپہنچا۔ قریش مکہ نے جب ابرہہ کی چڑھائی اور اس کے ارادہ کو معلوم کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور اس امر کی شکایت کی تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں جس کا یہ گھر ہے وہ خود ہی اپنے گھر کی حفاظت فرمائے گا۔

ابرہہ وادی مکہ میں خیمہ زن تھا وہ اہل مکہ کو بہت تنگ کرنے لگا حتیٰ کہ ایک روز اس نے اہل مکہ کے سارے اونٹ جن میں چار سو اونٹ صرف حضرت مطلب کے تھے۔ جنگل سے ہنکوا لئے اور اپنے قبضہ میں لے لئے حضرت عبدالمطلب کو جب پتہ چلا تو قریش کو ساتھ لے کر وہ شہر پر چڑھ آئے اس وقت حضرت عبدالمطلب کی پیشانی مبارک سے نور محمدی مثل ہلال چمکتا نظر آرہا تھا اور اس نور کی ضیا میں کعبہ شریف پر

پڑھ رہی تھیں حضرت عبدالمطلب نے اپنی پیشانی کے اس نور کا معلوم کر کے قوم سے فرمایا۔

کہ واپس چلو۔ اور یقین کے ساتھ اطمینان دلایا کہ تم تسلی رکھو۔ یہ چمک جو میری پیشانی میں دیکھتے ہو تمہیں یہی ایک نیک فال کافی ہے ابرہہ کے معاملہ میں تم کامیاب رہو گے۔

ابرہہ کو جب معلوم ہوا کہ عبدالمطلب میرے پاس نہ خود آئے ہیں اور نہ ہی قریش کو آنے دیا ہے تو اس نے اپنا ایک آدمی حضرت عبدالمطلب کے پاس بھیجا وہ آدمی جب مکہ شریف میں داخل ہو کر حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچا اور اس کی آنکھ حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر پڑی تو وہ خود بخود بے بس ہو کر حضرت عبدالمطلب کے آگے جھک کر ان کے پاؤں پر گر گیا اور زبان سے کچھ نہ بول سکا اور پھر بے ساختہ کہنے لگا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو بے شبہ سرداری کے لائق ہے اور تیری پیشانی میں ایک ایسا نور ہے کہ جس کے سامنے بغیر جھک جانے کے کوئی چارہ ہی نہیں۔ پھر اس نے نہایت ندامت کے ساتھ ابرہہ کا پیغام دیا کہ ابرہہ کہتا ہے کہ اگر عبدالمطلب جو سردار قریش ہے میرے پاس حاضر ہو جائے تو میں بلا مزاحمت واپس چلا جاؤں گا اور مال مقبوضہ اونٹ بھی سب قریش کے حوالہ کر دوں گا قریش نے یہ بات سن کر بڑی عاجزی اور اضطراب کے ساتھ حضرت عبدالمطلب کو ابرہہ کے پاس جانے کے لئے تیار کیا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب تشریف لے گئے اور جب ابرہہ کے خیمہ کے قریب پہنچے تو ابرہہ کی سواری کا عظیم الجثہ سفید ہاتھی جو بڑا مہیب تھا تو اس خیمہ کے پاس کھڑا کیا ہوا تھا حضرت عبدالمطلب کو دیکھتے ہی جھک گیا اور عبدالمطلب کیطرف سر کر کے سجدہ کرنے لگا اور اللہ کے حکم سے یوں گویا ہوا

اَلسَّلَامُ عَلَی النُّوْرِ الَّذِیْ فِیْ کَلْمِرِكَ یَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ

Marfat.com

اے عبدالمطلب اس نور پر سلام جو تیری پشت میں ہے۔
ابرہہ نے یہ منظر دیکھا تو بڑا حیران ہوا اور حضرت عبدالمطلب کو بڑی عزت کے ساتھ بٹھایا اور حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔

کہ ہمارے اونٹ واپس کر دے

ابرہہ بولا

کہ تعجب ہے کہ آپ کو اونٹوں کی تو فکر ہے۔ مگر یہ گھر یعنی کعبہ جس کی بدولت آپ سب کی عزت ہے۔ اس کے ڈھا دینے سے باز رکھنے کی آپ نے مجھ سے کوئی بات ہی نہیں کی۔

آپ نے فرمایا

اونٹ ہمارے ہیں۔ ہمیں انہیں کی فکر ہے اور کعبہ شریف جس کا گھر ہے وہ خود اپنے گھر کو بچا لے گا۔ کیسے وللا جانے یا تم جانو۔
یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔

ابرہہ نے سارے اونٹ واپس کر دیئے لیکن کعبہ شریف کو ڈھا دینے کے لئے اس نے لشکر کو حکم دے دیا کہ ہاتھیوں پر چڑھ کر اور ایک ہاتھی کو سب سے آگے رکھ کر کعبہ پر فوراً حملہ کر دو تاکہ یہ ہاتھی پل بھر میں کعبہ کو ڈھا دیں۔ چنانچہ جب ہاتھیوں کو تیار کر کے یہ لشکر کعبہ کی طرف بڑھا تو اگلے ہاتھی نے جب بیت اللہ شریف کو دیکھا تو وہیں اپنا سر سجدہ میں ڈال دیا ہر چند فیلبان نے مارا اور اٹھانے کا چارہ کیا۔ مگر اس کا سر پھر نہ اٹھا۔ فیلبان نے اسے پیچھے جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً اٹھ کر پیچھے بھاگا۔ باقی ہاتھی بھی بے زور ہو کر اس کے بھاگ نکلے اُدھر اللہ کے عذاب نے انہیں آلیا اور اوپر سے کنکروں کا مینہ برسنے لگا جس سے ابرہہ اور اس کے تمام ساتھی ہلاک ہو گئے۔

Marfat.com

بچپن شریف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن شریف میں ایک بار گھر سے نکلے تو پھر گھر تشریف نہ لائے آپ کے متعلقین نے سمجھا کہ حضور گم ہو گئے ہیں چنانچہ آپ کی تلاش شروع ہوئی۔ ایک صاحب اونٹنی پر سوار ہو کر حضور کی تلاش کر رہے تھے۔ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے استراحت فرماتے ہوئے مل گئے اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور پھر اونٹنی کو جو اٹھایا تو اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھایا تو اونٹنی اٹھ بیٹھی۔

؎ گویا تھی اس اونٹنی کی یہ صدا
بے خبر سرکار کو آگے بٹھا!
جب تلک آگے نہ بیٹھیں گے نبی
میں قیامت تک نہ اٹھوں گی کبھی

حق

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تو یاد رہنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات جو تم حضور سے سنتے ہو لکھ لیتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے بشریت کے باعث کبھی غصہ کی حالت میں کچھ نکل جاتا ہے۔ یہ سن کر میں لکھنے سے رک گیا اور حضور سے یہ بات کہہ دی۔ حضور نے اپنے منہ مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ فرما کر فرمایا۔

بے شک لکھو کہ اس منہ سے ہر حالت میں جو بھی نکلتا ہے حق نکلتا ہے۔

جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کو ہاتھ میں لے کر فرمایا۔

کون ہے جو میری اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔

حضور کا یہ اعلان سنکر صحابہ کرام آگے بڑھے اور ہر ایک کی یہ تمنا تھی کہ یہ تلوار مجھے مل جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ السلام نے کسی کو نہ دی حتیٰ کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے پہلوان تھے آگے بڑے تو حضور نے وہ تلوار ابو دجانہ کو مرحمت فرمائی اور فرمایا۔

ابو دجانہ! اس تلوار کا حق ادا کرنا اور اس سے دشمن پر خوب وار کرنا۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ رسول کی "تلوار" پاکر بڑے خوش ہوئے اور ایک سرخ رنگ کا رومال سر پر باندھ کر اور ہاتھ میں وہ تلوار لیکر اکڑتے ہوئے (جیسا کہ پہلوانوں کی عادت ہوتی ہے) میدان جنگ میں نکلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ چال دیکھی تو فرمایا۔

یہ چال اللہ کو بڑی ناپسند ہے مگر اس وقت جب کہ ابو دجانہ کافروں کے مقابلہ میں اکڑتا ہوا جا رہا ہے۔ ابو دجانہ کی یہ چال اللہ کو بڑی پسند ہے۔

چنانچہ ابو دجانہ نے اس رسول کی تلوار سے وہ جوہر دکھائے کہ جو بھی سامنے آیا رسول کی تلوار سے کاٹ کر فی النار کر دیا۔

رفاقت

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات کے وقت رہا کرتے تھے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک رات حضرت ربیعہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے لئے پانی حاضر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے کرم جوش میں آگیا اور حضرت ربیعہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

سَلْ ، مانگ

حضرت ربیعہ نے جو دیکھا کہ آقا دریائے کرم جوش میں ہے۔ تو عرض کیا۔

اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ۔

Marfat.com

میں جنت میں آپ کی رفاقت آپ سے مانگتا ہوں "
یعنی یارسول اللہ! جنت دیجئے اور نہ صرف جنت بلکہ جنت میں جہاں آپ ہوں۔ وہاں اپنے ساتھ رکھیئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ ـــــ کچھ اور بھی
عرض کیا۔ نہیں یارسول اللہ! بس یہی حاجت ہے پوری کر دیجئے۔
حضور رسلی اللہ علیہ وسلم، نے فرمایا۔
اچھا تو کثرت سجود سے میری اعانت کرتے رہو یعنی نماز پڑھتے رہنا۔

دودھ

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بڑے زور کی بھوک لگی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دودھ کا پیالہ دیا اور حضرت ابوہریرہ سے فرمایا۔
جاؤ اصحاب صفہ کو بلاؤ
اصحاب صفہ کی تعداد ستر تھی۔
ابوہریرہ نے جی میں سوچا۔ کہ وہ لوگ آگئے تو ایک پیالہ میں سے میرے لئے کیا بچے گا! مگر حکم نبوی تھا اس لئے وہ گئے اور اصحاب صفہ کو بلا لائے۔
حضور نے فرمایا
لو یہ دودھ کا پیالہ اور ان سب کو پلاؤ۔
چنانچہ حضرت ابوہریرہ نے باری باری سب کو پلانا شروع کیا۔ ایک کو پلا لیتے تو پھر وہی پیالہ دوسرے کے آگے رکھ دیتے وہ پی لیتا تو آگے کر دیتے اسی طرح اس ایک پیالہ

Marfat.com

سے سب نے سیر ہو کر دودھ پیا مگر دودھ ویسے کا ویسا ہی رہا۔ ذرہ بھی کم نہ ہوا۔ پھر وہ پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں لیا اور ابو ہریرہ سے فرمایا۔

لو اب تم پیو۔

ابو ہریرہ نے پینا شروع کیا حتےٰ کہ جب آپ نے پیالہ منہ سے ہٹایا تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہ پیالہ ابو ہریرہ کے منہ سے پھر لگایا اور فرمایا۔

اور پیو

حضرت ابو ہریرہ نے اور پیا اور پھر جو پیالہ منہ سے ہٹایا تو حضور نے پھر فرمایا۔

نہیں اور پیو

کئی بار ایسا ہوا آخر حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! اب کوئی راستہ نہیں رہا۔

گھی

ایک صحابیہ ام مالک رضی اللہ عنہا ایک مشکیزہ میں گھی ڈال کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک روز حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوش ہو کر نگاہ کرم فرمائی تو وہ مشکیزہ گھی کا چشمہ بن گیا۔ ام مالک کو جب بھی کبھی گھی کی ضرورت ہوتی اسی مشکیزہ سے نکال لیتیں۔ ایک روز ام مالک نے اس مشکیزہ کو نچوڑ لیا تو ایسا کرنے سے وہ مشکیزہ خشک ہو گیا۔ ام مالک نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اگر تو نہ نچوڑتی تو گھی ہمیشہ رہتا۔

Marfat.com

نام مبارک

ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا۔ اس نے تورات میں ایک صفحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لکھا دیکھا۔ یہودی نے بغض و کینہ سے اس نام پاک کو کھرچ ڈالا۔ دوسرے روز تورات کھولی تو اس صفحہ پر یہ نام اقدس چار جگہ لکھا دیکھا۔ غصہ میں آکر اس نے اس نام پاک کو پھر کھرچ ڈالا۔ تیسرے روز اس نے دیکھا کہ اسی صفحہ پر یہ نام اقدس آٹھ جگہ لکھا ہوا ہے اس نے پھر یہ نام پاک سب جگہ سے کھرچ دیا۔ چوتھے دن اس نے اس نام پاک کو بارہ جگہ لکھا دیکھا۔ اب اس کی حالت بدلی اور اس نام پاک کی دل میں محبت پیدا ہو گئی اور اس نام والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے روانہ ہوا مگر آدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک ہو چکا تھا جب یہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور حضرت علیؓ سے حضورؐ کے وصال کا علم ہوا۔ اب تو یہ سخت بے چین ہوا اور حضرت علیؓ سے کہنے لگا۔

کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن انور کا کوئی کپڑا دکھائیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑا مبارک اُسے دیا اس یہودی نے پہلے تو اُسے سونگھا پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضۂ انور کے سامنے آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو کر دعا مانگی۔

کہ الٰہی! اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا ہے۔ تو مجھے اپنے محبوب کے پاس بلا لے۔ اتنا کہا اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے ہی انتقال کر گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے غسل دیا اور جنت بقیع میں اُسے دفنایا۔

Marfat.com

پانچ چشمے

حدیبیہ کے روز سارے لشکر صحابہ میں پانی ختم ہو گیا حتیٰ کہ وضو اور پینے کے لئے بھی پانی کا قطرہ تک باقی نہ رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کوزہ پانی کا تھا۔ حضور جب اس کوزے سے وضو فرمانے لگے۔ تو سب لوگ حضور کی طرف لپکے اور فریاد کی کہ

یارسول اللہ! ہمارے پاس تو ایک قطرہ بھی پانی کا باقی نہیں رہا۔ ہم نہ تو وضو کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ حضور! یہ آپ ہی کے کوزے میں پانی باقی ہے۔ ہم سب کے پاس پانی ختم ہو گیا اور ہم پیاس کی شدت سے بے چین ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر اپنا ہاتھ مبارک اس کوزہ میں ڈال دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ حضورؐ کے ہاتھ مبارک کی پانچوں انگلیوں سے پانی کے پانچ چشمے جاری ہو گئے اور سب لوگ ان چشموں سے سیراب ہونے لگے اور ہر شخص نے جی بھر کے پانی پیا اور پیاس بجھائی اور سب نے وضو بھی کر لیا۔

حضرت جابر سے پوچھا گیا۔

کہ لشکر کی تعداد کتنی تھی؟ تو فرمایا

اس وقت اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو پانی سب کے لئے کافی تھا مگر ہم اس وقت پندرہ سو کی تعداد میں تھے۔

بکری

جنگ احزاب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور ایک بکری ذبح کی۔ حضور جب صحابہ کرام کی معیت میں جابرؓ کے گھر پہنچے تو جابرؓ نے

Marfat.com

کھانا لاکر آگے رکھا۔ کھانا تھوڑا تھا اور کھانے والے زیادہ تھے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

تھوڑے تھوڑے آدمی آتے جاؤ اور باری باری کھانا کھاتے جاؤ۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جتنے آدمی کھانا کھا لیتے وہ نکل جاتے اسی طرح سب نے کھانا کھا لیا۔ جابر فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ کوئی شخص گوشت کی ہڈی نہ توڑے۔ نہ پھینکے۔ سب ایک جگہ رکھتے جائیں جب سب کھا چکے تو آپ نے حکم دیا کہ چھوٹی موٹی سب ہڈیاں جمع کر دو جمع ہو گئیں تو آپ نے اپنا دست مبارک ان پر رکھ کر پڑھا۔ آپ کا دست مبارک ابھی ان ہڈیوں کے اوپر ہی تھا۔ اور زبان مبارک سے آپ کچھ پڑھ رہے تھے کہ وہ ہڈیاں کچھ کا کچھ بننے لگیں۔ یہاں تک کہ گوشت پوست تیار ہو کر کان جھاڑتی ہوئی وہ بکری اٹھ کھڑی ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جابر! لے اپنی بکری لے جا۔

ٹوپی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھے آپ جس میدان جنگ میں تشریف لے جاتے۔ اپنی ٹوپی کو ضرور سر پر رکھ کر جاتے اور ہمیشہ فتح ہی پاکر لوٹتے۔ کبھی شکست کا منہ نہ دیکھتے۔

ایک مرتبہ جنگ یرموک میں جب کہ میدان جنگ گرم ہو رہا تھا۔ حضرت خالد کی ٹوپی گم ہو گئی۔ آپ نے لڑنا چھوڑ کر ٹوپی کی تلاش شروع کر دی۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ تیر اور پتھر برس رہے ہیں۔ تلوار اور نیزہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ موت سامنے ہے اور اس عالم میں خالد کو اپنی ٹوپی کی فکر پڑی ہوئی ہے اور وہ اس کو ڈھونڈنے میں مصروف

ہو گئے ہیں تو انہوں نے حضرت خالدؓ سے کہا

جناب ٹوپی کا خیال چھوڑ دیجئے اور لڑنا شروع کیجئے۔

حضرت خالدؓ نے ان کی اس بات کی پرواہ نہ کی اور ٹوپی کی بدستور تلاش شروع رکھی۔ آخر ٹوپی ان کو مل گئی تو انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

بھائیو! جانتے ہو مجھے یہ ٹوپی کیوں اتنی عزیز ہے! جان لو کہ میں نے آج تک جو جنگ بھی جیتی اسی ٹوپی کی طفیل۔ میرا کیا ہے سب اس کی برکتیں ہیں۔ میں اس کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ اور اگر یہ میرے سر پر ہو تو پھر دشمن میرے سامنے کچھ بھی نہیں۔

لوگوں نے کہا۔

آخر اس ٹوپی کی خوبی کیا ہے؟ تو فرمایا

یہ دیکھو۔ اس میں کیا ہے۔ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے بال مبارک ہیں جو میں نے اسی میں سی رکھے ہیں۔ حضور ایک مرتبہ عمرہ بجالانے کو بیت اللہ شریف تشریف لے گئے اور سر مبارک کے بال اتروائے تو اس وقت ہم سے ہر ایک شخص بال مبارک لینے کی کوشش کر رہا تھا اور ہر ایک دوسرے پر گرتا تھا۔ تو میں نے بھی اسی کوشش میں آگے بڑھ کر چند بال مبارک حاصل کر لئے تھے۔ اور پھر اس ٹوپی میں سی لئے۔ یہ ٹوپی اب میرے لئے جملہ برکات و فتوحات کا ذریعہ ہے۔ میں اسی کے صدقہ میں ہر میدان کا فاتح بن کر لوٹتا ہوں پھر بتاؤ۔

یہ ٹوپی اگر نہ ملتی تو مجھے چین کیسے آتا؟

Marfat.com

ابلیس کا پوتا

بیہقی میں امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تہامہ کی ایک پہاڑی پر بیٹھے تھے کہ اچانک ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لیئے ہوئے۔ حضور رسول الثقلین سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا۔

اس کی آواز جنوں کی سی ہے پھر آپ نے اس سے دریافت فرمایا۔

تو کون ہے ؟۔ اس نے عرض کیا۔

حضور میں جن ہوں۔ میرا نام ہامہ ہے بیٹا ہیم کا۔ اور ہیم بیٹا لاقیس کا اور لاقیس بیٹا ابلیس کا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تو گویا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتیں ہیں۔

پھر فرمایا

اچھا یہ بتاؤ۔ تمہاری عمر کتنی ہے؟

اس نے کہا۔

یارسول اللہ! جتنی عمر دنیا کی ہے اتنی ہی میری ہے۔ کچھ تھوڑی سی کم ہے حضور جن دنوں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ اس وقت میں کئی برس کا بچہ ہی تھا۔ مگر بات سمجھتا تھا۔ پہاڑوں میں دوڑتا پھرتا تھا اور لوگوں کا کھانا دغلہ چوری کر لیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے بھی ڈال لیتا تھا۔ کہ وہ اپنے خویش و اقربا سے بدسلوکی کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

تب تو تم بہت بُرے ہو۔
اس نے عرض کی
حضور مجھے ملامت نہ فرمایئے۔ اس لئے کہ اب میں حضور کی خدمت میں
توبہ کرنے حاضر ہوں۔ یارسول اللہ! میں نے حضرت نوح علیہ السلام سے
ملاقات کی ہے اور ایک سال تک ان کے ساتھ ان کی مسجد میں رہا ہوں
اس سے پہلے میں ان کی بارگاہ میں بھی توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت ہود حضرت
یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتوں میں بھی رہ چکا ہوں اور ان
سے تورات سیکھی ہے۔ اور ان کا سلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو پہنچایا تھا اور
اے نبیوں کے سردار
حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔
کہ اگر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرے تو میرا سلام ان کو پہنچانا
سو حضور! اب میں اس امانت سے سبکدوش ہونے کو حاضر ہوا ہوں اور یہ
یہ بھی آرزو ہے کہ آپ اپنی زبان حق ترجمان سے مجھے کچھ کلام اللہ تعلیم فرمایئے۔
حضور علیہ السلام نے اسے سورۃ مرسلات، سورۃ عم یتساءلون، اخلاص اور معوذتین اور
اذالشمس تعلیم فرمائیں اور یہ فرمایا کہ
اے ہامہ! جس وقت تمہیں کوئی احتیاج ہو پھر میرے پاس آجانا اور ہم سے
ملاقات نہ چھوڑنا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
حضور علیہ السلام نے تو وصال فرمایا لیکن ہامہ کی بابت پھر کچھ نہ فرمایا۔ خدا جانے ہامہ
اب بھی زندہ ہے یا مر گیا ہے۔

Marfat.com

ملک الموت

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کا جب وقت آیا تو ملک الموت جبرئیل کی معیت میں حاضر ہوا۔ جبرئیل امین نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! یہ ملک الموت آیا ہے اور آپ سے اجازت طلب کرتا ہے حضور! اس نے آج تک کبھی نہ کسی سے اجازت لی ہے اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت لے گا۔ حضور اگر اجازت دیں تو یہ اپنا کام کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ملک الموت کو آگے آنے دو۔

چنانچہ ملک الموت آگے بڑھا اور عرض کرنے لگا۔

یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آپ کا ہر حکم مانوں اور جو آپ فرمائیں وہی کروں۔ لہٰذا آپ اگر فرمائیں تو میں روح مبارک قبض کروں ورنہ واپس چلا جاؤں۔

جبرئیل نے عرض کیا۔

حضور! خداوند کریم آپ کے لقاء وصال کو چاہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

تو اے ملک الموت تمہیں جان لینے کی اجازت ہے۔

جبرئیل بولے۔

حضور! اب جب کہ آپ تشریف لے جا رہے ہیں تو پھر زمین پر میرا یہ آخری پھیرا ہے۔ اس لئے کہ میرا مقصود تو آپ ہی تھے۔ اس کے بعد ملک الموت قبض روح اور کے شرف سے مشرف ہوا۔

استقبال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

یارسول اللہ! آج آسمانوں پر حضور کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔
خدا تعالیٰ نے جہنم کے داروغہ مالک کو حکم دیا ہے کہ مالک!
میرے حبیب کی روح مطہرہ آسمانوں پر تشریف لا رہی ہے۔ اس اعزاز میں دوزخ کی آگ بجھا دے اور حورانِ جنت سے فرمایا ہے۔
کہ تم سب اپنی تزئین و آراستگی کرو اور سب فرشتوں کو حکم دیا ہے۔
کہ تعظیم روح مصطفےٰ کے لئے سب صف بصف کھڑے ہو جاؤ اور مجھے حکم فرمایا ہے۔
کہ میں جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو بشارت دوں کہ تمام انبیاء اور ان کی امتوں پر جنت حرام ہے۔ جب تک کہ آپ اور آپ کی اُمت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ اور کل قیامت کو اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت پر آپ کی طفیل اس قدر بخشش و مغفرت فرمائے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

غسل مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل مبارک کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان سوچنے لگے اور آپس میں کہنے لگے۔
کہ جس طرح دوسرے لوگوں کے کپڑے اتار کر ان کو غسل دیا جاتا ہے
کیا اسی طرح حضورؐ کے کپڑے مبارک بھی اتار کر حضورؐ کو غسل دیا جائے

Marfat.com

یا حضورؐ کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے؟

اس بات پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک سب پر غنودگی طاری ہو گئی اور سب کے سر ان کے سینوں پر ڈھلک آئے پھر سب کو ایک آواز آئی۔

کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ تم جانتے نہیں یہ کون ہیں! خبردار! یہ "رسول اللہ" ہیں ان کے کپڑے نہ اتارنا۔ انہیں کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔" پھر سب کی آنکھیں کھل گئیں اور حضور کو کپڑوں سمیت ہی غسل دیا گیا۔

حجاب

مدینہ منورہ میں ایک بار قحط پڑ گیا بارش ہوتی ہی نہ تھی لوگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر سے چھت میں ایک سوراخ کر دو تاکہ آسمان اور زمین میں کوئی حجاب نہ رہے۔

چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو اس قدر بارش ہوئی کہ کھیتیاں ہری بھری ہو گئیں اور جانور موٹے ہو گئے۔

محدثین لکھتے ہیں کہ آسمان نے جب قبر انور کو دیکھا تو رو پڑا تھا۔

ایذا

مدینہ منورہ میں ایک ہاشمی عورت رہتی تھی۔ اُسے بعض لوگ ایذا دیا کرتے تھے ایک دن وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضہ پر حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی۔

یا رسول اللہ! یہ لوگ مجھے ایذا دیتے ہیں۔

Marfat.com

روضہ انور سے آواز آئی

کیا میرا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے نہیں۔ دشمنوں نے مجھے ایذائیں دیں اور میں نے صبر کیا میری طرح تم بھی صبر کرو۔

وہ عورت فرماتی ہے کہ مجھے تسکین ہوئی اور چند دن کے بعد مجھے ایذا دینے والے بھی مر گئے۔

دو گستاخ

سلطان نورالدین شہید محمد بن زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دو شخصوں کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا۔

"نورالدین! مجھے ان کی شر سے بچا۔"

اسی طرح دوسری رات بھی حضور علیہ السلام نے خواب میں جلوہ افروزی فرما کر یہی ارشاد فرمایا اور پھر تیسری رات بھی تشریف لا کر دو شخصوں کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا۔

کہ نورالدین! مجھے ان کی شر سے بچا۔

سلطان نورالدین نے جب متواتر تین رات حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری دیکھی اور حضورؐ کا دو شخصوں کی طرف اشارہ فرما کر فرمانا کہ "مجھے ان کی شر سے بچا" تو وہ بے چین ہو گیا اور اپنی فراست ایمانی سے سمجھ گیا کہ مدینہ منورہ میں ضرور کوئی واقعہ نا جو ایسا ظہور پذیر ہوا ہے۔ جس کے باعث آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ تیسری بار جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو رات کا کچھ حصہ باقی تھا سلطان اسی وقت بستر سے اٹھا اور بہت سا خزانہ ہمراہ لے کر بیس مقربان دولت کے ساتھ دمشق سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

سولہ دن کے سفر کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر سلطان نے [illegible] دیا اور منادی

کرادی کہ اہل مدینہ پر آج درہم و دینار کی بارش ہوگی ہر چھوٹا اس خبر کو سنتے ہی بارگاہ سلطانی کی طرف دوڑا ہر شخص باری باری سے باریاب ہوتا تھا اور انعام و اکرام سے مالا مال ہو کر رخصت ہو جاتا تھا۔ اسی طرح سارا شہر سلطان کی نظر سے گزر گیا۔ مگر وہ موذی جو خواب میں دکھائے گئے تھے اور جن کا حلیہ پتھر کی لکیر کی طرح سلطان کے دماغ پر نقش تھا نظر نہ آئے۔ آخر سلطان نے روضۂ نبوی کے بعض خدام دریافت کیا۔ کہ کوئی ایسا شخص تو باقی نہیں رہا جو انعام لینے نہ آیا ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اور تو سب لوگ حاضر ہو چکے ہیں فقط دو خدا رسیدہ بزرگ نہیں آئے۔ جو مغرب کے رہنے والے ہیں اور دن رات عبادت کرتے رہتے ہیں سلطان نے حکم دیا کہ ان دونوں کو بھی حاضر کیا جائے۔

کچھ دیر کے بعد دو آدمی سلطان کے سامنے لائے گئے۔ سلطان نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور ایک نظر میں پہچان لیا کہ یہ وہی دو شخص ہیں جن کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔ پوچھا

کہ تم دونوں کہاں رہتے ہو؟

کہنے لگے

کہ مسجد روضہ مطہرہ کے مغرب کی جانب مسجد کی دیوار سے بنا ہوا ایک ویران سا مکان ہے ہم اس میں رہتے ہیں۔

سلطان نے انہیں تو وہیں چھوڑا اور خود سیدھا اس مکان میں پہنچا۔ مکان میں داخل ہو کر اس نے ہر طرف تجسسانہ نگاہ ڈالی۔ مکان کا سامان مختصر سا تھا مگر جس قدر تھا زبان حال سے مکینوں کے زہد و ورع کی شہادت دے رہا تھا۔ طاق پر قرآن مجید رکھا ہوا تھا اس کے علاوہ کچھ اور کتابیں بھی تھیں جن کے مضامین پند و نصائح سے معمور تھے۔ ایک کونے میں فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے تلے کا ایک انبار لگا ہوا تھا۔ فرش پر ایک بہت بڑا بوریا بچھا ہوا تھا۔ ان میں سے کوئی چیز بجائے خود

Marfat.com

قابل اعتراض نہ تھی۔ سلطان حیران تھا کہ اب کیا کرے آخر اسی قدسی جذبہ نے جو اسے دمشق سے کشاں کشاں مدینے لے آیا تھا۔ اس کا ہاتھ بوریئے کی طرف بڑھایا کہ دیکھے تو سہی کہ اس کے نیچے کیا ہے۔ بوریئے کا اٹھانا تھا کہ ایک خوفناک حقیقت کا انکشاف ہوا ان ملعونوں نے جن کے تقدیس کا گھر گھر چرچا تھا ایک نقب لگا رکھی تھی۔ جس کا رُخ حجرہ نبوی کی طرف تھا یہاں ہی ایک گڑھا تھا۔ جس میں کھودی ہوئی مٹی بھر دی جاتی تھی اور جب رات ہوتی تھی تو دونوں نقب زن اس مٹی کو تھیلوں میں بھر بھر کر بقیع کے میدان میں ڈال آتے ہیں۔

سلطان نے ان دونوں خبیثوں کو موقع پر طلب کر کے غضبناک لہجے میں پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ پہلے تو انہوں نے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنا شروع کیں لیکن موت پر منڈلاتی دیکھ کر سچا کراب اخفائے راز بے سود ہے نڈر ہو کر بولے۔

کہ ہم نصرانی ہیں ہماری قوم نے ہمیں اس مقدس خدمت پر مامور کیا تھا۔ کہ مراکشی حاجیوں کے بھیس میں پہنچ کر نقب لگا کر تمہارے پیغمبر کی قبر تک جا پہنچیں اور اس کی لاش کو نکال لیں اور بے آبرو کریں (معاذاللہ) ہمارا کام ختم ہو ہی چکا تھا اور نقب قبر تک پہنچ گئی تھی۔ کہ دفعتاً آسمان پر بادل گرجا۔ جھکڑ چلنا شروع ہوا۔ زلزلہ آیا اور اس کے بعد تم آپہنچے۔

سلطان کی اس وقت عجیب حالت تھی دل الٹ گیا اور رگ رگ پانی ہو کر آنکھوں میں آگیا اتنا رویا۔ اتنا رویا کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر سراپا جلال ہو کر اٹھا اور تلوار کھینچ کر نقب ہی کے کنارے ان دونوں ملعونوں کی گردنیں اڑا دیں اور ان کی ناپاک لاشیں آگ کے ایک دہکتے ہوئے الاؤ میں ڈلوا دیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کرنے والوں کا یہی حشر ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد سلطان کے حکم سے حجرہ نبوی کے گرداگرد ایک گہری خندق کھودی گئی جسے پگھلے ہوئے سیسے سے بھروا کر

Marfat.com

پھر کسی خبیث نقب زن کا ہاتھ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ تک نہ پہنچ سکے۔

ہجرت

عضل اور قارہ کے چند منافقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دس صحابہ کرام کو بغرض تبلیغ اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور راستے میں مقام رجیع پر دھوکا کر کے ان دس صحابہ میں سے آٹھ کو شہید کر دیا اور دو کو جن کا نام حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ عنہما تھا۔ گرفتار کر کے مکہ لے آئے اور قریش کے پاس فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ اُحد میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ اس لیے ان کو حارث کے لڑکوں نے خریدا۔ تاکہ باپ کے بدلہ میں قتل کریں۔ چند روز انہیں بھوکا پیاسا اپنے گھر میں قید رکھا۔ ایک دن حارث کا بچہ تیز چھری سے کھیلتا ہوا خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا انہوں نے بچہ کو زانو پر بٹھایا۔ چھری لے کر رکھ دی اور بچے کو کھلانے لگے۔ جب بچے کی ماں نے دیکھا کہ اس کا بچہ چھری لے کر اس قیدی کے پاس ہے۔ جسے چند روز انہوں نے بے آب و دانہ رکھا تھا تو وہ کانپ اٹھی اور بے اختیار چیخ ماری۔ خبیب نے کہا کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ کہ تو نہیں جانتی کہ مسلمانوں کا کام غدر کرنا نہیں۔

خاندان حارث نے چند روز کے بعد خبیب اور زید رضی اللہ عنہما دونوں بزرگوں کو حرم کی حد سے باہر لے جا کر بالارادہ قتل پھانسی کے نیچے کھڑا کر دیا اور کہا کہ اسلام چھوڑ دو تو جان بخشی ہو سکتی ہے۔ دونوں بزرگوں نے جواب دیا کہ جب اسلام ہی نہ رہا تو جان رکھ کر کیا کریں گے۔

قریش نے پوچھا کہ کوئی تمنا ہو تو بیان کرو خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مانگی۔ قاتلوں نے مہلت دیدی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے نماز ادا

کی اور نماز پڑھ کر فرمایا۔
کہ دیر تک نماز پڑھنے کو جی چاہتا تھا لیکن سوچا کہ دشمن یہ نہ کہیں کہ
موت سے ڈر گیا ہے۔
اس کے بعد قاتلوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔
حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے پھانسی پانے سے قبل یہ شعر پڑھے۔

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ فِي اللهِ مَصْرَعِي

یعنی "اسلام کی حالت میں مجھے کسی طرح بھی مارا جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں"
اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کی باری آئی آپ قتل کے وقت قریش کے بڑے بڑے سردار تماشا دیکھنے آئے تھے۔ ایک سردار نے بڑھ کر کہا کہ سچ کہنا اگر اس وقت تمہارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ قتل کیے جاتے اور تم بچ جاتے کیا تم اس بات کو اپنی خوش قسمتی نہ سمجھتے؟

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

مجھے ہو ناز قسمت پہ اگر نام محمد پہ!
یہ سر کٹ جائے اور تیرا سر پا اسکو ٹھکرائے
یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

پھر اس کے بعد حضرت زید کو بھی شہید کر دیا گیا۔ (رضی اللہ عنہما)

عشق

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ان کو طرح طرح کی

دی جانے لگیں۔ امیہ بن خلف جو مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اور جس کے آپ غلام تھے آپ کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر ان کے سینے پر پتھر کی بڑی چٹان رکھ دیتا تھا تاکہ وہ ہل نہ سکیں اور کہتا تھا یا اسی حال میں مرجاؤ یا زندگی چاہتے ہو تو اسلام چھوڑ دو مگر حضرت بلال بقول شاعر ؎

تو ہو کے ترش رو مجھے گالی ہزار دے
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

نشۂ اسلام میں ایسے سرمست تھے کہ ان مصائب و آلام کی مطلق پروا نہ فرماتے ظالم آپ کو رات کے وقت زنجیروں میں باندھ دیتے اور کوڑے مارتے اور اگلے دن ان زخموں کو گرم زمین پر ڈال کر اور زیادہ زخمی کرتے تاکہ بے قرار ہو کر اسلام سے پھر جائیں یا تڑپ تڑپ کر مرجائیں مگر اللہ اے استقلال بلال کہ آپ عشق حق میں ایسے سرشار تھے کہ احد احد کے نعرے لگاتے اور یاد حق میں گویا ہی فرماتے تھے۔

حلق پر تیغ رہے سینے پہ چلّا دے ہے
لب پہ تو نام رہے دل میں تری یاد رہے

ایک دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو آپ کو خرید کر آپ کو آزاد کر دیا اور آپ کو اس عشق و استقلال کا یہ صلہ ملا کہ آپ بارگاہ مصطفوی کے موذن بنے اور سفر و حضر میں ہمیشہ اذان کی خدمت انہیں کے سپرد رہی۔

چار مرتبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جبریل سے پوچھا۔
اے جبریل کبھی تجھے آسمان سے مشقت کے ساتھ بڑی جلدی اور فوراً بھی زمین پر اترنا پڑا ہے۔

Marfat.com

جبریل نے جواب دیا

ہاں یارسول اللہ! چار مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے فی الفور بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر اترنا پڑا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وہ چار مرتبہ کس کس موقعہ پر؟

جبریل نے عرض کیا

۱۔ ایک تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو میں اس وقت عرش الٰہی کے نیچے تھا۔ مجھے حکم الٰہی ہوا کہ جبریل!

خلیل کے آگ میں پہنچنے سے پہلے پہلے فوراً میرے خلیل کے پاس پہنچو

چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ فوراً ہی حضرت خلیل کے پاس پہنچا۔

۲۔ دوسری بار جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن الٰہی پر چھری رکھ دی گئی تو مجھے حکم ہوا کہ:

چھری چلنے سے پہلے زمین پر پہنچوں اور چھری کو اٹھا دوں

چنانچہ میں چھری کے چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو چلنے نہ دیا۔

۳۔ تیسری مرتبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں گرایا تو مجھے حکم ہوا کہ

میں یوسف علیہ السلام کو کنوئیں کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے زمین پر پہنچوں اور کنوئیں سے ایک پتھر نکال کر حضرت یوسف کو اس پتھر پر بٹھا دوں۔

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

Marfat.com

۴۔ اور چوتھی مرتبہ یارسول اللہ جب کہ کافروں نے حضور کا دندان مبارک شہید کیا تو مجھے حکم الٰہی ہوا کہ

میں فوراً زمین پر پہنچوں اور حضور کے دندان مبارک کا خون مبارک زمین پر نہ گرنے دوں اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی وہ خون مبارک اپنے ہاتھوں پر لے لوں۔

یارسول اللہ! خدا نے مجھے فرمایا تھا۔

جبریل! اگر میرے محبوب کا یہ خون زمین پر گر گیا تو قیامت تک زمین میں سے نہ کوئی سبزی اُگے گی اور نہ کوئی درخت۔ چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر پہنچا اور حضور کے خون مبارک کو اپنے ہاتھ پر لے لیا۔

تھوک

خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا مبارک تیار فرمایا تو فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے اس پتلے مبارک کی زیارت کرنے لگے مگر شیطان لعین حسد کی آگ میں جل بھن گیا اور ایک مرتبہ اس مردود نے بغض و کینے میں آکر حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے مبارک پر تھوک دیا یہ تھوک حضرت آدم علیہ السلام کی ناف مبارک کے مقام پر پڑی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا۔

کہ اس جگہ سے اتنی مٹی نکال کر اسی مٹی کا کتا بنا دو۔

چنانچہ اس شیطانی تھوک سے ملی ہوئی مٹی کا کتا بنا دیا گیا یہ کتا آدمی سے مانوس اس لئے ہے کہ مٹی حضرت آدم علیہ السلام کی ہے اور پلید اس لئے ہے کہ تھوک شیطان کی ہے اور رات کو جاگتا اس لئے ہے کہ ہاتھ اسے جبرئیل کے لگے ہیں۔

Marfat.com

بڑھیا

حضرت نوح علیہ السلام نے بحکم الٰہی جب کشتی بنانا شروع کی تو ایک مومنہ بڑھیا نے حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ یہ کشتی کیوں بنا رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا

بڑی بی! ایک بہت بڑا پانی کا طوفان آنے والا ہے۔ جس میں سب کافر ہلاک ہو جائیں گے اور مومن اس کشتی کے ذریعے بچ جائیں گے۔

بڑھیا نے عرض کی۔

حضور! جب طوفان آنے والا ہو تو مجھے خبر کر دیجئے گا تاکہ میں بھی کشتی پر سوار ہو جاؤں۔

بڑھیا کی جھونپڑی شہر سے باہر کچھ فاصلہ پر تھی پھر جب طوفان کا وقت آیا تو حضرت نوح علیہ السلام دوسرے لوگوں کو کشتی پر چڑھانے میں مشغول ہو گئے۔ مگر اس بڑھیا کا خیال نہ رہا۔ حتیٰ کہ خدا کا ہولناک عذاب پانی کے طوفان کی شکل میں آیا اور روئے زمین کے سب کافر ہلاک ہو گئے۔ اور جب یہ عذاب تھم گیا اور پانی اتر گیا اور کشتی والے کشتی سے اترے تو وہ بڑھیا حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی۔

حضرت! وہ پانی کا طوفان کب آئے گا؟ میں ہر روز اس انتظار میں ہوں کہ آپ کب کشتی میں سوار ہونے کے لئے فرماتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا

بڑی بی! طوفان تو آ بھی چکا اور کافر سب ہلاک بھی ہو چکے اور اس کشتی کے ذریعہ خدا نے اپنے مومن بندوں کو بچا لیا۔ مگر تعجب ہے کہ تم زندہ رہنے سے بچ گئیں عرض کیا۔

Marfat.com

اچھا یہ بات ہے تو پھر اسی خدا جس نے آپ کو کشتی کے ذریعہ بچا لیا۔ مجھے میری ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی ہی کے ذریعہ بچا لیا۔

خلیل و جبریل

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو نمرود نے جب آگ میں پھینکنا چاہا تو جبریل حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

حضور! اللہ سے کہیئے وہ آپ کو اس آتش کدہ سے بچا لے۔

آپ نے فرمایا

اپنے جسم کے لئے اتنی بلند و بالا پاک ہستی سے یہ معمولی سا سوال کروں؟

جبریل نے عرض کیا۔

تو اپنے دل کے بچانے کے لئے اس سے کہیئے۔

فرمایا

یہ دل اسی کے لئے ہے وہ اپنی چیز سے جو چاہے سلوک کرے۔

جبریل نے عرض کیا

حضور! اتنی بڑی تیز آگ سے آپ کیوں نہیں ڈرتے؟

فرمایا

اے جبریل! یہ آگ کس نے جلائی؟

جبریل نے جواب دیا

نمرود نے

فرمایا

اور نمرود کے دل میں یہ بات کس نے ڈالی؟

Marfat.com

جبرئیل نے جواب دیا
رب جلیل نے ،
خلیل نے فرمایا
تو پھر ادھر حکم جلیل ہے تو ادھر رضائے خلیل ہے۔

مرض

فرعون کی ایک بیٹی تھی جس کو پھلبہری کا مرض تھا۔ فرعون نے اس کا بڑے بڑے اطباء سے علاج کرایا۔ مگر وہ اچھی نہ ہوئی۔ آخر فرعون نے کاہنوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کو شفا دریا سے ملے گی

چنانچہ ایک دن فرعون اور اس کی بی بی آسیہ اور فرعون کی بیٹی، دریا کے کنارے بیٹھے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق بہتا ہوا آیا جب یہ صندوق فرعون کے سامنے لایا گیا اور کھولا تو موسیٰ علیہ السلام نظر آئے جو اپنے انگوٹھے کو چوس رہے تھے۔ فرعون کی بی بی آسیہ کو موسیٰ علیہ السلام بڑے پیارے لگے اور اس نے انہیں اٹھا لیا اور فرعون کی بیٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اسے بھی یہ نورانی بچہ بڑا پیارا لگا اور اس نے آپ کے دہن مبارک کی تھوک مبارک لے کر اپنے بدن پر مل لی اس تھوک کے اثر سے فرعون کی بیٹی کا پھلبہری کا مرض دور ہوتا جاتا رہا۔

طمانچہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب ملک الموت حاضر ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ ملک الموت کی آنکھ نکل آئی ملک الموت فوراً واپس پلٹا اور اللہ کے حضور عرض کرنے لگا۔

Marfat.com

الٰہی آج تو تُو نے مجھے ایک ایسے اپنے بندے کیطرف بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ یہ دیکھ کر اس نے مجھے طمانچہ مار کر میری آنکھ نکال دی ہے۔
خدا تعالیٰ نے ملک الموت کی وہ آنکھ درست فرما دی اور فرمایا۔
میرے بندے موسیٰ کے پاس پھر جاؤ اور ایک بیل ساتھ لیتے جاؤ اور موسیٰ سے کہنا کہ اگر تم اور جینا چاہتے ہو تو اس بیل کی پشت پر ہاتھ پھیرو جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے اتنے ہی سال اور زندہ رہ لینا۔
چنانچہ ملک الموت بیل لے کر پھر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔
حضور! اس کی پشت پر ہاتھ پھیر لیجئے۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے اتنے سال آپ اور زندہ رہ لیں
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا!
اور اس کے بعد پھر تم آجاؤ گے؟
عرض کیا
ہاں!
تو فرمایا
پھر ابھی لے چلو

دو عورتیں

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دو عورتیں تھیں۔ دونوں کی گود میں دو بیٹے تھے وہ دونوں کہیں جا رہی تھیں کہ راستے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کا بچہ اٹھا کر لے گیا۔ وہ عورت جس کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا تھا۔ دوسری عورت کے بچے کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یہ بچہ میرا ہے۔ بھیڑیا تیرے بچے کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ بچے کی ماں نے

کہا۔ بہن اللہ سے ڈر۔ یہ بچہ تو میرا ہے۔ بھیڑیئے نے شیر کے بچے کو اٹھایا ہے۔ ان دونوں میں جب جھگڑا بڑھ گیا تو دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں حاضر ہوئیں حضرت داؤد علیہ السلام نے وہ بچہ بڑی عورت کو دلا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

ابا جان! ایک فیصلہ میرا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ چھری منگوائی جائے میں اس بچے کے دو ٹکڑے کرتا ہوں اور آدھا بڑی کو اور آدھا چھوٹی کو دے دیتا ہوں۔

یہ فیصلہ سنکر بڑی تو خاموش رہی اور چھوٹی بولی

کہ حضور! آپ بچہ بڑی کو ہی دے دیں لیکن خدارا کہ بچے کے ٹکڑے نہ کیجئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

بچہ اسی چھوٹی کا ہے جس کے دل میں شفقت مادری پیدا ہو گئی۔ چنانچہ وہ بچہ چھوٹی کو دے دیا گیا۔

حضرت موسیٰؑ

حضرت موسیٰؑ بکریاں پال کر اپنی روزی کماتے تھے ایک دن ایک بکری ریوڑ سے پیچھے رہ گئی اور رات بھر جنگل میں بھٹکتی پھری۔ حضرت موسیٰؑ کو خیال آیا کہ وہ رات کو باہر رہی تو اسے کوئی بھیڑیا چیر پھاڑ ڈالے گا۔

حضرت موسیٰؑ بکری کی تلاش میں نکلے۔ ساری رات ڈھونڈتے رہے پاؤں میں آبلے پڑ گئے۔ تھکان سے سارا بدن دکھنے لگا۔ صبح ایک جگہ بکری مل جو بیٹھی ہوئی تھی کوئی اور چرواہا ہوتا تو بکری کو مار مار کر ادھ موا کر دیتا کہ کہاں تو نے ہمیں پریشان کیا۔ مگر حضرت موسیٰؑ بالکل ناراض نہ ہوئے۔ بکری کو پیار کرنے لگے اپنے ہاتھوں سے

Marfat.com

اس کے منہ سے رال صاف کی بال جھاڑے فرمانے لگے۔

اے بکری! بتا مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ میرے گلے سے جدا ہو گئی میں
نے مان لیا کہ تجھے میری پروا نہ تھی مگر تو نے اپنی تکلیف کو بھی نہ دیکھا۔"

بکری کی ٹانگیں سردی سے اکڑی ہوئی تھیں۔ چل پھر نہ سکتی تھی۔ آپ نے اسے بڑے پیار سے گود میں اٹھا لیا۔ جیسے ماں اپنے بچے کو۔

خدا کو اپنی ایک بے زبان مخلوق سے حضرت موسیٰؑ کی یہ ہمدردی پسند آئی اس نے فرشتوں سے کہا کہ دیکھو موسیٰؑ کا حوصلہ ہے

شایان اس کو قوم کی ہے بے سروری
یہ ہے بے شک لائق پیغمبری

معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک روز جنگل میں جا رہے تھے۔ ساتھ ایک شخص تھا عرض کرنے لگا۔

حضرت مجھے بھی مردوں کو زندہ کرنے کا ڈھب بتا دیں۔

آپؑ نے فرمایا۔

معجزہ عطا کرنا اللہ کے اختیار میں ہے جس کو وہ اہل سمجھتا ہے عطا کرتا ہے ہر شخص عصا پھینک کر اژدھا نہیں بنا سکتا اور نہ پھر اژدھا کو عصا بنا سکتا ہے۔

یہ سنکر وہ شخص بولا

یا روح اللہ! اگر میری یہ عرض قابل پذیرائی نہیں تو میرے سامنے مردہ زندہ کر کے دکھا دیجئے۔ یہ بھی ہیں قم باذن اللہ کہہ کر پھونک دیجئے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔

یا اللہ تعالیٰ! یہ شخص بڑا ضدی ہے اپنا نفع نقصان نہیں سوچتا تیرا حکم ہو تو اسے معجزہ دکھا دوں"

حکم ہوا جب یہ اپنی ہلاکت خود خریدتا ہے تو تم بری الذمہ ہو"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قم باذن اللہ کہہ کر پھونک ماری تو ایک بڑا غضب ناک سیاہ شیر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے جست لگا کر اس شخص کے سر پر ایسا سخت پنجہ مارا کہ اس کا بھیجا باہر جا پڑا اور وہ شخص تڑپ کر وہیں مر گیا۔

حضرت عیسیٰؑ نے شیر سے کہا

"تو نے اٹھتے ہی اس کا کام کیوں تمام کر دیا؟"

شیر بولا

اس لئے کہ اس نے آپ کو تکلیف دی"

حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا

پھر تو نے اس کا خون کیوں نہیں پیا"

شیر نے جواب دیا۔

میرا رزق دنیا میں سے اٹھ چکا ہے"

بزرگوں کا امتحان نہ لے اس سے سوائے رسوائی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کا بیٹا

جب حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا بھی سرکشوں پر کچھ اثر نہ ہوا تو آپ نے کافروں کی ہلاکت کے لئے اللہ سے بددعا کی۔

حکم ہوا کہ ایک کشتی بناؤ اور اس میں مومنوں کو سوار ہونے کا حکم دو، جو تمہاری کشتی میں پناہ نہ لے گا ہلاک ہو جائے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی تیار کی۔ آپ کا بیٹا کنعان بھی سرکشوں کے ساتھ تھا۔ خدا کے حکم سے پانی کا طوفان آیا تو دنیا ڈوبنے لگی۔ بیٹے کو ڈوبتے دیکھا تو حضرت نوح علیہ السلام کی محبت پدری نے جوش مارا۔ آپ نے فرمایا

"بیٹا آ میری کشتی میں سوار ہو جا تاکہ تو غرق نہ ہونے پائے۔"

بیٹے نے جواب دیا۔

"مجھے کشتی کی پروا نہیں میں بہت بڑا تیراک ہوں میں نہیں ڈوب سکتا۔"

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا

"بیٹا اس طوفان بلا کی خطرناک موجوں میں کسی تیراکی کی تیراکی کام نہ آئے گی۔"

بیٹے نے جواب دیا

"مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ تیراکی کام نہ آئی تو میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔"

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا

"بیٹا! یہ ناز کا موقع نہیں۔ آج وہی بچے گا جو خدا کا سرکش نہ ہوگا۔"

بیٹے نے کہا۔

"خاموش رہو۔ میں نے آج تک تیری بات مانی ہے نہ اب مانوں گا۔ مجھے تیری باتیں ابھی نہیں بھگتنی میں دونوں جہان میں تجھ سے بیزار ہوں۔"

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا

"بیٹا وقت بڑا نازک ہے اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو رہا ہے ایسے میرے نافرمان بیٹے کا کچھ لحاظ نہ ہوگا اس کی بندگی پسند ہے۔ پیغمبر زادگی درکار نہیں۔"

بیٹے نے جواب دیا

"تو ایسی نصیحتیں کرتا کرتا بوڑھا ہو گیا ہے مگر کوئی قائل نہیں ہوا ہر ایک سے تو نے جواب سیدھا ہی سنا ہے۔ میں نے بھی جان لیا کہ تیری باتیں ایسی نہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔"

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا بیٹے نے باپ کی نصیحت نہ مانی بڑی حقارت سے حضرت نوح علیہ السلام کی بات کرتا رہا۔ اچانک ایک بڑی تند و تیز لہر آئی اور کنعان کو بہا کر لے گئی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا

یا اللہ! یہ کیا کیا۔ تیرا وعدہ تھا کہ تیرے اہل و عیال کو بچا لوں گا۔ آہ نہ میرا بیٹا بچا نہ اسباب"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"اے نوح! وہ لڑکا تیرا نافرمان تھا۔ اسے اپنی اہل میں نہ سمجھ۔ دیکھو جو دانت کرم خوردہ ہو جائے اسے اپنا دانت نہ کہنا چاہیئے اسے تو فوراً اکھاڑ پھینکنا چاہیئے تاکہ باقی جسم تکلیف سے بچا رہے۔"

حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی۔

"میں اس بیٹے سے بیزار ہوا۔ تیرے حکم کا بندہ ہوں۔ اگر تو مجھے بھی غرق کر دے تو مجھے کوئی شکایت نہیں۔"

نمرود

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ سے پوچھا۔

تجھے کبھی کسی کی جان قبض کرتے ہوئے رحم بھی آیا۔

عزرائیلؑ نے عرض کیا

"دل تو بارہا کڑھا ہے مگر مالک کے حکم کے سامنے غلام کو کچھ کہنے کی کیا مجال ہاں ایک واقعہ کی یاد ابھی تک سانپ بن کر دل پر لوٹ رہی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک جہاز سمندر میں سبک روی ہے۔ اس طرح جا رہا تھا جس طرح دریا میں مرغابی تو نے فرمایا کہ جہاز کو بھنور میں پھنسا دو۔ اس کا کیل کانٹا الگ کر دو۔ میں نے جہاز تباہ کر دیا۔ جہاز میں سوار

Marfat.com

لوگ غرق ہو گئے صرف دو دم سلامت بچے ایک ماں تھی اور دوسرا اس کا نوزائیدہ بچہ جو تباہ شدہ جہاز کے ایک تختے پر بہے جا رہے تھے۔ بچہ ماں کی چھاتی سے لپٹا ہوا دودھ پی رہا تھا۔ تختہ کنارے جا لگا میں خوش ہوا کہ بچے اور اس کی ماں کی جان بچی۔ مگر مجھے حکم ہوا کہ بچے کی ماں کی جان قبض کر لو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بچے کی ماں کی جان نکال لی۔ مگر یتیم لاوارث بچے کی کسمپرسی اب بھی جب کبھی خیال آتا ہے دل کانپ جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

درحقیقت داستان تو مزدور پر الم ہے مگر تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ پھر وہ بچہ کس حال میں رہا۔"

عزرائیل نے عرض کیا

"اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے ظاہر اور باطن اس پر عیاں ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہم نے سورج کو حکم دیا کہ لاوارث بچے کو اٹھا کر ساحل پر ڈال دے جہاں ہر طرف ہریالی تھی۔ ہم نے پھولوں کو حکم دیا بچے کے نیچے بیج بچھا دیں۔ سورج سے کہا کہ وہ چمکے مگر اس کی گرمی سے بچے کو نقصان نہ پہنچے۔ ہوا کو تاکید کر دی۔ وہ بہت ہلکی ہلکی چل کر بچے کے جسم پر لگے بادل کو ہدایت تھا وہ بچے سے ذرا فاصلے پر برسے تاکہ بھیگنے سے بچے کو تکلیف نہ ہو۔ درختوں کی شاخیں خود بخود جھک کر پھل اس کے منہ میں ڈال دیتی تھیں۔ وہاں ایک شیرنی تازہ بیائی تھی۔ ہم نے اس کے دل میں رحم ڈال دیا۔ وہ ہر روز آتی اور اسے کئی بار دودھ پلاتی۔ شیرنی کے خوف سے کوئی جانور بچے کے پاس نہ آ سکتا تھا۔ بچہ اس طرح پل رہا تھا۔ جب ایک بادشاہ ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑاتا ادھر آ نکلا۔ بچے کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا اسے اٹھا کر اپنی بیگم کے پاس لے گیا۔ ان کے ہاں کوئی بیٹا نہ تھا۔ انہوں نے اسے اپنا لیا۔ بالآخر وہ تاج اور تخت کا مالک بن گیا۔ غرور اور تکبر سے ہمارے بندوں پر ظلم کرنے

لگا۔ ایسا سرکش نکلا کہ خود خدا بن بیٹھا اپنے بت بنوا کر انہیں سجدے کرانے لگا۔ اس نے ایک بڑے میدان میں اپنی رعایا کو جمع کیا اور حکم دیا کہ اس کو سجدہ کریں اور حکم دیا کہ اسے سجدہ نہ کرنے والوں کو آگ میں جلا دیں۔ عام لوگ تو ایک طرف رہے اس نے ہمارے خلیل ابراہیمؑ کو بھی آگ میں جھونک دیا مگر ہم نے آگ کو گلزار بنا دیا۔

اے عزرائیلؑ اب بتا کہ جس پر تجھے رحم آیا ہم نے اس کے ساتھ کون سا برا سلوک کیا کہ خاک کا فانی پتلا ہمارا شریک بن بیٹھا؟" عزرائیلؑ نے جواب دیا۔

اے مخلوقات کے خالق تیرے بھید تو ہی جانے تجھ سے بڑھ کر بندوں پر اور کون مہربان ہو سکتا ہے۔ میں نے واقعی خطا کی اس سرکش بچے کی حالت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے دل میں خیال اور ملال لاتا رہا۔

انسان اگر کوئی کمال حاصل کرے تو اسے چاہیئے کہ غرور اور تکبر نہ کرے کیونکہ اس کی کچھ ہستی نہیں۔ خدائی خدا ہی کو زیبا ہے۔ انسان خدا نہیں ہو سکتا۔

ہلاکت فرعون

فرعون نے ہزاروں نجومی اور جادوگر ملازم رکھے ہوئے تھے جو ہر روز فرعون کو ہر آنے والے خطرے سے آگاہ کرتے تھے۔ ایک رات فرعون نے بڑا ڈراؤنا خواب دیکھا نجومیوں سے اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے بتایا ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو تجھے ہلاک کریگا

فرعون نے پوچھا۔ کہاں پیدا ہوگا!

نجومیوں نے جواب دیا۔ تیرے اسی شہر میں۔"

فرعون نے پوچھا۔ "اس خطرے کو کم کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟"

نجومیوں نے جواب دیا۔ اپنی حکومت میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو ختم کرا دو"

فرعون نے ایسا ہی کیا اور جاسوس عورتیں مقرر کیں جو گھر گھر جا کر دیکھیں کہ کوئی بچہ

Marfat.com

زندہ تو نہیں رہ گیا۔ انہوں نے پتہ لگا کر فرعون کو خبر دی کہ وہاں ایک گھر میں بچہ ہوا ہے اس نے فوراً سپاہی بھیجے کہ اس گھر کی تلاشی لو اور لڑکے کو میرے سامنے لاکر قتل کر دو۔ حضرت موسیٰؑ کی ماں نے بچے کی جان بچانے کے لئے اسے ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ صندوق بہتے بہتے فرعون کے محل کے قریب کنارے جا لگا جہاں فرعون کی بیوی اس وقت اپنی کنیزوں کے ساتھ دریا کی سیر کر رہی تھی۔ اس نے کنیزوں کو حکم دیا کہ صندوق کو دریا سے نکال لائیں۔ کھول کر دیکھا تو اس میں بچہ پایا۔ فرعون کی بیوی بے اولاد تھی۔ بچے کو اپنا بیٹا بنا لیا اور حضرت موسیٰؑ کی ماں کو بلا کر اسے دودھ پلانے والی دایہ مقرر کیا۔ فرعون نے اپنے قاتل کو خود ہی اپنے گھر میں پالا۔ جوان ہوئے تو خدا کی طرف سے حکم ملا کہ فرعون کو سمجھائیں وہ خدائی کا دعویٰ نہ کرے۔ آپؑ فرعون کے پاس آئے اسے تبلیغ کی وہ بھلایا۔ مقابلہ کے لئے جادوگر بلائے۔ جنہوں نے جادو سے سانپ بنا کر چھوڑے حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا جو اژدھا بنا کر مصنوعی سانپوں کو چٹ کر گیا مگر فرعون پر اس معجزہ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ خدائی کے دعویٰ سے باز نہ آیا۔ حضرت موسیٰؑ اس کے چنگل سے آزاد کرانے کے اسرائیلوں کو مصر سے لے کر نکلے۔ فرعون لشکر کران کے پیچھے روانہ ہوا حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر دریائے نیل پر پہنچے تو ان کو حکم ہوا اپنا عصا دریا پر مارو۔ دریا پھٹ کر ادھر ادھر ہو گیا خشک راستہ نکل آیا جس سے حضرت موسیٰؑ دریا پار کر گئے۔ فرعون نے بھی اپنے لشکر کو اسی راستے پر ڈال دیا تو دریا پھر آلا اور فرعون اپنے ساتھیوں سمیت غرق ہو گیا فرعون اور فرعونی سب غرق ہو گئے۔ دریائے نیل کا بپھرا ہوا پانی اسرائیلیوں کے لئے نعمت اور فرعونیوں کے لئے قہر بن گیا۔

ہامان

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار عام میں ایک آدمی گھبرایا ہوا حاضر ہوا اور عرض

Marfat.com

کرنے لگا۔

حضور! ہوا کو حکم دیجئے کہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

بات کیا ہوئی۔

یہاں سے کیوں جانا چاہتے ہو۔

وہ کہنے لگا۔ حضور! ابھی ابھی میں نے ملک الموت کو دیکھا ہے جو مجھے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ وہ دیکھئے وہ مجھے اب بھی گھور رہا ہے۔ حضور! میری خیر نہیں مجھے ابھی ہند پہنچا دیجئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا تو ہوا فوراً اس کو ہند چھوڑ آئی تھوڑی دیر کے بعد ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا۔

حضور! سنا آپ نے اس آدمی کا قصہ؟ خدا کا مجھے حکم تھا کہ اس شخص کی جان سرزمین ہند میں قبض کرو۔ میں حیران تھا کہ اس کی جان ہند میں قبض کرنے کو فرمایا گیا ہے اور یہ یہاں آپ کے پاس کھڑا ہے میں اسی حیرانی میں اسے دیکھ رہا تھا کہ خود ہی اس نے ہند جانے کی تمنا ظاہر کر دی چنانچہ اُدھر آپ ہوا کو حکم دیا اور وہ اُسے اڑا کر ہند لے گئی اور ادھر میں اس کے پیچھے گیا اور جس وقت وہ سرزمین ہند پر اترا ہے اس کا وقت آچکا تھا۔ اسی وقت میں نے وہاں اس کی جان قبض کر لی۔

بیٹی

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس کی بیوی کسی قدر بڑھیا تھی۔ اس بڑھیا کے پہلے خاوند سے ایک نوجوان لڑکی تھی۔ بڑھیا کو یہ خوف ہوا کہ میں

Marfat.com

تو بڑھیا ہو گئی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بادشاہ کسی غیر عورت سے شادی کر لے اور میری سلطنت جاتی رہے اس لئے یہ بہتر ہے کہ اپنی جوان لڑکی سے اس کا عقد کر دوں۔ اس خیال سے ایک دن شادی کا انتظام کر کے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بلا کر پوچھا کہ میرا یہ ارادہ ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نکاح حرام ہے جائز نہیں یہ فرما کر آپ وہاں سے تشریف لے آئے۔ اس بدخیال بڑھیا کو بہت غصہ آیا اور آپ کی دشمن ہو گئی رات دن آپ کے قتل کرنے کا فکر کرتی تھی۔ ایک دن موقعہ پا کر بادشاہ کو شراب پلا کر اپنی بیٹی کو بناسنوار کر بادشاہ کے پاس خلوت میں بھیج دیا۔ جب بادشاہ اپنی سوتیلی بیٹی کی طرف راغب ہوا۔ تو بڑھیا نے کہا۔

کہ میں اس کام کو خوشی سے منظور کرتی ہوں۔ مگر یحییٰ اجازت نہیں دیتے۔

بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بلا کر پوچھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

کہ یہ تمہاری حقیقی بیٹی کی طرح تم پر حرام ہے۔

بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ یحییٰ کو ذبح کر دو

فوراً جلادوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ شہید ہونے کے بعد بھی حضرت یحییٰ کے سر انور سے آواز آئی۔

کہ اے بادشاہ یہ عورت تجھ پر حرام ہے
اے بادشاہ یہ عورت تجھ پر حرام ہے
اے بادشاہ یہ عورت تجھ پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

دنیا کے قریب

حضرت دانیال علیہ السلام ایک دن جنگل میں چلے جا رہے تھے۔ آپ کو ایک گنبد نظر آیا۔

Marfat.com

کہ اے دانیال! ادھر آ۔

دانیال علیہ السلام اس گنبد کے پاس گئے معلوم ہوا کہ کسی مقبرہ کا گنبد ہے جب آپ مقبرہ کے اندر تشریف لے گئے تو دیکھا۔ بڑی عمدہ عمارت ہے اور عمارت کے بیچ ایک عالیشان تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک بڑی لاش پڑی ہے۔

پھر آواز آئی

کہ دانیال تخت کے اوپر آؤ۔ آپ اوپر تشریف لے گئے تو ایک لمبی چوڑی تلوار مردہ کے پہلو پر رکھی ہوئی نظر آئی اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی نظر آئی۔ کہ میں قوم عاد سے ایک بادشاہ ہوں۔ خدا نے تیرہ سو سال کی مجھے عمر عطا فرمائی۔ بارہ ہزار میں نے شادیاں کیں آٹھ ہزار بیٹے ہوئے۔ لاتعداد خزانے میرے پاس تھے اس قدر نعمتیں لے کر بھی میرے نفس نے خدا کا شکر نہ کیا بلکہ الٹا کفر کرنا شروع کیا۔ اور خدائی دعویٰ کرنے لگا خدا نے میری ہدایت کے لئے ایک پیغمبر کو بھیجا۔ ہر چند انہوں نے مجھے سمجھایا۔ مگر میں نے کچھ نہ سنا۔ انجام کار وہ پیغمبر مجھے بددعا دے کر چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے ملک پر قحط مسلط کر دیا جب میرے ملک میں کچھ پیدا نہ ہوا۔ تب میں نے دوسرے ملکوں میں حکم بھیجا۔

کہ ہر ایک قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں بھیجا جائے۔ بموجب میرے حکم کے ہر قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں آنے لگا۔ جس وقت وہ غلہ یا میوہ میرے شہر کی سرحد میں داخل ہوتا فوراً مٹی بن جاتا اور وہ ساری محنت بے کار جاتی اور کوئی دانہ مجھے نصیب نہ ہوتا۔ اسی طرح سات دن گزر گئے میرے قلعہ کے سارے اہالی موالی بیویاں بچے سب بھاگ گئے۔ میں تنہا قلعہ میں رہ گیا۔ سوائے فاقہ کے میرے کوئی غذا نہ تھی ایک دن میں نہایت مجبور ہو کر فاقہ کی تکلیف میں قلعہ کے دروازہ پر آیا وہاں ایک شخص نظر آیا جس کے ہاتھ میں کچھ غلہ کے دانے تھے جن کو وہ کھاتا چلا جاتا تھا میں نے

Marfat.com

اس جانے والے سے کہا کہ ایک بڑا برتن بھرا ہوا موتیوں کا مجھ سے لے لے اور یہ اناج کے دانے مجھے دے دے۔ مگر اس نے نہ سنا اور جلدی سے ان دانوں کو کھا کر میرے سامنے سے چلا گیا۔ انجام یہ ہوا۔

کہ اس فاقہ کی تکلیف سے میں مر گیا یہ میری سرگزشت ہے۔ جو شخص میرا حال سنے وہ کبھی دنیا کے قریب نہ آئے۔

عجیب بات

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان عابد کے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لایا کرتے تھے یہ بات اس وقت کے بادشاہ نے سنی تو اس نوجوان عابد کو بلایا اور پوچھا۔

کہ یہ بات سچ ہے کہ تمہارے پاس حضرت خضر علیہ السلام آیا کرتے ہیں؟

اس نے جواب دیا

کہ ہاں

بادشاہ نے کہا

اب جب وہ آئیں تو انہیں میرے پاس لیکر آنا اگر نہ لاؤ گے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

چنانچہ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام اس عابد کے پاس تشریف لائے تو عابد نے ان سے سارا واقعہ عرض کر دیا۔

آپ نے فرمایا

چلو اس بادشاہ کے پاس چلتے ہیں چنانچہ آپ اس بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے پوچھا۔

کیا آپ ہی خضر ہیں؟

فرمایا

Marfat.com

ہاں!
بادشاہ نے کہا، تو ہمیں کوئی بڑی عجیب بات سنایئے۔
فرمایا،
میں نے دنیا کی بڑی بڑی عجیب باتیں دیکھی ہیں مگر ان میں سے ایک سناتا ہوں
لو سنو!

میں ایک مرتبہ ایک بہت بڑے خوبصورت اور آباد شہر سے گزرا۔ میں نے اس شہر کے ایک باشندہ سے پوچھا، یہ شہر کب سے بنا ہے؟ تو اس نے کہا۔

یہ شہر بہت پرانا شہر ہے۔ اس کی ابتدا کا نہ مجھے علم ہے اور نہ ہمارے آباؤ اجداد کو۔ خدا جانے کب سے یہ شہر یونہی آباد چلا آرہا ہے۔ پھر میں پانچ سو سال کے بعد اس جگہ سے گزرا تو وہاں شہر کا نام و نشاں تک نہ تھا۔ ایک جنگل تھا اور وہاں ایک آدمی لکڑیاں چن رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا یہ شہر کب سے برباد ہو گیا ہے؟ تو وہ لوگ مجھے دیکھ کر ہنسے اور کہا۔

یہاں شہر تھا ہی کب؟ یہ جگہ تو مدتوں سے چلی آرہی ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد نے بھی یہاں جنگل ہی دیکھا ہے۔ پھر میں پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو وہاں ایک عظیم الشان دریا بہہ رہا تھا اور کنارے پر چند شکاری بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ جنگل دریا کب سے بن گیا ہے؟ تو وہ لوگ مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔

آپ جیسا آدمی ایسا سوال کرے؟ یہاں تو ہمیشہ ہی سے دریا بہتا چلا آرہا ہے میں نے پوچھا کیا اس سے پہلے یہ جگہ جنگل نہ تھی؟ وہ کہنے لگے ہرگز نہیں نہ ہم نے دیکھی اور نہ ہی اپنے آباؤ اجداد سے سنی پھر میں پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو وہ جگہ ایک بہت بڑا چٹیل میدان دیکھا۔ جہاں ایک آدمی کو پھرتے دیکھا میں نے اس سے پوچھا۔ یہ جگہ خشک کب سے ہو گئی۔ وہ بولا یہ جگہ تو ہمیشہ سے یونہی چلی آتی ہے میں

Marfat.com

نے پوچھا۔ یہاں کبھی دریا نہیں بہتا تھا؟ اس نے کہا۔ ایسا نہ کبھی دیکھا نہ اپنے آباؤ اجداد سے سنا پھر میں پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو وہاں ایک عظیم الشان شہر آباد دیکھا۔ جو پہلے شہر سے بھی زیادہ خوبصورت اور آباد تھا۔ میں نے ایک باشندہ سے پوچھا یہ شہر کب سے ہے؟ وہ بولا۔ یہ شہر بڑا پرانا ہے۔ اس کی ابتداء کا نہ ہمیں علم ہے نہ ہمارے آباؤ اجداد کو۔

تحفہ

حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک دوست آپ سے ملاقات کرنے آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔

جبکہ دوست دوست کے پاس آتا ہے۔ تو اس کے لئے کوئی تحفہ لاتا ہے بتاؤ تم میرے لئے کیا لائے ہو؟

دوست نے جواب دیا۔

اس وقت دنیا میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور حسین و جمیل چیز ہے ہی نہیں جو میں آپ کے لئے لاتا۔ اس لئے میں تو آپ کی خدمت میں آپ کو ہی لاتا ہوں اور یوسف کے لئے تحفہ بھی یوسف ہی لایا ہوں یہ کہہ کر ایک آئینہ یوسف علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا اور کہا لیجئے اس میں اپنے حسن و جمال کا نظارہ کیجئے اس سے بڑھ کر اور کیا تحفہ ہو گا۔

حسن و جمال

حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے بازار میں بکنے کے لیے لائے گئے [illegible] جب کہ یوسف کے حسن کا بازار نہایت گرم تھا جب کہ

Marfat.com

ہزار ہا مرد و عورت بیخود اور بے دم ہو کر سر رہے تھے۔ ایک عورت جس کا نام فارغہ تھا اور مصر کی ایک رئیس زادی تھی۔ وہ متعدد بیخر مال و دولت کے ساتھ لیکر حضرت یوسف کو خریدنے کے لئے آئی جب اس کی نظر یک بیک حضرت یوسف علیہ السلام پر پڑی آنکھیں اس کی چندھیا گئیں اور بیخود ہو کر بولی۔

کہ اے یوسف! آپ کون ہیں۔ آپ کا حسن و جمال دیکھ کر میری تو عقل تمام نہیں رہی میں جتنا مال و دولت آپ کو خریدنے کے لئے لائی ہوں۔ اب آپ کو دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ یہ ساری دولت تو آپ کے ایک پیر کی بھی قیمت نہیں۔ لیکن یہ تو بتایئے کہ آپ کو بنایا کس نے ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

میں اپنے خدا کا بندہ ہوں۔ اسی نے مجھے بنایا ہے اور اسی نے میری صورت ایسی حسین بنائی ہے کہ تم دیکھ کر حیران رہ گئی ہو۔

یہ بات سن کر وہ عورت بول کہ

اے یوسف! میں ایمان لائی اس ذات پر جس نے تیرے جیسے حسین کو پیدا فرمایا جب آپ اس کی مخلوق ہو کر اس قدر حسین ہیں تو خالق کے حسن و جمال کی کیا شان ہو گی! یہ کہہ کر اس عورت نے سارا مال اللہ کی راہ میں غریبوں، مسکینوں کو دیدیا اور سب کچھ چھوڑ کر محبوب حقیقی کی تلاش میں لگ گئی۔

قیمت

یوسف علیہ السلام جب مصر کے بازار میں گئے اس زمانہ میں مصر کا بادشاہ ایمن ابن ولید عملیق تھا اور اس نے اپنی عنان سلطنت قطفیر مصری کے اختیار میں دے رکھی تھی۔ تمام خزائن اسی کے تحت اور تصرف میں تھے۔ اس کو عزیز مصر کہتے تھے اور بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔

Marfat.com

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں بیچنے کے لئے لائے گئے تو ہر شخص کے دل میں آپ کی طلب پیدا ہوئی اور خریداروں نے قیمت بڑھانا شروع کی۔ تا آنکہ آپ کے وزن کے برابر سونا اور اتنی ہی چاندی، اتنا ہی مشک اور اتنا ہی حریر قیمت مقرر ہوئی اور آپ کا وزن چار سو رطل تھا۔ اور عمر شریف اس وقت تیرہ سال کی تھی۔ عزیز مصر نے اس قیمت پر آپ کو خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا اور دوسرے خریدار اس کے مقابلہ میں خاموش ہو گئے۔

یوسف و زلیخا

حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بن گئے اور سارا مصر آپ کے زیر اختیار آگیا زلیخا کے خاوند عزیز مصر کا انتقال ہو گیا اور زلیخا مایوس و پریشان خاطر ہو کر اپنے اقتدار کے زور کے کچھ زر و جواہرات ساتھ لے کر ایک جنگل میں چلی گئی اور جنگل ہی میں ایک کٹیا بنالی جس میں رہنے لگی اب اس کا وہ حسن و جمال اور عالم شباب بھی باقی نہ رہا یوسف علیہ السلام کے عروج و اقتدار کے تو ڈنکے بجنے لگے اور زلیخا گوشہ گمنامی میں جا پڑی۔ حضرت یوسف علیہ السلام ایک دن اپنے لشکر سمیت بڑی شان و شوکت اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ اس جنگل سے گزرے۔ زلیخا کو پتہ چلا تو اپنی کٹیا سے نکلی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو شاہانہ انداز سے گزرتے ہوئے دیکھ کر بے ساختہ بولی۔

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ عَبِيْدًا بِالْمَعْصِيَةِ وَجَعَلَ الْعَبِيْدَ مُلُوْكًا بِالطَّاعَةِ۔

پاک ہے وہ ذات جس نے نافرمانی کے باعث بادشاہوں کو غلام بنا دیا اور فرمانبرداری کے صدقہ میں غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔

زلیخا کی یہ آواز یوسف علیہ السلام نے سنی تو رو پڑے اور اپنے ایک غلام سے فرمایا اس بڑھیا کی حاجت پوری کرو

Marfat.com

وہ غلام زلیخا کے پاس پہنچا اور کہا۔
کہ اے بڑھیا۔ تمہاری کیا حاجت ہے
وہ بولی
میری حاجت یوسف ہی پوری کر سکے گا۔
چنانچہ وہ غلام زلیخا کو شاہی محل میں ساتھ لے آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب محل میں پہنچے اور آپ نے اپنا شاہی لباس اتارا اور اللہ کی عبادت کے لئے اپنے مصلے پر بیٹھے تو اس وقت آپ کو پھر وہی جملہ یاد آیا۔

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ عَبِيْدًا وَجَعَلَ الْعَبِيْدَ مُلُوْكًا۔

اور آپ رونے لگے
پھر غلام کو بلا کر پوچھا
کہ اس بڑھیا کی حاجت پوری کی یا نہیں؟
اس نے عرض کیا
حضور وہ بڑھیا نہیں آگئی ہے اور کہتی ہے کہ میری حاجت تو یوسف خود پوری کریں گے۔
فرمایا
اچھا اسے یہاں لے آؤ
چنانچہ زلیخا خدمت میں حاضر کی گئی اور اس نے حاضر ہوتے ہی سلام عرض کیا۔
حضرت یوسف علیہ السلام نے سر جھکائے ہوئے ہی سلام کا جواب دیا اور
پھر فرمایا
اے عورت! تمہاری جو حاجت ہو بیان کر
وہ بولی

Marfat.com

حضور! کیا آپ مجھے بھول گئے؟

فرمایا

کون ہو تم؟

وہ بولی ؎

بگفت آنم کہ چوروئے تو دیدم — ترا از جملہ عالم برگزیدم!

نشاندم گنج و گوہر در ہدایت — دل و جاں وقف کردم در ہوایت

جوانی در غمت بر باد دارم! — دریں پیری کہ می بینی فتادم

گرفتی شاہد ملک اندر آغوش — مرا یکبار تو کردی فراموش،

اے یوسف! میں زلیخا ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام یہ سنکر پکار اٹھے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ

پھر آپ نے زلیخا سے پوچھا

کہ تمہارا وہ عالم شباب اور حسن و جمال اور مال کہاں گیا؟

زلیخا نے جواب دیا

وہ لے گیا، جس نے آپ کو جیل سے نکالا اور مصر کی حکومت آپ کو عطا فرمائی

یوسف علیہ السلام نے فرمایا

اچھا تو بتاؤ! اب تمہاری کیا حاجت ہے؟

وہ بولی

کیا آپ پوری فرمادیں گے؟ پہلے وعدہ کیجئے

فرمایا

ہاں! ضرور پوری کروں گا۔

Marfat.com

وہ بولی

تو سنیئے! تین حاجتیں ہیں۔

پہلی یہ کہ میں آپ کے غم فراق میں رو رو کر اندھی ہو چکی ہوں۔ خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میری نظر مجھے واپس دیدے۔ دوسری یہ کہ میرا حسن و شباب مجھے واپس مل جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی تو زلیخا کی نظر بھی ٹھیک ہو گئی اور مثل سابق وہ جوان اور حسین ہو گئی۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا

بتا اب تیری حاجت کیا ہے؟

وہ بولی

اے یوسف! تیسری حاجت یہ ہے کہ آپ مجھ سے نکاح فرمالیں

حضرت یوسف علیہ السلام خاموش ہو گئے اور سر انور جھکا لیا تھوڑی دیر کے بعد جبریل حاضر ہوئے اور کہا۔

اے یوسف! آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے۔

زلیخا جو حاجت پیش کر رہی ہے اس کے پورا کرنے میں بخل سے کام نہ لو اس کی دو حاجتیں تیری دعا سے ہم نے پوری کر دیں یہ تیسری حاجت اس کی تم پوری کر دو

کہ ما عجز زلیخا را چو دیدیم ؛ بتو عرض نیاز بش را شنیدیم

دلش از تیغ نومیدی تحستیم بتو بالائے عرشش عقد بستیم

اے یوسف

ہم نے تمہارے ساتھ اس کا نکاح عرش پر کر دیا ہے پس آپ اس سے نکاح کر لیجئے۔ کہ دنیا و آخرت میں یہ آپ کی بیوی ہے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بحکم الٰہی حضرت زلیخا سے نکاح کر لیا اور آسمانوں

Marfat.com

آسمانوں سے فرشتوں نے آکر مبارک بادیں دیں اور خدا نے بھی مبارک باد فرمائی۔
پھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ بات بھی ظاہر کر دی۔
کہ عزیز مصر عورت کے ناقابل تھا اور اللہ نے مجھے آپ کے لئے محفوظ و مامون رکھا ہے۔
چنانچہ حضرت زلیخا کے ہاں پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام افرائیم اور دوسرے کا مینا تھا اور دونوں ہی حسن و جمال کے پیکر تھے۔

شاگرد یا استاد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب چلنے پھرنے لگے تو مریم علیہا السلام آپ کو استاد کے پاس لیکر آئیں اور کہا۔
کہ اس بچے کو پڑھاؤ
استاد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا
اے عیسیٰ! پڑھو بسم اللہ!
عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
استاد نے پھر کہا
کہو ا، ب، ج، د
عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
کیا تم جانتے ہو۔ کہ ان حروف کا معنیٰ کیا ہے؟
استاد نے کہا
ان حروف کا معنیٰ تو میں نہیں جانتا۔

Marfat.com

فرمایا
تو مجھ سے سنو۔ الف سے مراد ہے "اللہ"
"ب" سے مراد ہے "اللہ کی بہجت"
"ج" سے مراد ہے "اللہ کا جلال" اور
"د" سے مراد ہے "اللہ کا دین"
استاد نے مریم علیہا السلام سے کہا
کہ آپ اس بچے کو واپس لے جائیں یہ کسی استاد کا محتاج نہیں۔ بھلا میں اسے کیا پڑھا سکتا ہوں۔ جب کہ یہ خود مجھے پڑھا رہا ہے۔

بادشاہ کی بیوی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی کمسن بچے ہی تھے کہ آپ کا گزر اپنی والدہ مریم کے ساتھ ایک شہر میں ہوا۔ جہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کے دروازہ پر جمع تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اس اژدہام کی وجہ پوچھی تو پتہ چلا۔
کہ بادشاہ کی بیوی بچہ جننے کے قریب ہے اور بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اپنے بتوں سے اس تکلیف سے نجات کیلئے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے ہیں
عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
اگر میرا ہاتھ بادشاہ کی بیگم کے پیٹ پر رکھ دیا جائے تو بچہ فوراً پیدا ہو جائے گا۔
لوگوں نے یہ گفتگو سنی تو آپ کو بادشاہ کے پاس لے گئے
عیسیٰ علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا
اے بادشاہ! میں اگر یہ بھی بتا دوں کہ اس عورت کا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی؟
اور پھر پیٹ پر ہاتھ رکھ دوں اور بچہ پیدا ہو جائے تو کیا آپ اللہ پر ایمان لے آئیں گے

Marfat.com

بادشاہ نے کہا

بے شک

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا

تو سن! اس کے پیٹ میں لڑکا ہے جس کے رخسار پر سیاہ تل اور پیٹھ پر سفید تل ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا

اے بچے! میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے سب مخلوق کو پیدا فرمایا تو جلدی پیٹ سے باہر آجا۔ آپ کے یہ کہتے ہی بچہ پیدا ہو گیا۔

اور سب نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر سیاہ تل اور پیٹھ پر سفید تل تھا۔ آپ کا اعجاز دیکھ کر بادشاہ مسلمان ہونے کو تیار ہوا۔ مگر قوم نے یہ کہہ کر کے یہ جادو ہے۔ بادشاہ کو مسلمان ہونے سے روک دیا۔

چوری

حضرت عیسٰی علیہ السلام ابھی نوعمر ہی تھے کہ آپ اپنی والدہ کے ساتھ مصر کے ایک امیر کبیر کے ہاں مہمان ہوئے اس امیر آدمی کے ہاں بہت سے مفلس اور محتاج آدمی مہمان رہا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک دن ان کے ہاں چوری ہو گئی اور کچھ مال جاتا رہا۔ اس امیر آدمی کو انہیں مفلس اور محتاج لوگوں پر جو اس کے پاس رہتے تھے شبہ تھا حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی والدہ سے کہا۔

کہ اس امیر آدمی کو کہیے کہ ان سب مفلسوں کو ایک جگہ اکٹھا کرے جب اس شخص نے ان مفلسوں کو ایک جگہ جمع کر لیا تو آپ ان میں تشریف لے گئے اور ان میں سے ایک لنگڑے آدمی کو اٹھا کر ایک اندھے شخص کی گردن پر بٹھا دیا اور کہا۔

اے اندھے! اس لنگڑے کو اٹھا کر کھڑا ہو جا

Marfat.com

وہ اندھا بولا

میں نہایت کمزور اور ضعیف آدمی ہوں۔ اسے کیونکر اٹھاتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

کہ شب گذشتہ کو تم میں اس کے اٹھانے کی طاقت کہاں سے آگئی تھی۔

یہ سن کر وہ اندھا کانپنے لگا دراصل اسی اندھے نے اس لنگڑے کو اٹھایا تھا۔ اور اس کے ذریعہ یہ چوری کی تھی چنانچہ وہ دونوں چور پکڑے گئے۔

جھوٹ کا انجام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سفر میں نکلے تو آپ کے ہمراہ ایک یہودی ہو لیا۔ اس یہودی کے پاس دو روٹیاں تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

آؤ دونوں مل کر روٹی کھائیں۔

یہودی نے مان لیا مگر جب اس نے دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی اور میرے پاس دو روٹیاں ہیں۔ تو پچھتایا کہ میں نے شرکت وعدہ کیوں کر لیا۔ چنانچہ جب کھانے کا وقت ہوا تو یہودی نے ایک ہی روٹی نکالی۔

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

تمہارے پاس تو دو روٹیاں تھیں۔ ایک کہاں گئی؟

یہودی بولا

میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی دو کب تھیں؟

کھانا کھانے کے بعد جب آگے بڑھے تو راستے میں ایک اندھا ملا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی تو وہ بینا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اندھا عیسیٰ علیہ السلام سے ہمراہ ہو لیا۔ آپ نے فرمایا

Marfat.com

تجھے اس اللہ کی قسم! جس نے میری دعا سے اس اندھے کو آنکھیں دے دی۔ سچ سچ بتا دوسری روٹی کہاں گئی۔

وہ بولا

مجھے اس اللہ کی قسم! میرے پاس تو ایک روٹی تھی۔

پھر جب اور آگے بڑھے تو ایک ہرن دکھائی دیا عیسٰے علیہ السلام نے اُسے بلایا وہ آگیا آپ نے اُسے ذبح کیا۔ بھونا اور کھایا اور پھر اس کی ہڈیوں سے فرمایا۔ قم باذن اللہ وہ ہرن پھر زندہ ہو گیا۔

عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا

تجھے اس اللہ کی قسم! جس نے ہمیں یہ ہرن کھلایا اور اُسے پھر زندہ کر دیا سچ سچ بتا دے کہ وہ دوسری روٹی کہاں گئی؟

وہ یہودی بولا

مجھے اللہ کی قسم! میرے پاس تو دوسری روٹی تھی ہی نہیں۔

آگے بڑھے۔ تو ایک قصبہ آگیا۔ عیسٰے علیہ السلام نے وہاں قیام کیا۔ یہودی نے موقعہ پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کا عصا چرا لیا اور خوش ہوا کہ میں اس سونٹے سے مردے زندہ کر لیا کروں گا۔ چنانچہ اس قصبہ میں اس نے اعلان کیا۔

کہ مردے زندہ کرانے ہوں تو مجھ سے کرالو۔

لوگ اُسے حاکم شہر کے پاس لے گئے جو بڑا سخت بیمار تھا اور کہا یہ بیمار ہے اسے اچھا کر دو۔

یہودی نے پہلے تو اُس حاکم کے سر پر زور سے وہ ڈنڈا مارا جس سے وہ حاکم مر گیا اور پھر کہنے لگا لو دیکھو اب میں اسے زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے پھر اس ڈنڈے کو اس پر مارا اور کہا قم باذن اللہ! مگر وہ زندہ نہ ہو سکا۔ اب تو یہ گھبرایا۔ لوگوں نے پکڑ لیا۔

Marfat.com

پھانسی پر لٹکانے لگے۔ اتنے میں عیسیٰ علیہ السلام پہنچ گئے اور فرمایا۔

تمہارا حاکم میں زندہ کر دیتا ہوں۔ اسے چھوڑ دو

چنانچہ آپ نے قم باذن اللہ فرمایا تو وہ حاکم زندہ ہو گیا۔ اور لوگوں نے یہودی کو چھوڑ دیا۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا۔

تجھے اسی خدا کی قسم جس نے تمہاری جان بچائی، سچ سچ بتاؤ۔ وہ دوسری روٹی کہاں گئی؟

وہ بولا۔

مجھے اُسی خدا کی قسم! جس نے میری جان بچائی۔ دوسری روٹی میرے پاس تھی ہی نہیں آگے بڑھے تو سونے کی تین اینٹیں ملیں۔ عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا ان میں ایک اینٹ میری، دوسری تیری اور تیسری اس کی جس نے تیسری روٹی کھائی۔

وہ بولا

اے عیسیٰ! خدا کی قسم! تیسری روٹی میں نے ہی کھائی تھی۔

آپ نے وہ تینوں اینٹیں اُسے دے دیں اور فرمایا

اب تم میرا ساتھ چھوڑ دو

چنانچہ وہ ان اینٹوں کو لے کر خوشی خوشی واپس ہوا۔ لیکن راستے ہی میں اللہ نے اُسے اینٹوں سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

نیکیاں

ایک رات جب کہ آسمان صاف تھا اور ستارے چمک رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس فرما تھے، حضرت عائشہ نے آسمان کی طرف دیکھ کر حضور سے دریافت فرمایا

یا رسول اللہ! جتنے آسمان کے ستارے ہیں اتنی کس کی نیکیاں بھی ہیں؟

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہاں !

صدیقہ نے عرض کیا،

حضور وہ کس کی؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عمر کی۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ کا خیال تھا کہ حضور صدیق اکبر کا نام لیں گے۔ مگر حضرت عمر کا نام سن کر صدیقہ نے عرض کیا۔

یارسول اللہ ! اور میرے والد کی نیکیاں کدھر گئیں ؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عائشہ ! عمر کی یہ سب نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔

پانچ باتیں

ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جناب ! یہ تو فرمائیے آپ اتنے بڑے مرتبہ پر کن باتوں سے پہنچ گئے۔

صدیق اکبر نے فرمایا۔

پانچ باتوں سے۔

۱۔ میں نے لوگوں کو دو طرح کا پایا۔ ایک وہ جو دنیا کی طلب میں سرگرداں ہیں دوسرے وہ جو آخرت کی طلب میں کوشاں ہیں۔ میں نے مولیٰ کی طلب میں کوشش کی ہے۔

۲۔ میں جب سے اسلام میں آیا ہوں۔ کبھی دنیا کا کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھایا کیونکہ عرفان کی لذت نے مجھے اس دنیا کے کھانے سے بے نیاز کر دیا ہے۔

Marfat.com

۳۔ جب سے اسلام لایا ہوں کبھی سیر ہو کر پانی نہیں پیا۔ کیونکہ محبت الٰہی کے پانی سے سیراب ہو چکا ہوں۔

۴۔ جب بھی مجھے دنیا و آخرت کے دو کام پیش آئے تو میں نے اُخروی کام کو مقدم کیا۔ اور دنیاوی کام کی کچھ پرواہ کئے بغیر اخروی کام ہی کو اختیار کیا۔

۵۔ میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور میری یہ صحبت حضور کے ساتھ بڑی اچھی لگی۔

مبارک ہو

ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔

جناب مجھے دیکھ کر آپ مسکرائے کیوں؟

صدیق اکبر نے فرمایا

اے علی! مبارک ہو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ جب تک علی کسی کو پل صراط سے گزرنے کی چٹھی نہ دے گا تب تک وہ پل صراط سے گزر نہ سکے گا۔

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مسکرا پڑے اور فرمایا اے خلیفۃ المسلمین! آپ کو بھی مبارک ہو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! تم اس شخص کو پل صراط کی راہداری ہرگز نہ دینا۔ جس کے دل میں ابوبکر کی عداوت ہو بلکہ اس کو دینا جو ابوبکر کا محب ہو۔

انگوٹھی مبارک

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی مبارک

دی اور فرمایا کہ اس پر لا الٰہ الا اللہ لکھو الاؤ صدیق اکبر گئے اور انگوٹھی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھوا لائے۔ جب انگوٹھی حضور کی خدمت میں پیش کی تو اس پر لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اور اس کے ساتھ ہی صدیق اکبر کا اپنا نام بھی لکھا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا

ابوبکر! ہم نے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لکھوانے کو کہا تھا۔ مگر تم ہمارا نام بھی اور اپنا نام بھی لکھوا لائے۔

عرض کیا۔

حضور! میرا دل نہ مانتا تھا کہ خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام ہو۔ یہ آپ کا نام تو میں نے ہی لکھوایا ہے۔

مگر میرا نام؟ یہ تو یہاں آتے آتے ہی لکھا گیا ہے۔ ورنہ میں نے ہرگز نہیں لکھوایا۔

اتنے میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! خدا فرماتا ہے۔

صدیق اس امر پر راضی نہ ہوتے کہ آپ کا نام ہمارے نام سے جدا کریں۔ صدیق نے آپ کا نام ہمارے نام کے ساتھ لکھوا دیا اور ہم نے صدیق کا نام آپ کے نام کے ساتھ لکھ دیا۔

غزوہ تبوک

غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہ زمانہ نہایت تنگی اور قحط سالی کا تھا۔ یہاں تک کہ دو دو آدمی ایک کھجور پر بسر کرتے تھے سفر بہت لمبا تھا اور دشمن کثیر اور قوی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس

Marfat.com

غزوہ میں بڑی عالی ہمتی سے خرچ کیا دس ہزار مجاہدین کو سامان دیا اور دس ہزار دینار اس غزوہ پر خرچ کئے۔ نو سو اونٹ اور سو گھوڑے معہ ساز و سامان کے اس کے علاوہ دیئے۔

دیگر صحابہ نے بھی خوب خرچ کیا ان میں سے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں جنہوں نے اپنا کل مال حاضر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اس دن اتفاقاً میرے پاس کچھ مال تھا۔ میں نے سوچا کہ میں آج اس قدر ایثار کروں کہ ابو بکر سے بھی آج بڑھ جاؤں۔ چنانچہ حضرت عمر نے اپنے کل مال کے دو حصے کئے اور ایک حصہ گھر رکھ کر آدھا مال حضور کی خدمت میں لے آئے اور پھر اس خیال سے بہت خوش ہوتے کہ میں نے آج بہت ایثار کیا ہے آج ابو بکر آگے نہ بڑھ سکیں گے۔

مگر کیا دیکھتے ہیں کہ پروانۂ شمع مصطفےٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا کل مال لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اپنی ساری پونجی بارگاہ محبوب میں پیش کر دی حضرت عمر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور سوچنے لگے کہ ان سے بڑھنا مشکل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر کا یہ ایثار دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور فرمایا۔

اے صدیق سب کچھ یہاں لے آئے ہو۔ یہ بتاؤ کہ گھر کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟

صدیق کا جواب یہ تھا کہ ؎

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

تھوڑی دیر کے بعد جبریل امین حاضر ہوتے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ صدیق اکبر پر سلام فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے یا رسول اللہ! آپ صدیق اکبر سے پوچھئے کہ وہ اس عالم فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیغام خدا صدیق اکبر کو سنایا۔ تو صدیق اکبر اس پیغام

Marfat.com

کی لذت سے عالم وجود میں آکر کہنے لگے۔

کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا!
میں اپنے رب سے راضی ہوں
میں اپنے رب سے راضی ہوں
میں اپنے رب سے راضی ہوں

بہادر اور شجاع

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کھڑے ہو کر فرمایا۔ بھلا تم جانتے ہو تمام لوگوں میں زیادہ بہادر اور شجاع کون ہے؟

حاضرین نے جواب دیا۔

جناب آپ

فرمایا

نہیں بلکہ سب سے زیادہ دلیر و بہادر ابوبکر صدیق تھے۔ اس کا امتحان یوں ہوا کہ جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر تیار کیا اور حضور کو وہاں بٹھا کر کہا۔ کہ حضور کی پاسبانی اور حفاظت کے لئے کون شخص کھڑا ہوگا! تاکہ بت پرستوں میں سے کوئی شخص آپ کے پاس نہ پہنچ سکے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اس وقت صرف ابوبکر ہی آگے بڑھے اور اس بات کے مشکل ہو کر آپ کے سر مبارک پر ننگی تلوار لئے کھڑے رہے۔

Marfat.com

خلیفۃ المسلمین

اطراف مدینہ منورہ میں ایک اندھی بڑھیا عورت رہتی تھی جس کا کوئی عزیز نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر روز رات کو اس کے گھر آتے اور اس کا پانی بھر دیتے اور بھی جو کچھ اس کا کام ہوتا کر دیتے۔

ایک روز رات کو اس بڑھیا کے گھر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا سارا کام کوئی دوسرا شخص کر گیا ہے۔ دوسرے روز آئے تو اس روز بھی آپ سے پہلے ہی کوئی شخص اس کا سارا کام کر گیا تھا۔ اسیطرح حضرت عمر ہر روز اس کی خدمت کے لئے آتے تو آپ دیکھتے کہ اس بڑھیا کا کام کوئی دوسرا شخص کر گیا ہے۔ آپ حیران رہ گئے کہ یہ کون ہے۔ جو مجھ سے پہلے ہی یہاں پہنچ کر اس بڑھیا کا پانی بھی بھر جاتا ہے۔ اور بھی اس کا سارا کام کر جاتا ہے۔ چنانچہ آپ ایک روز بہت جلدی آئے اور اس انتظار میں رہے کہ دیکھیں یہ پُراسرار خادم کون ہے؟ تھوڑی دیر کے بعد آنے والا آیا اور اس بڑھیا کا کام کرنے لگا فاروق اعظم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ پراسرار خادم خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

وصیت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری مرض میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وصیت فرمائی۔

کہ اے علی! جب میری وفات ہو جائے تو مجھے تم اپنے ہاتھوں سے غسل دینا کیونکہ تم نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا ہے پھر مجھے میرے پرانے کپڑوں میں کفن دے کر اس حجرہ شریف کے سامنے

Marfat.com

رکھ دینا جس میں حضور کا مزار ہے پھر اگر بغیر کنجیوں کے قفل خود بخود کھل جائے تب تو اندر دفن کرنا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں لیجا کر دفن کرنا۔

قبول اسلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اللہ سے یہ دعا کی۔

"اے اللہ! عمر بن الخطاب کے وجود سے اسلام کو عزت دے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہو اور پھر قبول نہ ہو۔ چنانچہ ادھر تو یہ دعا ہوئی اور ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے کے ارادہ سے گھر سے نکلے راستے میں آپ کو ایک شخص نے مل کر پوچھا۔ کہ عمر! تم کہاں جاتے ہو۔

کہا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے۔

اس نے کہا

بھلا اگر تم نے ایسا کیا تو تم بنی ہاشم سے کس طرح امن میں رہ سکتے ہو؟ اور پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔

عمر! تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید دونوں کے دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کی یہ گفتگو سن کر غصہ میں تھر تھر کانپنے لگے اور بولے

اچھا تو میں پہلے ان ہی دونوں کا کام تمام کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ اپنی بہن کے گھر آئے اور تھوڑی دیر ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر

Marfat.com

اپنی بہن کی آواز کو سنا اور پھر دفعتہً گھر کے اندر چلے گئے اور بہن سے کہنے لگے۔
کہ یہ کیسی آواز تھی جو اس وقت میں نے تم دونوں سے سنی۔
اس وقت حضرت عمر کی بہن کے گھر میں ایک شخص بیٹھے ان کی بہن اور بہنوئی کو سورہ کہہ پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے جونہی حضرت عمر کی آہٹ پائی فوراً مکان کے ایک گوشہ میں چھپ گئے جب حضرت عمر نے غضب کے لہجہ میں یہ الفاظ کہے۔ تو آپ کے بہنوئی سعید کہنے لگے عمر! بھلا اگر ہم حق پر ہوں تو بھی آپ ہمیں برا سمجھیں گے؟
اس پر حضرت عمر کو اور زیادہ غصہ آیا۔ اور آپ نے اپنے بہنوئی کو بڑے زور سے دھکا دیا اور دو چار زور سے گھونسے بھی مار دیئے۔ آپ کی بہن فاطمہ اپنے شوہر کی یہ کیفیت دیکھ کر بڑی بے تابی سے اٹھیں اور بھائی کو خاوند سے علیحدہ کیا مگر حضرت عمر نے انہیں بھی مار کر اپنے دل کا خوب غبار نکالا۔ یہاں تک کہ ان کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ جب حضرت عمر ان دونوں سے علیحدہ ہوئے تو بہن سے کہا۔
لاؤ مجھے وہ صحیفہ تو دکھاؤ جسے تم پڑھ رہی تھیں۔
فاطمہ نے کہا
بھائی اسے پاک چھو سکتے ہیں۔ پہلے آپ پاک ہو لیں۔
حضرت عمر اٹھے اور بہن کی ہدایت کے مطابق وضو کیا اور وضو کر کے اس صحیفہ کو ہاتھ میں لیا اس میں لکھا تھا۔ طٰہٰ۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى آپ ان آیتوں کو پڑھتے پڑھتے
اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ تک پہنچے تھے۔
کہ کلام الٰہی آپ اپنا اثر ڈال گیا۔ اور آپ نے اسی وقت بچشم تر فرمایا۔
مجھے فوراً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو۔
حضرت عمر کی گفتگو سن کر ان صحابہ کرام جو آپ کے بہن بہنوئی کو تعلیم دے رہے تھے

اطمینان ہوا اور اندر سے نکل کر کہا۔

عمر! تمہیں بشارت ہو کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانے سنا ہے۔ کہ آپ جناب الٰہی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

"الٰہی! عمر بن الخطاب کے وجود سے اسلام کو عزت دے" اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے کو چلے۔ دروازہ پہ دیکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ اور چند آدمی کھڑے ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت عمر کو دیکھا تو ڈر گئے اور حضرت عمر کی دہشت ان پہ طاری ہو گئی۔ حضرت حمزہ نے کہا۔

خدا تعالیٰ اگر حضرت عمر کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اُسے اسلام پر ہدایت کرے گا اور اگر خدا نے اس کے علاوہ کوئی دوسری بات چاہی ہے تو عمر کو قتل کر ڈالنا ہم پر کوئی مشکل نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر کے آنے کی خبر پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور ان کے کپڑے کو پکڑ کر فرمایا۔

عمر کیا تم اب بھی باز نہ آؤ گے؟ اور پھر آپ نے وہی دعا مانگی اور فرمایا۔

الٰہی! عمر بن الخطاب کے وجود سے اسلام کو عزت دے"

جوں ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ کلمات نکلے۔ حضرت عمر بے ساختہ پکار اٹھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعلان حق سنتے ہی موجودہ مسلمانوں نے ایسے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ تمام مسجد والوں نے سن لیا۔

Marfat.com

علی الاعلان

حضور علیہ السلام پر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے تو اسلام کی شوکت کو چار چاند لگ گئے اور کفر کے گھر صف ماتم بچھ گئی۔ مسلمانوں کی تعداد ابھی بہت تھوڑی تھی اور مسلمان اپنے فرائض کی ادائیگی علی اعلان نہ کر سکتے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے داخل اسلام ہوتے ہی مسلمانوں میں ایک خاص جذبہ پیدا ہو گیا اور حضرت عمر نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

یارسول اللہ! جب ہم دین حق پر ہیں اور کفار باطل پر ہیں تو ہم اپنے دین کو کیوں چھپائیں؟

یارسول اللہ! مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو دین برحق کے ساتھ بھیجا ہے۔ مجھ سے وہ مجلس کبھی باقی نہیں رہ سکتی۔ جس میں کفر کی مدد کے لئے نہ بیٹھا تھا۔ مگر اب اسلام کے اظہار و امداد کے لیے ضرور بیٹھوں گا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس نبوی سے باہر نکلے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا آپ کعبہ کے ارد گرد گھوم رہے تھے اور کلمہ شریف زور زور سے پڑھ رہے تھے۔ مشرکین مکہ یہ سن کر آپ پر جھپٹ پڑے اور سب نے مل کر حملہ کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تن تنہا سب کا مقابلہ کیا اور ان میں سے ایک مشرک کو گرا کر اس کے سینے پر چڑھ کر اپنی دونوں انگلیاں اس کی دونوں آنکھوں میں ڈال دیں۔ جوں ہی وہ شخص چیخا۔ تمام مشرکین حضرت عمر کے خوف سے بھاگ گئے۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان ہر مجلس میں آواز حق بلند کی اور کفار کو چیلنج دیا۔

کہ جو شخص نبی برحق اور دین حق کی مخالفت کرے گا۔ میں تلوار اس کا فیصلہ کرے گی۔

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔
یارسول اللہ! کوئی مجلس باقی نہیں رہی جس میں اعلان حق نہ کر دیا ہو۔
یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہوتے اور کعبہ کی طرف چلے آپ کے آگے آگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ چلے تھے اور پیچھے پیچھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حتیٰ کہ آپ نے خانہ کعبہ کا اعلانیہ طواف کیا اور مسلمانوں نے کھلم کھلا نماز پڑھی۔

نذر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس تشریف لائے تو ایک لڑکی نے آکر عرض کی۔
یارسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ میدان جنگ سے آپ کو کو بخیریت واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اچھا اگر تم نے یہی نذر مانی ہے تو اپنی نذر پوری کر لو۔
چنانچہ وہ لڑکی دف بجانے لگی اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور وہ لڑکی دف بدستور بجاتی رہی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور وہ لڑکی پھر بھی دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے تو اس لڑکی نے فوراً دف کو رانوں کے نیچے چھپا لیا۔ اور خود اس دف کے اوپر بیٹھ گئی۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات دیکھ کر فرمانے لگے۔
عمر! شیطان تجھ سے بہت ڈرتا ہے۔ یہ لڑکی میرے سامنے تو دف بجاتی رہی مگر تجھے دیکھ کر اس نے دف کو چھپا لیا۔

Marfat.com

نورِ ایمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک روز خواب دیکھا کہ مسجد نبوی میں خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور حضرت علی بھی حضور کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ سلام پھیرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی دیوار سے پشت انور لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں ایک عورت کھجوروں کا ایک طباق لیکر حاضر ہوئی اور حضور کے سامنے وہ طباق رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور باقی کھجوریں دوسرے نمازیوں میں تقسیم فرمادیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے دیکھا کہ زبان پر وہی کھجور کا ذائقہ اور شیرینی موجود ہے۔ ٹھیک صبح کے وقت آپ کی آنکھ کھلی آپ فوراً مسجد میں پہنچے آپ نے دیکھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں۔ آپ جماعت میں شامل ہو گئے۔ سلام پھیرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے جسطرح حضرت علی نے رات کو خواب میں حضور کو دیکھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت بھی کھجوروں کا ایک طباق لیکر آگئی اور فاروق اعظم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت عمر نے بھی اس طباق سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی کو دے دی اور باقی سب کھجوریں دوسرے نمازیوں میں بانٹ دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

اے امیر المومنین! ایک کھجور مجھے اور بھی دیدتے تو کیا بات تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اے علی المرتضیٰ! اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دوسری کھجور عنایت فرماتے تو اس وقت میں بھی آپ کو دوسری کھجور دے دیتا۔ جب ہر کار نے نہ دی تو میں

کیسے دوں

حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے۔

اے عمر! یہ خواب کا واقعہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟

حضرت عمر نے فرمایا

اے علی! بندۂ مومن نورِ ایمان سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔

جھگڑا اور فیصلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک یہودی اور ایک منافق میں کسی بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ یہودی چاہتا تھا کہ جسطرح بھی ہو میں اسے حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں لے چلوں۔ چنانچہ وہ کوشش کر کے اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عدالت میں لے آیا اور حضور نے واقعات سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا وہ منافق یہودی سے کہنے لگا۔

کہ میں تو عمر کے پاس چلوں گا اور ان کا فیصلہ منظور کروں گا۔

یہودی بولا

عجیب الٹے آدمی ہو کہ کوئی بڑی عدالت سے ہو کر چھوٹی عدالت میں بھی جاتا ہے! جب تمہارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فیصلہ دے چکے تو اب عمر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟

مگر منافق نہ مانا اور اس یہودی کو لے کر حضرت عمر کے پاس آیا اور حضرت عمر سے فیصلہ طلب کرنے لگا۔

یہودی بولا

جناب پہلے یہ بات سن لیجئے کہ ہم اس سے قبل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فیصلہ

Marfat.com

لے آئے ہیں اور انہوں نے فیصلہ میرے حق میں دیا ہے مگر یہ شخص اس فیصلہ پر مطمئن نہیں اور اب یہاں آپ کے پاس آپہنچا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا۔

اچھا ٹھہرو۔ میں ابھی آیا اور ابھی تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور پھر ایک تلوار لے کر نکلے اور اس منافق کی گردن پر یہ کہتے ہوئے ماردی کہ

"جو حضور کا فیصلہ نہ مانے اس کا فیصلہ یہ ہے۔"

حضور صلی اللہ ۔ یہ وحی تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا واقعی عمر کی تلوار کسی مومن پر نہیں اٹھی اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے بھی یہ آیت نازل فرمادی۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الخ

تیرے رب کی قسم! یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں یا رسول اللہ اپنا حاکم نہ مانیں اور تیرا فیصلہ تسلیم نہ کریں۔

دریائے نیل

مصر کا دریائے نیل ہر سال خشک ہو جاتا تھا اور تا وقت یہ کہ ایک کنواری خوبصورت لڑکی کی بھینٹ نہ لے لیتا اسی طرح خشک رہتا اور جاری نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مصر فتح ہوا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں کے گورنر مقرر ہوئے کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے سنا کہ دریا خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا ہر سال یہ دریا اسی طرح خشک ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ہاں جناب! اسی طرح خشک ہو جاتا ہے۔ اور جب تک ہم ایک کنواری خوبصورت لڑکی اس کی بھینٹ نہ چڑھائیں یہ جاری نہیں ہوتا۔ گورنر صاحب نے فرمایا

Marfat.com

کہ یہ سال بسال ایک بے گناہ لڑکی کا ناحق قتل و خون اسلام کو منظور نہیں
صبر کرو اور دیکھو۔ خدا کو کیا منظور ہے۔

اور آپ نے اسی وقت ایک چٹھی مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھی جس میں دریا کے خشک ہو جانے اور ہر سال ایک کنواری لڑکی کے خون کا مفصل واقعہ لکھا۔ اس کا یہ خط جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا۔ اور آپ نے کیفیت معلوم کی تو اسی وقت آپ نے ایک خط گورنر صاحب کے نام اور ایک خط دریا کے نام تحریر فرمایا جو خط دریا کے نام تھا اس کا مضمون یہ تھا۔ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ اَمَّا بَعْدُ اِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَاِنَّا نَسْئَلُ اللّٰہَ اِجْرَاکَ مِنَ اللّٰہِ وَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ عِنْدِکَ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا بِکَ۔

یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔ اے دریا! اگر تو خدا کے حکم سے بہتا تھا تو ہم اب بھی خدا ہی سے تیرا جاری ہونا مانگتے ہیں۔ اور اگر تو خود اپنی مرضی سے بہتا ہے اور اپنی ہی مرضی سے رک جاتا ہے تو ہمیں تیری کوئی پرواہ اور ضرورت نہیں ہے۔"

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گورنر مصر کے نام یہ حکم نامہ لکھا کہ بجائے کسی لڑکی کے یہ میرا خط دریا کے اندر خشک ریت میں جا کر ڈال دینا۔

امیر المومنین کا یہ انوکھا ارشاد سن کر سارے مصر میں دھوم مچ گئی لاکھوں آدمی یہ منظر دیکھنے کو دریا پر جمع ہو گئے۔ مجمع کثیر کے ساتھ گورنر مصر بھی حضرت فاروق کا خط لے کر دریا پر پہنچے اور پھر دریا کے اندر جا کر فاروق اعظم کا حکم نامہ دریا کو پہنچا کر وہاں سے باہر چلے آئے چند لمحوں کے بعد دریائے نیل خود بخود اس زور شور سے جاری ہوا کہ کبھی بھینٹ لے کر بھی ایسا طغیانی نہ ہوا تھا۔ اور ہر سال سے اس سال پچھ گز پانی زیادہ اونچا آیا۔ پھر اس دن سے ایسا جاری ہوا کہ آج تک بند ہونے کا نام نہ لیا۔

Marfat.com

بادشاہ

بزرجمہر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک قاصد بھیجا تاکہ وہ دیکھ کر آئے کہ مسلمانوں کے اتنے بڑے جلیل القدر بادشاہ کی صورت و سیرت کیسی ہے؟

چنانچہ وہ قاصد مدینہ منورہ میں پہنچا تو مسلمانوں سے پوچھنے لگا۔

کہ این الملکُ ۔ یعنی تمہارا بادشاہ کہاں ہے۔

مسلمانوں نے جواب دیا

"ہمارا بادشاہ نہیں بلکہ ہمارا امیر ہے۔ وہ ابھی ابھی گھر سے باہر تشریف لے گیا ہے"

وہ قاصد بھی پیچھے گیا اور کیا دیکھتا ہے۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جگہ دھوپ میں سو رہے ہیں۔ درہ سر کے نیچے رکھا ہے اور پیشانی نورانی سے ایسا پسینہ بہا ہے کہ زمین تر ہو گئی ہے۔

قاصد نے جب یہ حال دیکھا تو اس کے دل پر بڑا اثر ہوا اور سوچنے لگا کہ تعجب ہے کہ وہ اس فقیرانہ صفت پر ہے۔

پھر عرض کرنے لگا۔

اے امیر المومنین! آپ نے عدل کیا۔ اس وجہ سے بے کھٹکے سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ ہراساں رہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا دین سچا ہے۔ اگر میں قاصد بن کر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا مگر اب میں پھر حاضر ہو کر مسلمان ہوں گا۔

نقاب پوش

مدینہ منورہ کا مقدس شہر ظہر کا وقت ہے اور فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

مسند نشین خلافت ہیں۔ سر انور پر خلافت نبوی کا تاج سج رہا ہے اور ہر طرف عدل و انصاف کا ڈنکا بج رہا ہے۔ آدھی رات کا وقت ہے۔ دیارِ حبیب کے خوش نصیب باشندے، اپنے اپنے گھروں میں استراحت فرما ہیں۔ اس آدھی رات کے وقت اس پاک شہر میں ایک نقاب پوش اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ شہر کا چکر لگا رہا ہے۔ اور ہر گلی کوچہ اور ایک ایک مکان کو بغور دیکھتا ہوا جا رہا ہے۔ اچانک اس نے ایک مکان سے دھندلی سی روشنی نکلتی دیکھی۔ نقاب پوش وہاں رک گیا اور ساتھی سے مخاطب ہو کر کہنا لگا۔

نقاب پوش:۔ تم نے دیکھا اس مکان سے روشنی آشکار ہے اور میرے خیال میں صاحب خانہ بیدار ہے۔

ساتھی

ہاں حضور! ایسا ہی ہے اور سنیئے تو بچوں کے رونے کی بھی آواز آ رہی ہے لو اور دیکھئے یہ غالباً بچوں کی ماں سے جو انہیں سمجھا رہی ہے۔ اور چپ کرا رہی ہے۔

نقاب پوش:۔

خاموش رہ کر سنو اور غور کرو۔ یہ قصہ کیا ہے؟

چنانچہ وہ نقاب پوش اور اس کا ساتھی ہمہ تن گوش ہو کر مکان کی آواز سننے لگے۔ اور انہوں نے سنا کہ مکان کے اندر بچوں اور ان کی ماں میں یہ گفتگو ہو رہی ہے۔

ایک بچہ:۔

امی جان! کتنا وقت گذر گیا ہے۔ آدھی رات ہونے کو آئی اور ابھی تک نہ سوئے نہ ہم نے کچھ کھایا۔

دوسرا بچہ

امی! دیکھو تیرا بچہ بھوک سے مر رہا ہے۔ خدارا کچھ کھانے کو دو۔ امی جان! کچھ کھانے کو دو۔

تیسرا بچہ :

(روتے ہوئے) یا اللہ! رحم فرما اور ہماری اس ہنڈیا کو جلد پکا۔ تاکہ ہم کچھ کھا سکیں۔ اور اپنی جان بچا سکیں۔

ماں :

میرے بچو! گھبراؤ نہیں۔ صبر کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو یہ دیکھو تمہارے سامنے ہی ہنڈیا چڑھا رکھی ہے۔ خدا کو منظور ہوا تو ابھی اس صبر کا پھل پاؤ گے۔ اور سب مل کر کھانا کھاؤ گے۔

یہ گفتگو سن کر وہ نقاب پوش مکان کے اندر پہنچ گیا۔ بچے اور ان کی ماں ایک اجنبی نقاب پوش اور اس کے ساتھی کو دیکھ کر گھبرا گئے اور وہ عورت بولی۔

عورت :۔

تم کون ہو اور میرے مکان کے اندر کیوں آئے؟

نقاب پوش!

بہن! میں اس وقت اپنے ایک مقصد عزیز کی خاطر تمہارے مکان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ میں نے تمہاری اور تمہارے بچوں کی دردناک گفتگو سنی۔ میرا دل تمہاری اس گفتگو سے تڑپ کر رہ گیا۔ معاف کرنا۔ میں اصل قصہ معلوم کرنے اندر گیا ہوں۔

عورت :۔

بھئی! تم اپنی راہ لو۔ نہ جان پہچان۔ بد نصیب کا قصہ سن کر کیا لو گے؟ اگر سن لو گے تو میرا کیا فائدہ اور اگر نہ سنو گے تو تمہارا کیا نقصان؟

نقاب پوش

بہن! میری التجا ہے تمہیں کان دھرنا ہی ہوگا اور [illegible]

عورت :۔

Marfat.com

اچھا تو سنو! مجھے امیرالمومنین عمر سے شکایت ہے وہ ہمارا امیر ہے خدا نے اُسے ہماری حفاظت و خدمت کے لئے مسند خلافت پر بٹھایا ہے مگر اس نے مجھ غریب بیوہ عورت کی خبر نہ رکھی دو روز سے میں اور میرے یتیم بچے فاقہ سے ہیں۔ آج یہ بھوک سے نڈھال ہو گئے تو میں نے محض انکا دل بہلانے کی خاطر اوّل شب سے اس ہنڈیا کو چولہے پر چڑھا رکھا ہے اور ہنڈیا میں بجز پانی کے اور کچھ بھی نہیں ان کو یونہی تسلیاں دیتے دیتے صبح ہو جائے گی اور صبح پھر جو خدا کو منظور ہوا وہ ہو گا۔ افسوس! کہ امیرالمومنین کو میرے ان یتیم اور بھوکے بچوں کا کچھ پتہ نہیں۔

نقاب پوش۔

(غمزدہ آواز میں) بہن! لیکن عمر کو کیا خبر؟ کہ تم اس حال میں ہو تم نے کیوں اس بات سے اسے اپنے حالات سے آگاہ نہیں کیا؟

عورت!

واہ صاحب! واہ! خلیفہ وقت کو جب خدا نے رعایا کی حفاظت و خیال کے لئے مقرر فرمایا ہے تو یہ خلیفہ کا اپنا فرض ہے کہ وہ اپنی ساری رعایا کے حالات سے باخبر ہو اگر وہ اپنی رعایا کے حالات سے یونہی بے خبر ہے تو پھر اسے مسند خلافت پر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں۔ آج اس نے میرے ان یتیم بچوں کی خبر گیری نہیں کی تو کل میں ان شاء اللہ کلی والے آقا کے سامنے عمر کی شکایت کروں گی۔

نقاب پوش یہ بات سن کر رونے لگا اور فوراً مکان سے نکلا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنی پیٹھ پر آٹے کی ایک بوری اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوا اور بوری کو پٹخ کر اور کپڑے جھاڑے اور اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا۔

Marfat.com

نقاب پوش :۔

الحمد للہ ! آٹے کی بوری میں خود اٹھا کر لے آیا

ساتھی حضور ! میں نے عرض کی تھی کہ میں بوری کو اٹھاتا ہوں مگر آپ نے میری عرض کو قبول ہی نہیں فرمایا۔

نقاب پوش :۔

افلح ! (نقاب پوش کے ساتھی کا نام) کیا قیامت کے دن بھی میرا بوجھ اٹھا لو گے؟ اگر نہیں تو پھر یہاں بھی یہ بوجھ مجھی کو اٹھانا مناسب تھا۔

عورت ! (یہ منظر دیکھ کر) بھئی ! خدا تم پر ہزار ہزار برکتیں نازل فرمائے تم تو کوئی فرشتۂ خصلت انسان ہو۔ میں تو اب بہت شرمندہ ہوں کہ اپنا قصہ تمہیں سنا کر تمہیں ناحق کوفت میں ڈالا۔

نقاب پوش :۔

ان باتوں کو رہنے دیجئے اور مجھے اپنا فرض ادا کرنے دیجئے۔

نقاب پوش نے پھر سے آٹا نکالا خود ہی گوندھا اور خود ہی آگ سلگائی ساتھی کا بیان ہے۔

کہ چولہے میں پھونک مارتے ہوئے میں نے نقاب پوش کی داڑھی سے دھواں نکلتے دیکھا روٹیاں بھی خود ہی اس فرشتہ خصلت انسان نے پکائیں اور پھر ان بچوں کو کھلائیں اور پھر ان روتے ہوئے یتیم بچوں کو کھانا کھلا کر خوش طبعی کی باتیں کر کے ہنسایا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں۔

کہ جن آنکھوں سے میں نے ان بچوں کو روتے ہوئے دیکھا ہے انہیں آنکھوں سے انہیں ہنستے ہوئے بھی دیکھوں۔

نقاب پوش کا یہ سلوک رحمت دیکھ کر وہ عورت بڑی متاثر ہوئی اور بولی

عورت :۔

اے نیک دل انسان! تم نے تو کمال کر دیا اور ہم غریبوں کو خوشحال کر دیا۔

نقاب پوش

کیا واقعی تم مجھ پر خوش ہو بہن۔

عورت:

خدا گواہ ہے کہ میں تم پر بڑی خوش ہوں۔

نقاب پوش :

تو پھر میری خاطر عمر کا قصور معاف کر دے بہن کل قیامت کے دن اس کی شکایت کملی والے آقا سے نہ کرنا۔

عورت :۔

مگر تمہیں امیر المومنین کی اتنی پاسداری کیوں ہے؟

نقاب پوش :۔

تم پہلے اسے معاف کر دو۔ پھر میں اس پاسداری کی وجہ بتاؤں گا۔

عورت :۔

اچھا تو میں نے اسے تمہاری خاطر معاف کر دیا۔ مگر یہ دعا ضرور کروں گی کہ خدا اسے مسند خلافت سے ہٹائے اور تمہیں اس پر بٹھائے۔

نقاب پوش :۔

تو بہن سنو! تمہاری یہ دعا بھی رائیگاں نہیں گئی۔

عورت :

وہ کیسے؟

نقاب پوش :

(نقاب کو منہ سے ہٹاتے ہوئے) ادھر دیکھو

عورت

(حیران و ششدر رہ کر) اے امیرالمومنین خود؟

گشت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی رعیت کے حالات کا مطالعہ فرمانے گشت لگا رہے تھے کہ ایک بڑھیا عورت کو اپنے خیمہ میں بیٹھے دیکھا آپ اس کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا۔

اے ضعیفہ! عمر کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

وہ بولی

خدا عمر کا بھلا نہ کرے۔

حضرت عمر بولے

یہ تم نے بددعا کیوں کی؟ عمر سے کیا قصور سرزد ہوا ہے؟

وہ بولی

عمر نے آج تک مجھ غریب بڑھیا کی خبر نہیں لی اور مجھے کبھی کچھ نہیں دیا۔

حضرت عمر بولے

مگر عمر کو کیا خبر کہ اس خیمہ میں امداد کی مستحق ایک ضعیفہ رہتی ہے۔

وہ بولی

سبحان اللہ! ایک شخص لوگوں پر امیر مقرر ہو اور پھر وہ اپنی مملکت کے شرقی و غربی سے ناواقف ہو؟

تعجب کی بات ہے۔

یہ بات سن کر حضرت عمر رو پڑے اور اپنے آپ کو مخاطب فرما کر بولے۔
اے عمر! تجھ سے تو یہ بڑھیا ہی دانا نکلی۔
پھر آپ نے اس بڑھیا سے فرمایا
اے اللہ کی بندی! یہ تکلیف جو تمہیں عمر سے پہنچی ہے تم میرے ہاتھوں کتنے داموں پر بیچو گی؟ میں چاہتا ہوں کہ عمر کی یہ لغزش تم سے قیمتاً خرید لوں اور عمر کو بچا لوں۔
بڑھیا بولی۔
بھئی! مجھ سے مذاق کیوں کرتے ہو۔
فرمایا
نہیں میں مذاق ہرگز نہیں کرتا۔ سچ کہہ رہا ہوں کہ تم یہ عمر سے پہنچی ہوئی اپنی تکلیف بیچ دو۔
میں جو مانگو گی اس کی قیمت دے دوں گا۔
بڑھیا بولی۔ تو پچیس دینار دے دو
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور آکر کہا۔
السلام علیک یا امیر المومنین!
بڑھیا نے جب "امیر المومنین" کا لفظ سنا۔ تو بڑی پریشان ہوئی اور اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھ کر بولی۔
غضب ہو گیا۔ یہ تو خود ہی امیر المومنین عمر ہیں۔ اور میں نے انہیں منہ پر ہی کیا کچھ کہہ دیا
حضرت عمر نے بڑھیا کی یہ پریشانی دیکھی تو فرمایا
مصیبت! گھبراؤ مت! خدا رحم فرمائے تم بالکل سچی ہو۔

Marfat.com

پھر آپ نے ایک تحریر لکھی جس کی عبارت بسم اللہ کے بعد یہ تھی کہ
"یہ تحریر اس امر کے متعلق ہے کہ عمر بن خطاب نے اس ضعیفہ سے اپنی لغزش اور اس ضعیفہ کی پریشانی جو عمر کے عہد خلافت سے لیکر آج تک واقع ہوئی پچیس دینار پر خرید لی۔ اب یہ بڑھیا قیامت کے دن اللہ کے سامنے عمر کی کوئی شکایت نہ کرے گی۔ اب عمر اس لغزش سے بری ہے۔ اس پر علی ابن طالب اور ابن مسعود گواہ ہیں"
یہ تحریر لکھ کر بڑھیا کو پچیس دینار دے دیئے اور اس قطعہ تحریر کو حضرت عمر نے اپنے صاحبزادے کو دے دیا اور فرمایا۔
جب میں مروں تو میرے کفن میں اس تحریر کو رکھ دینا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کے مرغ نے آپ کے بدن میں دو تین ٹھونگیں ماری ہیں۔ آپ نے یہ خواب خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا۔

اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی گئی کہ کوئی کافر عمر کو شہید کر دے گا۔ چنانچہ جمعہ کے روز یہ خواب بیان کیا گیا۔ اور بدھ کے دن صبح کی نماز میں آپ زخمی کئے گئے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ نماز شروع کرنے سے پہلے صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے۔ جب صفیں سیدھی ہو جاتیں تب اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتے تھے۔ بدھ کے دن جب آپ نے صفیں سیدھی کرنے کے بعد نیت باندھی۔ تب فیروز نامی ایک آتش پرست مشرک غلام نے آپ کو دو دھاری چھری سے زخمی کر دیا۔ فاروق اعظم کے شکم پر زخم لگایا آپ کو گرا کر وہ کافر فیروز بھاگا۔ راستہ میں جماعت کے اندر اور بھی چند صحابہ کے شدید زخم لگائے۔ ابو لؤلؤ فیروز نے اس پر اپنے کمبل کو ڈال کر اسے پکڑ لیا۔ جب اس ظالم نے جان لیا کہ اب پکڑا گیا ہوں اور میرا

حشر بپا ہوگا۔ تو وہ کافر اپنے ہاتھ سے چھری مار کر مر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کے لئے حکم دیا۔ اور خود وہیں بیٹھ کر نماز پڑھتے رہے اور زخمی ہو کر بھی وہیں حاضر رہے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابن عباس سے فرمایا۔

اے ابن عباس! دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا ہے۔

ابن عباس نے عرض کیا۔

کہ ایک آتش پرست مشرک غلام نے جس کا نام فیروز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر فرمایا۔

الٰہی تیرا شکر ہے میری موت کسی کلمہ گو شخص کے ہاتھوں نہیں ہوئی۔

آپ کو زخم شدید آیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کو جو شربت پلایا گیا وہ زخم کے راستے سے باہر نکل آیا۔ لوگ آپ کے پوچھنے کے لئے آئے تھے۔ ایک نوجوان آیا اور حال پوچھ کر لوٹا تو حضرت عمر نے دیکھا کہ اس کا تہ بند زمین سے لگتا ہے فرمایا۔

اس نوجوان کو میرے پاس لاؤ۔

جب وہ دوبارہ حاضر ہوا تو فرمایا

میاں اپنے تہ بند کو اونچا کر لو یہ عمل اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور تمہارا کپڑا بھی زمین پر خراب ہونے سے محفوظ رہے گا۔

جب آپ کی حالت زیادہ نازگ ہو گئی تب آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا۔

بیٹا! تم ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس جاؤ اور ان سے میرا سلام کہہ کر عرض کرنا۔ کہ عمر نے آپ سے اذن چاہا ہے کہ آپ اپنے حجرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوؤں میں دفن ہونے کی اجازت فرمائیں۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ام المومنین بھی حضرت عمر کے غم میں رو رہی ہیں۔ حضرت عبداللہ نے حضرت عمر کا سلام و پیغام عرض کیا۔ تو ام المومنین نے فرمایا کہ یہ جگہ خاص میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر میں اپنی جان سے عمر کی جان کو زیادہ پسند کرتی ہوں اور اجازت دیتی ہوں کہ شوق سے اس مبارک جگہ میں دفن کئے جائیں جب حضرت عبداللہ یہاں سے اجازت لے کر واپس آئے اور حضرت عمر کو ان کا اجازت دے دینا سنایا تو حضرت عمر نے فرمایا۔

"الحمدللہ! اجازت مل گئی مگر اے عبداللہ! تم ایک کام کرنا جس وقت میں مر جاؤں میرے جنازہ تیار کر کے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے لے جا کر رکھنا اور یہ کہنا کہ اس وقت عمر کا جنازہ حاضر ہے اور آپ سے اجازت چاہتا ہے۔ اگر اس وقت بھی اجازت فرمائیں تو اندر دفن کر دینا مجھے اندیشہ ہے کہ شاید کچھ میرے لحاظ سے اجازت دی ہو۔ اس لئے بعد وفات پھر اجازت لے لینا اور پھر فرمایا بیٹا! میرا سر تکیہ سے ہٹا کر زمین پر ڈال دینا تاکہ میں اپنا سر خدا کے سامنے زمین پہ ڈال کر رگڑوں تاکہ میرا رب مجھ پر رحم فرمائے۔

اے بیٹا میں مر جاؤں

تو میری آنکھیں بند کر دینا اور میرے کفن میں میانہ روی کرنا اسراف نہ کرنا کیونکہ میں اگر خدا کے نزدیک کچھ اچھا ٹھہروں گا تو مجھے دنیا کے کفن سے بہت بہتر کفن مل جائے گا اور اگر میں برا قرار دیا گیا تو بھی میرے پاس نہ رہے گا۔ چھن جائے گا۔

بیٹا!

اگر سارے جہان کی دولت اور سامان اس وقت میرے پاس ہوتا

تو میں اسے قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے نجات پانے کے لئے خیرات کر دیتا۔

یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کہ قسم اللہ کی میں تو آپ کے متعلق یہ یقین رکھتا ہوں کہ آپ تو برائے نام ہی قیامت کی ہولناک چیزیں دیکھیں گے کیونکہ آپ امیرالمومنین ہیں امین المومنین ہیں سیدالمومنین ہیں آپ کتاب اللہ سے اور نہایت انصاف سے فیصلہ کرنے والے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن عباس کی یہ تقریر بہت پسند آئی اور تکلیف کے باوجود جوش و شوق میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا۔

اے ابن عباس! کیا تو ان باتوں کی شہادت قیامت کے دن اللہ کے سامنے دے گا؟

حضرت ابن عباس نے فرمایا

ہاں دوں گا۔

یہ سن کر حضرت عمر کو اطمینان ہوا اور اس کے بعد بہت سی نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں اور انتقال فرمایا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

پھر آپ کے جنازہ کو تیار کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریف کے سامنے لاکر رکھا گیا اور بآواز بلند عرض کیا۔

کہ اے امیرالمومنین! یہ جنازہ عمر کا حاضر ہے اور اب پھر آپ سے اجازت مانگتا ہے کہ اگر حکم ہو تو حجرہ شریف میں دفن کیا جائے۔

حضرت ام المومنین روتی تھیں اور فرماتی تھیں۔

Marfat.com

کہ میں خوشی سے آج پھر حضرت عمر کو اجازت دیتی ہوں۔ چنانچہ آپ کو
حجرہ شریف میں حضور کے قدموں میں دفن کیا گیا۔
جس دن حضرت عمر کا انتقال ہوا اس دن سورج کو گہن لگا۔ سارے مدینہ میں اندھیرا
ہوا۔ اس طرف لوگوں کا رونا ادھر سورج کا سیاہ ہونا۔ ایک محشر قیامت کا نظر آتا تھا۔ مدینہ
کے بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے۔
اے ماں کیا آج قیامت ہے۔
مائیں کہتی تھیں۔
کہ نہیں آج امیرالمومنین عمر کا انتقال ہوا ہے۔ بعد از وفات حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا۔
کہ اے امیرالمومنین! کیا معاملہ ہوا۔
فرمایا
وَجَدْتُ رَبًّا رَحِيمًا۔ میں نے اپنے رب کو بڑا رحم والا پایا۔

چہار

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی
ران مبارک یا پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
تشریف لے آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضور نے اجازت دے دی اور آپ
اندر آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بدستور لیٹے رہے اور ران مبارک یا پنڈلی مبارک
سے کپڑا بدستور ہٹا رہا اور آپ گفتگو فرماتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اندر
آنے کی اجازت مانگی حضور نے انہیں بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر آ گئے اور
حضور بدستور لیٹے رہے اور ران یا پنڈلی مبارک سے کپڑا بدستور ہٹا رہا

Marfat.com

اور آپ گفتگو فرماتے رہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ بیٹھے اور اپنا کپڑا برابر فرماتے ہوئے ران یا پنڈلی مبارک کو ڈھانپ لیا اور پھر حضرت عثمان کو اندر آنے کی اجازت دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

جب وہ چلے گئے تو میں نے حضور سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ! یہ کیا بات کہ صدیق اکبر آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے۔ فاروق اعظم آئے تو بھی بدستور لیٹے رہے مگر جب عثمان آئے تو آپ فوراً اٹھ بیٹھے اور کپڑا برابر فرمالیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے عائشہ! میں اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

چشمہ

جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے تو یہاں کا پانی پسند نہ آیا جو کھاری تھا۔ مدینہ منورہ میں ایک شخص کی ملک میں چشمہ تھا۔ جس کا نام رومہ تھا۔ وہ شخص اپنے چشمہ کا پانی قیمتاً دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

کہ تم اپنا یہ چشمہ میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے عوض بیچ دو۔ یعنی یہ چشمہ ہمیں دے دو اور جنت کا چشمہ مجھ سے لے لو۔

اس نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! میری اور میرے بال بچوں کی معاش اسی سے ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں۔

یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ ۳۵ ہزار روپے نقد دے کر اس شخص سے وہ چشمہ خرید لیا۔ اور پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

Marfat.com

یارسول اللہ! جس طرح آپ اس شخص کو جنت کا چشمہ عطا فرماتے تھے۔ اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں۔ تو کیا حضور وہ جنت کا چشمہ مجھے دے دیں گے؟
آپ نے فرمایا۔
ہاں دے دوں گا۔
عرض کی۔
تو میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے اور مسلمانوں پر میں اسے وقف کرتا ہوں۔

غلام آزاد

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی اور عرض کیا۔
یارسول اللہ! میرے غریب خانہ پر اپنے دوستوں سمیت تشریف لائیں اور ماحضر تناول فرمائیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوت قبول فرمالی اور وقت پر مع صحابہ کرام کے حضرت عثمان کے گھر تشریف لے چلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور حضور کا ایک ایک قدم مبارک جو ان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑ رہا تھا گننے لگے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا
اے عثمان! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟
حضرت عثمان نے عرض کیا۔
یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم و توقیر کی خاطر ایک ایک غلام

Marfat.com

آزاد کردوں۔
چنانچہ حضرت عثمان کے گھر تک حضور کے جس قدر قدم پڑے اسی قدر غلام
حضرت عثمان نے آزاد کئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

ابن سبا یہودی کی سازش اور مروان کی شرارت سے اہل بصرہ و کوفہ اور مصر والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بے گناہ خون سے ہاتھ بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ وہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں بلوہ کر کے آ گئے اس وقت صحابہ کرام نے عرض کیا۔

یا امیر المومنین، آپ ہم کو لڑائی کا حکم دیجئے تاکہ ہم ان کو مار کر بھگا دیں۔

آپ نے فرمایا۔

کہ تم کو قسم ہے اللہ کی! میرے لئے کسی مسلمان کا ایک قطرہ خون نہ گرانا میں قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوں گا؟

صحابہ کرام نے کہا

آپ مکہ معظمہ چلے جائیے یا ملک شام چلے جائیے وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کا لشکر ہے۔

آپ نے فرمایا

دوستو! میں آخری وقت میں اپنے نبی کے مزار کو کس طرح چھوڑ کر چلا جاؤں؟

ہاں! مسجد نبوی میں چلتا ہوں۔

کہ تم بلاوجہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو۔

چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور بلوائیوں سے خطاب فرمایا

کہ اے مصری لوگو! تم مجھ کو کیوں قتل کرتے ہو میری عمر تھوڑی سی باقی

Marfat.com

میں خود بخود ہی کر جاؤں گا۔

قسم ہے خدا کی جب کبھی لوگوں نے کسی نبی کو ناحق قتل کیا ہے، تو ہزار ہا آدمی اس نبی کے بدلہ میں قتل ہوئے اور خلیفہ سید المرسلین ہوں میرے بدلہ میں اسی ہزار قتل ہوں گے۔ اگر مسلمان قاتلوں سے بدلہ نہ لیں گے تو آسمان سے اللہ تعالیٰ پتھر برسا کر میرے قاتلوں کو ہلاک کر دے گا۔ دیکھو ایسا نہ کرنا۔

خدا کی قسم اس وقت تو تم میری موت چاہتے ہو اور میرے قتل ہونے کے بعد یوں تمنا کرو گے کہ کاش! عثمان کا ایک ایک سانس ایک ایک برس کی برابر عمر کا ہوتا۔

اس وقت ایک بلوائی نے آپ کے ہاتھ کا عصا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک تھا۔ حضرت عثمان کے ہاتھ سے چھین کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ فوراً اس کے گھٹنے میں ایک پھوڑا پیدا ہوا اور شام تک اس کا سارا بدن گل کر مر گیا۔ اب بلوائی سینکڑوں کی تعداد میں حضرت عثمان کے گرد آکر جمع ہو گئے اور مکان کو گھیر لیا اور یہ کہا۔

کہ اب ہم آپ کو قتل کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ سب کا آنا جانا اندر کا بند کیا۔

حضرت عثمان کو نماز کے واسطے بھی گھر سے نہ نکلنے دیا۔ کوئی چیز کھانے کی بھی اندر نہ جانے دی یہاں تک آپ کا پانی بھی بند کیا۔ جو کچھ گھر میں تھا وہ سب ختم ہوا پھر سارا گھر پیاسا مرنے لگا۔ جب سات دن برابر اسی طرح گزرے اور کسی کو ایک قطرہ بھی پانی کا نہ ملا تب حضرت عثمان نے اپنے مکان کی کھڑکی سے سر باہر نکالا اور آواز دی کہ یہاں علی ہیں۔

کسی نے جواب نہ دیا۔

فرمایا

یہاں سعد ہیں؟

پھر کسی نے جواب نہ دیا۔

Marfat.com

حضرت عثمان نے فرمایا
کہ اے امت محمدیہ! روم و فارس کے بادشاہ بھی اگر کسی کو قید کرتے ہیں تو ضرور قیدی کو دانہ پانی دیتے ہیں۔
اے لوگو!
میں تمہارا ایسا گنہگار قیدی ہوں کہ مجھ کو پانی بھی نہیں دیتے۔ ہے کوئی جو اللہ واسطے عثمان کو ایک پیالہ پانی کا بھی دے۔ اس کے بدلہ میں پہلا پیالہ جو مجھ کو میرے نبی سے حوض کوثر پر ملے گا، اس کو دوں گا۔
وہاں حوض کوثر کی کس کو پرواہ تھی۔ مگر جب حضرت علی کو خبر ہوئی۔ تین مشکیں آپ نے بھر کر کمر سے تلوار باندھی اور سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ باندھ کر پالی لے کر چلے اور لوگوں سے کہا۔
کہ یہ کام تو کافر بھی نہیں کرتے جو کام تم نے کیا ہے۔ پانی بند نہ کرو۔ دیکھو غضب الٰہی نازل ہو جائے گا۔
مگر ان ظالموں نے مشکوں میں برچھے مار کر پانی نکال دیا۔ اتنے میں جناب ام حبیبہ ام المومنین ایک خچر پر سوار ہو کر اور ایک پانی کی مشک ساتھ لے کر آئیں۔ اور یہ خیال کیا کہ کمبخت میرا تو ادب کریں گے اور لوگوں سے کہا۔
کہ نبی مایہ کی کچھ امانت عثمان کے پاس ہے۔ فدا میں ان کے پاس جانا چاہتی ہوں تاکہ وہ امانت لے آؤں۔
یہ سنکر بلوائی بولے
کہ او جھوٹی! یہ کہہ کر خچر کے منہ پر لکڑی ماری اور چادر جامہ کا بند کاٹ دیا۔
خچر آپ کو لے بھاگا۔ حضرت ام المومنین گرتے گرتے بچیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر لوگ گھبرائے اور یہ کہا۔

Marfat.com

خدا تمہارا ناس کرے۔

ازواج نبی کے ساتھ بھی ایسی بُری طرح پیش آنے لگے؛ اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا اور تلواریں لے کر حضرت عثمان سے عرض کیا۔

کہ اب تو ازواج نبی کی بھی بے حرمتی ہونے لگی۔

اے عثمان! اب تو لڑنے کی اجازت دیجئے۔

حضرت عثمان نے فرمایا

تم میرے لئے اپنی جانیں ضائع نہ کرو۔ مجھے اگر لڑنا منظور ہوتا تو اب تک ہزارہا فوج شام اور عراق سے منگوالیتا۔ میں لڑنا ہرگز نہیں چاہتا۔ سب کو تمہیں سے کر واپس کر دیا۔ پھر جب کچھ دن گزرے۔ پھر جب کچھ دن گزرے اور حضرت عثمان کو پیاس کی بہت سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے پھر اپنا منہ کھڑکی سے باہر نکالا اور فرمایا۔ تم جانتے ہو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں آئے تھے۔ تو یہاں پانی مسلمانوں کو مول ملتا تھا اور کنواں یہود کے قبضہ میں تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کون ہے جو اس کنوئیں کو خرید دے اور اس کے بدلے میں جنت کا چشمہ لے لے۔ میں نے وہ چشمہ ۲۰ ہزار میں خرید کر تمہارے اوپر وقف کیا۔ وہی آج میں ہوں کہ چالیس دن سے پانی کے لئے عثمان کے بچے رو رہے ہیں اور انہیں پانی نہیں ملتا لوگو! تم کو معلوم ہے کہ مسجد نبوی ابتدا میں نہایت تنگ تھی۔ میں نے پچیس ہزار روپیہ دے کر مکان اور زمین خرید کر مسجد نبوی میں شامل کی۔ آج میں ایسا ہو گیا کہ تم مجھ کو اسی مسجد میں دو رکعتیں پڑھنے سے روکتے ہو لوگو! قیامت کے روز کیا عذر کیا کرو گے؟

پچاس دن تک حضرت عثمان اسی مکان میں محبوس رہے۔ اس عرصہ میں برابر روتے

Marfat.com

رکھتے رہے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار شریف سے باہر تشریف لائے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہیں۔ حضرت عثمان کے پاس آئے اور فرمایا

اے عثمان! کیا تمہیں پیاس بہت لگی ہے! تم نے چالیس دن تک روزہ رکھا۔ اے عثمان کل روزہ تم ہمارے پاس آکر کھولو گے۔ ہم حوض کوثر سے تمہارا روزہ کھلوائیں گے۔ اے عثمان کل تم شہید کیے جاؤ گے اور تمہارے خون کا پہلا قطرہ آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر پڑے گا۔

یہ دیکھ کر حضرت عثمان نے اپنے مکان کا دروازہ کھول دیا اور فرمایا آنے دو۔ آج تو میری دعوت حضور کوثر پر کر گئے ہیں۔

دروازہ کھولتے ہی بلوائی اندر گھس آئے اور اس خیال سے کہ کوئی دروازہ پھر بند نہ کر دے۔ کواڑوں میں آگ لگا دی۔ دروازہ کے اوپر چھپر پڑا تھا۔ اسکو بھی آگ لگ گئی گھر والے گھبرا گئے مگر حضرت عثمان اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اور سورۂ طٰہٰ شروع تھی۔ گھر میں آگ لگ رہی تھی۔ مگر جناب نماز یا قرأت پڑھنے میں ذرا بھی فرق یا لکنت نہ تھی۔ یہاں تک کہ نماز سے آپ فارغ ہوئے۔ قرآن منگایا۔ کھولا۔ سامنے رکھا۔ وہی آیت نکلی۔ ایک آدمی آپ کے قتل کے ارادے سے آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا۔

تو مجھ کو قتل نہ کر۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تیرے لئے دعا کی تھی۔ کہ اللہ تجھ کو عثمان کے خون میں ہاتھ رنگنے سے بچائے۔ کیا تو میرے نبی کی دعا کے خلاف کرے گا؟

اس شخص کو تو یہ بات سنتے ہی پسینہ آیا اور شرمندہ ہو کر گھر سے باہر نکل گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس موقعہ پر آئے اور فرمایا

ظالموں! خبردار! عثمان کا خون نہ کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ایک عثمان کے بدلے
اسّی ہزار کو قتل کرے گا۔ اس وقت تک مدینہ منورہ کی حفاظت فرشتے
کرتے ہیں جس وقت تم عثمان کو قتل کر دگے فرشتے چلے جائیں گے ۔

ایک ظالم بولا۔

او یہودی بچے ! تو کیا جانے جا اپنا کام کر۔

حضرت عثمان نے فرمایا۔

کہ تم صبر کرو

اتنے میں سودان بن حمران ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔

او عثمان ! تو کس دین پر ہے !

آپ نے فرمایا۔

میں دین محمدی پر ہوں ۔

اس نے بڑے زور سے آپ کا گلا گھونٹا پھر ایک اور ظالم آپ کے پاس آیا اور آپ
کے چہرے پر طمانچہ مارا اور تلوار آپ کی جانب اٹھائی۔ آپ نے ہاتھ سے تلوار کو روکا ہاتھ
کٹ گیا۔ فرمایا۔

یہ وہ ہاتھ تھا جو وحی لکھا کرتا تھا آج یہ راہ مولا میں کٹا ہے یہ وہ ہاتھ
تھا جس نے سید المرسلین کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جس دن سے یہ ہاتھ نبی
کے ہاتھ سے ملا تھا کبھی گندی چیز کو اس ہاتھ سے نہ چھوا تھا۔ لوگو !
ذرا اس ہاتھ کو اچھی طرح دفن کرنا۔

اس ظالم نے کہا۔

تو بلاؤ اپنے مددگاروں کو

فرمایا

میرا مددگار ہے میرے پاس ہے۔

پھر ایک ظالم آیا۔ اس نے تین زخم آپ کے ماتھے پر اور تین چھاتی پر برچھی کی نوک سے کئے۔

اس وقت جو قرآن شریف سامنے رکھا تھا اور اُسے آپ پڑھ رہے تھے۔ اس پر پہلا قطرہ آپ کے خون کا جو پڑا وہ اس آیت پر پڑا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ اے عثمان! تیرا بدلہ لینے کو تیرا اللہ کافی ہے۔"

آپ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کہتے ہوئے زمین پر گرے۔

اس ظالم نے آپ کی پسلیوں پر کودنا شروع کیا۔ آپ کی تین پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ ظالموں نے آپ کی انداز کا زیور اتارا اور گھر کا سب اسباب لوٹ لیا۔

قلعہ خیبر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مقدس لشکر کو لے کر خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے لئے نکلے اور خیبر پہنچ کر یہودیوں کے سب قلعوں کو محصور کر لیا۔ یہودیوں نے جب اپنے آپ کو قلعوں میں محصور پایا تو مجبور ہو کر قلعوں کے اندر بیٹھ کر ہی مدافعت کرنے لگے۔ یہودیوں کو اپنے ان قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ لیکن اسلامی شیروں نے ان کے تیروں اور پتھروں کی زد میں رہتے ہوئے آگے بڑھ کر قلعہ ناعم کے ساتھ اور پھر دو ایک قلعے فتح کر لئے پھر قلعہ قموس پر دھاوا کیا۔ چنانچہ یہ قلعہ بھی دو تین دن میں فتح ہو گیا اور اسی طرح صعب بلیح اور سلالم نام کے قلعے بھی فتح ہو گئے اب قلعہ خیبر کی باری تھی۔ یہ قلعہ سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ اس کی فتح کے لئے بڑی کوشش کی گئی مگر یہ قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا جب کئی روز گزر گئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

خدا کی قسم! کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اپنی قوت خداداد سے قلعہ کو فتح کرے گا۔

چنانچہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور فرمایا۔

جاؤ تم اس قلعہ کو فتح کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جھنڈا اور لشکر لیکر قلعہ خیبر کی طرف بڑھے تو قلعہ خیبر کا مالک مرحب حضرت علی کے مقابلہ میں آیا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اِنِّیْ مَرْحَبٌ!

شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ!

مطلب ان شعروں کا یہ ہے کہ تمام خیبر کو معلوم ہے۔ کہ میں مرحب ہوں۔ کون مرحب؟ وہ جو مسلح اور تجربہ کار بہادر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کا یہ شعر سنا تو آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَيْدَرَةْ!

كَلَيْثِ غَابَاتٍ شَدِيْدِ الْمَنْظَرَةْ!

یعنی سن او مرحب! میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے جو جنگل کے شیروں کی طرح مہیب ہے۔

اس کے بعد مرحب اور حضرت علی کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ آخر حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کی تلوار مرحب کی خود کو کاٹتے ہوئے اس کے سر پر پہنچی اور سر کے دو ٹکڑے کر کے اس کے بدن کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔

سر خود سر کو کاٹا چہرہ کاٹا حلق سے نکلی

ندائے الحذر ہر سو زبان خلق سے نکلی!

مرحب خاک پر لوٹنے لگا۔ مرحب کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے

قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لیکن بہادران اسلام نے جان پر کھیل کر ایسا دھاوا کیا کہ یہودی ہمت ہار کے بھاگے۔ اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قلعہ کے پھاٹک پر پہنچ گئے۔ اور قلعہ کے دروازہ کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ پل بھر میں اسے اکھاڑ کے الگ پھینک دیا اور سب مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کی اس یلغار سے یہودیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

زرہ

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چوری ہو گئی اور ایک یہودی سے برآمد ہوئی حضرت علی نے اس سے فرمایا۔

کہ یہ تو میری زرہ ہے۔

یہودی نے کہا۔

اگر آپ کی ہے تو دعویٰ کیجئے گواہ پیش کیجئے۔

چنانچہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت قاضی شریح رضی اللہ عنہ کی عدالت میں دعوے دائر کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ یہودی مدعی اور مدعا علیہ کی صورت میں عدالت میں پیش ہوئے۔ قاضی نے بغیر کسی رعایت کے دونوں کے بیان لئے اور حضرت علی سے گواہ طلب کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام قنبر کو گواہی کے لئے پیش کیا۔ بیٹے اور غلام کی گواہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز تھی۔ مگر قاضی صاحب کے نزدیک جائز نہ تھی۔ یہ مسئلہ امیر المومنین اور قاضی صاحب کے درمیان مختلف فیہ تھا۔ اس لئے قاضی نے اپنے اجتہاد پر عمل کر کے حضرت علی کا دعویٰ خارج کر دیا۔

مگر عدالت سے باہر نکلنے پر یہودی نے حضرت علی کے چہرے کو بغور دیکھا تو اسے

Marfat.com

کوئی رنج و ملال نظر نہ آیا۔ یہودی دل میں سوچنے لگا کہ حضرت علی نے خلیفۂ وقت اور اسد اللہ ہونے کے باوجود اپنا دعویٰ خارج ہوتے دیکھ کر کوئی غصہ نہیں منایا۔ اور آپ مطلق برہم نہیں ہوئے۔ آخر کس چیز نے انہیں اس بات سے روکا ہے؟

اس سوال کا جواب یہودی کے دل ہی نے یہ دیا کہ اسلام نے، چنانچہ یہودی فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گر گیا۔ اور عرض کی۔

حضور! میں نے آپ کی زرہ لی، آپ نے میرا دل لے لیا۔

انکار

امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت ہے ایک نوجوان گھبرایا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ۔

اے حاکم الحاکمین مجھ میں اور میری ماں میں فیصلہ فرما۔ حاضر ہوا اور آکر عرض کی کہ اے امیرالمومنین میری ماں نے نو ماہ تک مجھے شکم میں رکھا۔ پھر وضع کے بعد دو سال تک مجھے دودھ پلایا۔ جب میں جوان ہو گیا تو اس نے مجھے گھر سے نکال دیا اور میری فرزندی کا انکار کر بیٹھی اور اب کہتی ہے کہ وہ مجھے پہچانتی بھی نہیں۔

امیرالمومنین!

تیری والدہ کہاں ہے؟

نوجوان۔

فلاں قبیلہ کے فلاں مکان میں رہتی ہے۔

امیرالمومنین!

اس نوجوان کی ماں کو میرے پاس لایا جائے۔

Marfat.com

آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور فوراً اس عورت کو اس کے چار بھائیوں اور چالیس مصنوعی گواہوں سمیت لایا گیا جو اس بات کی قسم کھاتے تھے کہ یہ عورت نوجوان کو جانتی بھی نہیں بلکہ یہ نوجوان جھوٹا اور ظالمانہ دعوے کر رہا ہے اس کا مطلب اس بات سے یہ ہے۔ کہ وہ اس عورت کو اس کے قبیلے میں ذلیل کرے۔ حالاں کہ اس عورت کا ابھی نکاح ہی نہیں ہوا۔ پھر بچہ کہاں سے جنتی۔ یہ تو اس وقت تک پاک دامن ہے۔

امیر المومنین

اے نوجوان! تو کیا کہتا ہے؟

نوجوان۔

اے امیر المومنین! خدا کی قسم یہ میری ماں ہے اس نے مجھے جنا اور دودھ پلایا اور پھر گھر سے نکال دیا۔

امیر المومنین!

اے عورت یہ لڑکا کیا کہتا ہے۔

عورت،

اے مومنوں کے سردار! مجھے خدا کی قسم! نہ میں اسے پہچانتی ہوں اور نہ یہ جانتی ہوں کہ یہ کن لوگوں میں سے ہے؟ یہ مجھے خواہ مخواہ ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ میں ایک قریشی لڑکی ہوں اور ابھی تک کنواری ہوں۔

امیر المومنین!

تو کیا اس معاملہ میں تیرے پاس گواہ ہیں؟

عورت۔

ہاں! یہ ہیں۔

اس کے بعد فوراً چالیس گواہ قسم کھانے والے آگے بڑھے جنہوں نے قسم کھا کر

عورت کے حق میں گواہی دی اور نوجوان کو جھوٹا بنایا۔

امیرالمومنین!

اچھا تو آج میں تمہارے درمیان ایسا فیصلہ نافذ کروں گا جس کو مالک عرش بالائے عرش پسند فرمائے گا۔ کیوں اے عورت تیرا کوئی ولی ہے؟

عورت:۔

کیوں نہیں؟ یہ میرے بھائی ہیں۔

امیرالمومنین:۔

(اس کے بھائیوں سے مخاطب ہو کر) کیا میرا حکم تمہارے لئے اور تمہاری بہن کے لئے قابل قبول ہو گا؟

چاروں بھائی!

ہاں ہاں! کیوں نہیں! امیرالمومنین جو فرمائیں ہمیں منظور ہے۔

امیرالمومنین!

میں خدا کو اور حاضرین کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے بلاشک اس عورت کو اس نوجوان کے ساتھ بیاہ دیا۔ چار سو نقد درہموں کے مہر پر اپنے مال سے۔ اے قنبر! میرے پاس چار سو درہم لاؤ۔

قنبر نے فوراً تعمیل حکم کی اور ان درہموں کو نوجوان کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

امیرالمومنین!

اے نوجوان! ان درہموں کو اپنی عورت کی گود میں ڈال دے اور جاؤ اب میرے پاس اس حالت میں آنا کہ تجھ میں نہانے کا اثر ہو (یعنی بعد مباشرت و غسل کے حاضر ہونا)

نوجوان یہ ارشاد سنکر اٹھا اور درہم عورت کی گود میں ڈال دیئے

عورت (چلا کر) اے امیرالمومنین ! جہنم ! جہنم ! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ مجھے میرے فرزند سے بیاہ دیں۔ بخدا یہ میرا فرزند ہے۔ میرے بھائیوں نے ایک کمینے آدمی سے میرا عقد کر دیا تھا۔ جس میں سے میں نے یہ فرزند جنا پھر جب یہ بالغ ہوا تو بھائیوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی فرزندی سے انکار کر دوں اور اسے گھر سے نکال دوں بخدا یہ میرا لخت جگر ہے۔

امیرالمومنین !

اچھا جاؤ۔ اپنے فرزند کو گھر لے جاؤ۔

کشش

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیٹھے تھے کہ ایک عورت ہانپتی آئی اور کہنے لگی۔

حضرت ایک بڑی مشکل آن پڑی ہے خدا کے واسطے اسے حل فرمائیں۔

عرض کیا "میں کوٹھے کی چھت پر کپڑا سکھا رہی تھی کہ میرا ایک سالہ بچہ میرے پاس سے کھیلتا ہوا گھٹنوں کے بل پرنالے پر پہنچا میں نے بڑا دودھ کا لالچ دیا اور ہر ڈھب سے اسے واپس بلانے کی کوشش کی مگر وہ پرنالے کے سرے پر جم کر بیٹھ گیا ہے۔ مجھے دیکھ کر مسکرا دیتا ہے۔ مگر ادھر سے ہلنے کا نام نہیں لیتا مجھے ڈر ہے کہ وہ پرنالے سے گر کر ہلاک نہ ہو جائے۔ خدا کے لئے کوئی علاج بتائیں کہ وہ میرے پاس چھت پر آ جائے۔

آپ نے فرمایا

"جاؤ اس کا ایک ہم عمر بچہ لے جا کر چھت پر پرنالے کے سامنے بٹھا دو جب اپنے ہم عمر کو دیکھے گا تو ہم جنس کی کشش اسے کھینچ لائے گی"

اپنے بیٹے کی عمر کا ایک بچہ لے گئی۔ جسے چھت پر سامنے دیکھ کر پرنالے

پر بیٹھا بچہ واپس آگیا اور ماں کی جان میں جان آئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

جس طرح ابن سبا کے گروہ کو صحابہ کرام سے عداوت تھی۔ اسی طرح خارجی گروہ کو اہل بیت سے عداوت تھی۔ اور یہ دونوں گروہ ہی اسلام اور مسلمانوں کے لئے بیحد خطرناک ثابت ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان خارجیوں کو سخت عداوت تھی اور ایک خارجی ملعون نے جس کا نام ابن ملجم تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا اور ایک تلوار کو خاص اس ناپاک مقصد کے لئے زہر میں بجھایا اور موقعہ کا منتظر رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ کوفہ تھا۔ اور آپ ایک صبح کی نماز پڑھنے مسجد کو جا رہے تھے۔ کہ ابن ملجم خارجی نے جو راستے میں چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت علی پر حملہ کر دیا اور آپ کے ماتھے پر تلوار ماری حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کا زخم کھا کر ایک نعرہ مارا۔

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔

خدا کی قسم! میں اپنی مراد کو پہنچا۔

اور پھر آپ زمین پر گر گئے اور حکم فرمایا کہ میرے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ یہ حکم سن کر لوگ ابن ملجم خارجی کو پکڑ کر لے آئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

اس میرے مہمان کے لئے نرم بستر بچھاؤ۔ اچھا خوش ذائقہ کھانا پکا کر اسے کھلاؤ۔ اور اسے ٹھنڈا پانی بھی پلاؤ۔

زخم سے خون زیادہ نکل جانے سے پھر آپ کو بہت زیادہ ضعف لاحق ہوا۔ اور آپ کو شدت سے پیاس لگی مگر وہ بے آپ کے لئے شربت بنا کر لائے۔ حضرت نے فرمایا

Marfat.com

کہ پہلے میرے قاتل کو یہ شربت پلاؤ
گھر والے جب شربت ابن ملجم کے پاس لائے تو وہ بدبخت بولا میں جانتا ہوں
کہ تم نے اس میں میرے لئے زہر گھول رکھا ہے۔ یہ کہہ کر پینے سے انکار کیا۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ بات سنکر روئے اور فرمایا۔
اے بدنصیب! اگر تو اس وقت یہ میرا شربت پی لیتا قیامت کے دن جام
کوثر ہرگز نہ پیتا جب تک پہلے تجھے نہ پلا لوں میں کیا کروں کہ تو میرے
ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا۔
اس کے بعد آپ کی حالت بہت نازک ہوئی اور فرمایا۔
میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت بڑی جماعت فرشتوں کی ہے ان کے ساتھ بہت
بڑے قافلے نبیوں کے ہیں۔ سب سے آگے سالار قافلہ حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ
علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھ سے فرماتے ہیں۔
کہ اے علی! خوش ہو جاؤ کہ اب تم بڑے چین اور راحت میں بلائے جاتے ہیں۔
اس کے بعد آپ نے کچھ وصیتیں فرمائیں۔ پھر کچھ مشک بطور تبرک نکالا اور روئے
پوچھا گیا کہ یہ مشک کیسا ہے؟ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جنازہ کو اس مشک
سے بسایا گیا تھا۔ اس وقت تھوڑا سا مشک بطور تبرک میں نے آج کے دن کے لئے
رکھ لیا تھا۔ جب مجھے غسل دے کر کفن پہناؤ تو یہ مشک میرے بدن پر لگا دینا پھر
السلام علیکم کہا اس کے بعد کلمہ شریف کا ورد فرمایا اور اپنی جان راہ حق میں قربان کر دی۔

اسلامی فوج

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کا لشکر فتح بیت المقدس
کے لئے کوشاں و ساعی تھا کہ وہاں کے علماء و احبار کی خواہش کے مطابق حضرت فاروق اعظم رض

Marfat.com

خود بنفس نفیس مدینہ منورہ سے محاذ جنگ پر تشریف لائے۔ بیت المقدس کے علماء واجہاد نے جو خود تو اگرچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر نور الٰہی اور حقیقت کے آثار جلیاں دیکھ کر دل سے ان کے قائل ہو چکے تھے۔ مگر اپنی قوم کو مسلمانوں کے بلند اخلاق کا قائل کرانے کے لئے یہ بات پیش کی۔ کہ ہم بیت المقدس کا بڑا بازار آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں۔ اس بازار سے اسلامی فوج ایک مرتبہ گزر جائے اس طرف سے داخل ہو کر اس طرف نکل جائے۔ چنانچہ یہ بات طے ہو گی اور ان لوگوں نے شہر کا بازار خوب آراستہ کیا اور اس میں ہر قسم کی اشیاء مہیا کیں اور ہر ایک مکان پر ایک ایک خوبصورت حسینہ و جمیلہ عورت کو بٹھا دیا اور بازار کو مردوں سے بالکل خالی کر دیا اور عورتوں کو حکم دیا کہ اسلامی فوج میں داخل ہو تو وہ جس چیز کی خواہش کریں ان کو بلا قیمت بے تامل دے دیں اور بے حجابانہ ملاطفت و ناز و ادا سے پیش آئیں۔ اور ان کو اپنی طرف مائل کریں اور یہ سب انتظام مکمل ہو جانے کے بعد پھر مسلمانوں سے کہا گیا۔ کہ اسلامی فوج کو اس بازار سے گزرنے کا حکم دیا جائے۔

ادھر اسلامی فوج بازار سے گذرنے کے لئے تیار ہوئی تو سپہ سالار نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔

یعنی " مومنوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں پست رکھیں "

اس ایک ہی آیت کے سنانے نے یہ اثر دکھایا کہ اسلامی فوج بازار میں نظریں نیچی کئے ہوئے داخل ہوئی اور کسی ایک سپاہی نے بھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ یہاں کیا ہے۔ اور کون ہے؟ اور وہ خدا کے طاقتور بندے اسلامی شان سے ایک طرف سے داخل ہوتے اور دوسری طرف سے نکل گئے اسلامی فوج کی اس عالم بلندی اخلاق کا یہ اثر ہوا کہ دشمن نے متحقق ہو کر بلا جدال و قتال [illegible] کر دیا۔

Marfat.com

ماں

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مشہور شاعرہ ہیں آپ اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوئیں تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ قادسیہ میں یہ اپنے چار بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور جہاد میں شرکت کے لئے ابھارا۔ اور کہنے لگیں۔

میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم ایک ماں اور ایک ہی باپ کے بیٹے ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کے لئے کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔۔۔ اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب رہو (کنز الایمان)

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور دشمنوں کے مقابلے میں اللہ سے مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بھڑکنے

Marfat.com

لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا
انشاء اللہ جنت میں عزت و اکرام کے ساتھ رہو گے۔

چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو حضرت خنساء کے چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر اسنگ پیدا کرتا تھا۔ اور جب ایک شہید ہو جاتا تھا تو دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ بالآخر چاروں شہید ہو گئے اور جب ماں کو ان کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا۔

کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا
مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں
کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔

صدقہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گاؤں میں تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے شکایت کی۔ کہ یا نبی اللہ! اس گاؤں میں ایک دھوبی ہے۔ جو کپڑے چراتا ہے اور بدل دیتا ہے۔ اس وجہ سے ہم اس سے بہت عاجز آ گئے ہیں۔ اور اس کے ہاتھوں بڑی تکلیف میں ہیں۔ آج وہ کپڑے دھونے گیا ہے آپ اس کے لئے بددعا کریں کہ وہ وہیں غارت ہو جائے اور پھر کبھی نہ آئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی درخواست قبول کر لی اور دعا کی کہ۔
الٰہی، اس خائن کو وہیں ہلاک کر دے۔ اتنا میں وہ دھوبی اپنے ساتھ روٹی پکا کر لے گیا تھا ناگاہ وہاں ایک فقیر کا گزر ہوا اور وہ بہت بھوکا تھا۔ فقیر نے اسے دعا دی کہ تو لوگوں کے کپڑوں کو صاف کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ تیرے دل کو پاک و صاف کرتا

Marfat.com

ہے خدا تعالیٰ تیرے دل کو پاک و صاف کرے دھوبی نے ایک روٹی اور دے دی وہ فقیر بولا۔

الٰہی اسے ہر بلا سے محفوظ رکھ۔

پھر وہ دھوبی شام کو بخیریت گھر واپس آیا لوگوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام سے کہا۔ یا حضرت! یہ کیسی بددعا تھی آپ کی کہ دھوبی خیریت سے واپس آگیا ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے دھوبی کو بلا کر پوچھا۔

کہ آج تو نے کون سا نیک عمل کیا ہے؟

اس نے بتایا

کہ میں نے راہ خدا میں دو روٹیاں ایک بھوکے محتاج کو دی ہیں۔ اس نے مجھے دعا دی اور چلا گیا۔

اتنے میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسٰے علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے میرے نبی! اس دھوبی کی گٹھڑی کھلوا کر دیکھ۔

چنانچہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اس کی گٹھڑی کھلوا کر دیکھی تو اس میں ایک کالا سانپ نکلا جس کے منہ پر مہر لگی ہوئی تھی۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ اے مارِ خونخوار! اگر حق تعالیٰ نے تجھے اس دھوبی کے ہلاک کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تو تو نے کیوں اسے چھوڑ دیا۔

سانپ نے عرض کی۔

کہ اے اللہ کے نبی! میں نے چاہا کہ اسے ڈسوں مگر اس نے جو دو روٹیاں راہ خدا میں صدقہ کی تھیں ان کی برکت فرشتوں نے میرے منہ پر مہر لگا دی تاکہ میں اسے ڈس نہ سکوں۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام نے یہ سنکر اس دھوبی سے فرمایا۔

Marfat.com

کر اے اللہ کے بندے! خدا نے تیرے سارے گناہ معاف کر دیئے
اب آئندہ کے لئے تو ہر گناہ سے بچتے رہنا خدا نے تجھے اس صدقہ و
خیرات کے صدقہ سے بچا لیا ہے۔

سلطنت و دولت سے بڑی دولت

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ پرندے آپ کے سر پر سایہ کناں تھے اور آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے جن و انس اور وحوش و طیور کے لشکر تھے۔ اس بے مثل شوکت کو دیکھ کر ایک عابد ذاکر شخص نے کہا۔

اے اللہ کے پیغمبر! آپ کو بہت بڑی سلطنت و دولت عطا فرمائی گئی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔

میری اس سلطنت و دولت سے بھی بڑی دولت خدا کی یاد ہے۔ اس لئے کہ یہ سلطنت و دولت فانی ہے اور خدا کی یاد باقی ہے۔

محاصرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تقریباً ساٹھ سال کی عمر شریف تھی جب کہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند فرما دیا تھا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بطور محافظ ان میں مقرر فرما دیا تھا۔ یہودیوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور حملہ کرنے کی
سمیت مدینہ منورہ سے باہر تشریف فرما ہیں اور حرم شریف قلعہ میں تنہا ہیں۔ اس خیال سے
یہودیوں کی ایک جماعت نے حرم شریف پر حملہ کا ارادہ کیا اور [illegible]

Marfat.com

کے لئے قلعہ پر پہنچا۔ حضرت صفیہ نے کہیں سے دیکھ لیا اور حضرت حسان سے کہا
کہ یہ یہودی مورچہ دیکھنے کے لئے آیا ہے تم قلعہ سے باہر نکلو اور اسے مارو۔
حضرت حسان رضی اللہ عنہ ضعیف تھے۔ ضعیف کی وجہ سے نکل نہ سکے تو حضرت
صفیہ نے خیمہ کا ایک کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس یہودی کا سر کچل دیا پھر قلعہ
میں آکر حضرت حسان سے کہا کہ چونکہ وہ یہودی مرد تھا اور نامحرم ہونے کی وجہ سے میں نے
اس کا سامان اور کپڑے نہیں اتارے، تم جاؤ اور اس کے کپڑے اتار لاؤ اور سر بھی کاٹ لاؤ۔
حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے ضعف کی وجہ سے ہمت نہ فرما سکے تو دوبارہ تشریف لے
گئیں اور اس کا سر کاٹ لائیں اور دیوار پر سے سر کو یہودیوں کے مجمع میں پھینک دیا۔ یہودیوں
نے اپنے سردار کا سر کٹا ہوا دیکھا تو سہم گئے اور کہنے لگے۔
کہ ہم نے غلط سمجھا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ گئے
ضرور ان کے محافظ بہت سے مرد بھی اندر موجود ہیں۔

عطر فروش

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو ابوجہل کے قتل کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی
بیٹی حضرت ربیع کے گھر ایک روز ایک عطر فروش عورت آئی اور باتوں ہی باتوں میں اسے
معلوم ہوا کہ یہ گھر قاتل ابوجہل حضرت سعد کی بیٹی کا گھر ہے یہ معلوم ہونے کے بعد عطر فروش
عورت مسلمان نہ تھی۔ حضرت ربیع کو مخاطب کر کے بولی۔
تو اس کی بیٹی ہے جس نے اپنے سردار کو قتل کیا۔
یہ سن کر حضرت ربیع کو غصہ آ گیا اور بولیں۔
میں اس کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام کو قتل کیا
عطر فروش کو جب یہ بات سنی تو غصہ آیا اور بولی

Marfat.com

تم نے ایک سردار کو غلام کہا۔ اس لئے مجھ پر حرام ہے کہ تیرے ہاتھ عطر فروخت کروں۔
حضرت ربیع نے فرمایا۔
اور تو نے ایک غلام کو سردار کہا مجھ پر بھی حرام ہے کہ میں تجھ سے عطر خریدوں میں نے تیرے عطر کے سوا کسی چیز میں گندگی اور بدبو نہیں دیکھی۔

عشق الٰہی

مسلمانوں کا لشکر جب مصر فتح کر رہا تھا۔ ایک دن قبطیوں کے بادشاہ نے اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا۔
کہ میں نے سنا ہے یہ مسلمان لوگ جمعہ کے دن کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اور جمعہ کی نماز بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں پس جمعہ کا دن قریب ہے تم اپنی فوجوں کو حکم دو کہ چار ہزار جوان مسلح ہو کر پہاڑ کی آڑ میں چھپ جائیں۔ جس وقت مسلمان جمعہ کی نماز پڑھنے کھڑے ہوں وہ فوج ان پر حملہ کر دے۔
اس حکم کو سنکر سرداروں نے چار ہزار فوج کو ایک پہاڑ کے پیچھے چھپا کر چند مخبر لگا دیئے کہ جس وقت یہ لوگ نماز کے سجدے میں جائیں تو فوراً ہمیں خبر کرنا۔ جب صحابہ کرام جمعہ کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے مخبروں نے خبر دی کہ عرب لوگ رکوع سے فارغ ہو کر سجدے میں گئے ہیں۔ کافر تلواریں لیکر آن پڑے۔ سینکڑوں مسلمانوں کو سجدے کے اندر شہید کر دیا اور ہزاروں کو زخمی کر دیا لیکن اللہ اکبر کیا عشق الٰہی تھا۔ تلوار سے کٹ رہے ہیں مگر کسی اطمینان سے جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ حضوری قلب میں کچھ بھی فرق نہیں پڑتا۔ اس خشوع و خضوع کے ساتھ دوسری رکعت پوری کی نماز کا سلام پھیرا۔ فوراً اللہ اکبر اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہوئیں۔ چاروں طرف سے قبطی فوجوں کو گھیر لیا اور ان کی ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا۔ ہزار فوج دشمن کی تھی۔ ایک بھی زندہ نہ بچا سب کو دوزخ میں پہنچا دیا۔

Marfat.com

میدان جہاد

جنگ احد کے ایام میں حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی تھی۔ جس رات آپ اپنی دلہن کو بیاہ کر لائے تھے۔ اسی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منادی ہو گئی کہ کفار مکہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں ان کے مقابلے کے لئے میدان جہاد میں چلو۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ نوجوان تھے اور شادی کی پہلی شب تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جہاد سن کر سب کچھ بھول گئے اور اپنی دلہن کو بھی نظر انداز کر کے گویا یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ ؎

سب سے بیگانہ رہے یار شناسا تیرا
جو پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

میدان جہاد میں چلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس محویت کے عالم میں آپ کو اپنے غسل کرنے کی ضرورت بھی یاد نہ رہی۔ اسی حالت میں معرکۂ جنگ میں تشریف لے گئے جب لڑائی ختم ہوئی تو شہداء کی لاشیں جمع کرنے کا حکم نبوی ہوا۔ سب لاشیں مل گئیں مگر حضرت حنظلہ کی لاش مبارک نہ ملی۔ یکایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے دیکھا کہ حنظلہ کی لاش فرشتے اوپر لے جا کر ایک نورانی تختے پر لٹا کر آب رحمت سے غسل دے رہے ہیں۔ اسی دن سے آپ کا لقب غسیل الملائکہ ہوا۔

دعا

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا۔
کہ اے سعد آؤ مل کر دعا کریں۔ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق دعا کرے

Marfat.com

اور دوسرا آمین کہے۔

پھر دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا کی۔

اول حضرت سعد نے دعا کی۔ یا اللہ جب کل لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرمانا کہ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کر دوں۔ حضرت عبداللہ نے آمین کہی اس کے بعد حضرت عبداللہ نے دعا کی۔

اے اللہ! کل میدان جہاد میں ایک بہادر سے مقابلہ کرا۔ جو سخت حملہ والا ہو۔ میں اس پر شدت سے حملہ کروں۔ وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور میں بہت سوں کو قتل کر کے پھر خود بھی شہید ہو جاؤں اور شہید ہونے کے بعد کافر میرے ناک، کان کاٹ لیں پھر قیامت میں جب تیرے حضور پیش ہوں تو تُو کہے کہ عبداللہ تیرے ناک، کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول کے راستے میں کاٹے گئے پھر تو کہے کہ سچ ہے میرے ہی راستے میں کاٹے گئے۔ حضرت سعد نے آمین کہی دوسرے دن لڑائی ہوئی تو دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھیں۔

تدبیر

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ملک مصر پر چڑھائی کی تو عیسائی لشکر کے سپہ سالار جو جیس نے تمام عیسائی ممالک سے زور جمع کی۔ اور ٹڈی دل لشکر مسلمانوں کے مقابلے میں لے آیا اور نہایت کوشش سے سپاہیوں کو جوش دلا دلا کر حملے پر حملہ کرتا رہا لیکن اسلامی مجاہدین کی آہنی دیوار سد سکندری کی طرح ناقابل عبور ثابت ہوئی۔

Marfat.com

جرجیس کو جب کامیابی کے آثار نظر نہ آئے تو اس نے اپنی فوج میں اعلان کر دیا۔ کہ جو شخص سپہ سالار کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اس کو گرانقدر انعام کے علاوہ میں اپنی خوبصورت اور شیر دل لڑکی بھی دیدوں گا۔

اس اعلان سے ہوس پرستوں میں جوش پیدا ہوا۔ اور جرجیس کی لڑکی حاصل کرنے کی خاطر عیسائی سپاہی سپہ سالار اسلام حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ کا سر قلم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عمرو بن العاص کو اپنی حفاظت کا خاص طور پر انتظام کرنا پڑا اور جب اس کی اطلاع بارگاہ خلافت میں بھیجی گئی تو حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حمایتی فوج کے سپہ سالار بن کر انتہائی سرعت کے ساتھ آپہنچے اور سب سے پہلے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا۔

تعجب ہے کہ آپ جیسے سر رمیدان سیاست اور مدبر کو اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ سوجھی۔ اس کا علاج تو بہت آسان ہے۔ کل ہی اعلانی طرز میں اعلان کر دیا جائے۔ کہ جو شخص جرجیس کا سر قلم کر کے لائے گا اس کو گرانقدر انعام کے علاوہ جرجیس کی پری پیکر لڑکی بھی نذر کی جائے گی۔

حضرت عمرو بن العاص اس رائے سے بہت خوش ہوئے اور یہ اعلان کر دیا گیا۔ اب جو میدان جنگ میں دونوں طرف کی فوجیں صف آرا ہوئیں تو آغاز جنگ کا اشارہ پاتے ہی مسلمانوں نے ایسے جوش و خروش سے حملے کئے کہ عیسائیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور مسلمان مجاہدین دشمنوں کو کاٹ کاٹ کر راستہ صاف کرتے ہوئے جرجیس کی طرف بڑھنے لگے۔ جرجیس کی لڑکی بھی اپنے باپ کے دوش بدوش مقابلہ پر تل ہوئی تھی لیکن تقدیر نے پانسہ جو پلٹا تو جرجیس ایک غازی کے وار سے قتل ہو گیا۔ اور اس کا اعلان ہوتے ہی عیسائیوں کے پاؤں اکھڑنے لگے سارا جوش و خروش کافور ہو گیا۔ بھاگنا چاہا مگر بے سود

Marfat.com

سینکڑوں گرفتار ہوئے اور ان قیدیوں میں جرجیس کی لڑکی بھی پابہ زنجیر ہوگی۔ جشن فتح میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کی تعریف کی اور فرمایا۔

میں جرجیس کا سر قلم کرنے والے مجاہد بھائی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے تاکہ حسب وعدہ انعام سے سرفراز کیا جائے۔

اس اعلان کے بعد کچھ دیر انتظار کی گئی۔ مگر کسی نے آگے بڑھ کر اپنا نام پیش نہ کیا

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بکمال متانت فرمایا۔

کہ کوئی مجاہد بھائی اپنے آپ کو ظاہر کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا اس لئے بہتر ہے کہ جرجیس کی لڑکی سپہ سالار اسلام خود قبول فرمالیں۔

حضرت عمرو بن عاص:۔

افسوس کہ میں بھائی عبداللہ بن زبیر کا مشورہ قبول نہیں کر سکتا۔ میں اس جانباز مجاہد کی حق تلفی جس نے یہ میدان سر کیا ہے۔ نہیں کرنا چاہتا۔ اگر میرا قیاس غلط نہیں تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اس مبارک اقدام کا سہرا عبداللہ بن زبیر ہی کے سر ہونا چاہیئے۔

عبداللہ بن زبیر

آپ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اس میدان کے سر کرنے والا ابھی تک تو آگے بڑھا نہیں۔

مجاہدین!

بھائی عبداللہ! بس اب اظہار حقیقت میں تامل نہ کیجئے آپ کو بے تحاشا جرجیس کی طرف بڑھتے ہوئے ہم سب نے دیکھا ہے۔ بلکہ ہم کو اندیشہ تھا کہ کہیں دشمنوں میں گھر کر آپ شہید نہ ہو جائیں۔ کیوں جناب! جرجیس کا قاتل آپ کے سوا دوسرا کون ہے؟

حضرت عبداللہ!
اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ شہرت و انعام کے لالچ میں نہیں بلکہ اپنا فرض سمجھ کر میں نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ اگر سب بزرگوں کی یہی خواہش ہے تو میں اپنا سر تسلیم خم کرتا ہوں۔
چنانچہ جرجیس کی لڑکی کا آئین اسلامی کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ سے عقد کر دیا گیا۔ اور مجاہدین نے جوش مسرت میں دوگانہ ادا کیا اور بارگاہ خلافت میں اس عظیم کارنامے کی اطلاع دیدی گئی۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ

حضرت عمارؓ اور انکے ماں باپ کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ مکہ کی سخت گرم اور ریتلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف گذر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت فرماتے۔ آخر ان کے والد حضرت یاسرؓ اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے کہ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا اور ان کی والدہ حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں ابوجہل ملعون نے ایک برچھا مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں۔ مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالاں کہ بوڑھی تھیں ضعیف تھیں مگر اس بدنصیب نے کسی چیز کا بھی خیال نہیں کیا۔ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمارؓ کی بنائی ہوئی ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو حضرت عمارؓ نے کہا کہ حضورؐ کے لئے ایک مکان سایہ کا بنانا چاہیئے۔ جس میں تشریف رکھا کریں دوپہر کو آرام فرمایا کریں اور نماز بھی سایہ میں پڑھ سکیں۔ تو قبا میں حضرت عمارؓ نے اول پتھر جمع کئے اور پھر مسجد بنائی لڑائی میں نہایت جوش سے شریک ہوتے تھے۔ ایک

Marfat.com

مرتبہ مزے میں آکر کہنے لگے کہ جاکر دوستوں سے ملیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے ملیں گے۔ اتنے میں پیاس لگی اور پانی کسی سے مانگا۔ اس نے دودھ سامنے کیا اس کو پیا اور پی کر کہنے لگے۔ کہ میں نے حضورؐ سے سُنا کہ تو دنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پیئے گا۔ اس کے بعد شہید ہو گئے۔ اس وقت چورانوے برس کی عمر تھی بعض نے ایک آدھ سال کم بتلائی ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ

غزوہ احد میں حضرت حنظلہؓ اول سے شریک نہیں تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی نئی شادی ہوئی تھی۔ بیوی سے ہم بستر ہوتے تھے۔ اس کے بعد غسل کی تیاری کر رہے تھے اور غسل کرنے کے لئے بیٹھ بھی گئے سر کو دھو رہے تھے کہ ایک دم مسلمانوں کی شکست کی آواز کان میں پڑی جس کی تاب نہ لا سکے۔ اسی حالت میں تلوار ہاتھ میں لی اور لڑائی کے میدان کی طرف بڑھے چلے گئے اور کفار پر حملہ کیا اور برابر بڑھتے چلے گئے کہ اسی حالت میں شہید ہو گئے۔ چونکہ شہید کو اگر جنبی نہ ہو تو بغیر غسل دیئے دفن کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان کو بھی اسی طرح کر دیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ملائکہ ان کو غسل دے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ملائکہ کے غسل دینے کا تذکرہ فرمایا۔ ابو سعید ساعدیؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حنظلہؓ کو جاکر دیکھا تو ان کے سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر تحقیق فرمایا تو ان کے بغیر نہائے جانے کا قصہ معلوم ہوا۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن جموحؓ پاؤں سے لنگڑے تھے ان کے چار بیٹے تھے۔ جو اکثر حضورؐ

Marfat.com

کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے اور لڑائیوں میں شرکت بھی کرتے تھے۔ غزوہ احد میں عمرو بن جموحؓ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جاؤں۔ لوگوں نے کہا کہ تم معذور ہو لنگڑے پن کی وجہ سے چلنا دشوار ہے۔ انہوں نے فرمایا کیسی بری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنت میں جائیں اور میں رہ جاؤں۔ بیوی نے بھی ابھارنے کے لئے طعنہ کے طور پر کہا کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ وہ لڑائی سے بھاگ کر لوٹ آیا عمروؓ نے یہ سُنکر ہتھیار لئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ

(اے اللہ مجھے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائیو)

اس کے بعد حضور رسل اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کے منع کرنے کا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اپنے لنگڑے پیر سے جنت میں چلوں پھروں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے تم کو معذور کیا ہے۔ تو نہ جانے کیا حرج ہے انہوں نے پھر خواہش کی تو آپؐ نے اجازت دے دی۔ ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمروؓ کو لڑائی میں دیکھا کہ اکڑتے ہوئے جاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں جنت کا مشتاق ہوں اُن کا ایک بیٹا بھی ان کے پیچھے دوڑا ہوا جاتا تھا۔ دونوں لڑتے رہے حتیٰ کہ دونوں شہید ہوئے ان کی بیوی اپنے خاوند اور بیٹے کی نعش کو اونٹ پر لاد کر دفن کے لئے مدینہ لانے لگیں تو وہ اونٹ بیٹھ گیا۔ بڑی دقت سے اس کو مار کر اٹھایا اور مدینہ لانے کی کوشش کی مگر وہ احد ہی کی طرف کا منہ کرتا تھا ان کی بیوی نے حضورؐ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹ کو یہی حکم ہے کیا عمرو چلتے ہوئے کچھ کہہ کر گئے تھے انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے یہ اونٹ اس طرف نہیں جاتا۔

Marfat.com

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو مراقبہ میں حکم ہوا کہ یہود کا لباس زیب کر کے دیر سمعان میں جاؤ اور ان کی عید میں شرکت کرو آپ گھبرائے لیکن متواتر اشارے ہوتے رہے آخر آپ وہاں گئے وہاں بڑے بڑے راہب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوتے لیکن وہ تقریر پر قادر نہ ہو سکے آخر خاموش ہو گئے۔ مجمع میں شور ہوا کہ یہ سکوت کیوں ہے ایک راہب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجمع میں کوئی محمدی آگیا ہے لوگوں نے کہا ہمیں بتاؤ تاکہ اسے قتل کر دیں راہب نے کہا کہ بغیر دلیل کے قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ راہب نے کہا اے محمدی میں تجھے تیرے نبی کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو جس جگہ بیٹھا ہے کھڑا ہو جا اگر تو اسلام کے متعلق ہمارے شبہات دور کر دے گا۔ تو ہم تیری اتباع کریں گے اور اگر مطمئن نہ کر سکا تو تجھ کو قتل کر دیں گے۔ آپ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور سوالات کی اجازت دی۔

راہب : بتاؤ کہ وہ ایک ہے جس کا دوسرا نہیں؟

بایزید : ایسا ایک جس کا کوئی ثانی نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

راہب : وہ دو کیا ہیں جنکا تیسرا نہیں؟

بایزید : یہ دونوں رات اور دن ہیں جن کا تیسرا نہیں۔

راہب : وہ تین چیزیں کیا ہیں جن کا چوتھا نہیں؟

بایزید : عرش۔ کرسی۔ قلم

راہب : وہ چار چیزیں بتاؤ جن کا پانچواں نہیں۔

بایزید : توریت، زبور، انجیل، قرآن شریف۔

راہب : وہ پانچ کیا ہیں جن کا چھٹا نہیں۔

Marfat.com

بایزیدؒ:

راہب: وہ چھ کیا ہیں جن کا ساتواں نہیں۔

بایزیدؒ: وہ چھ دن ہیں جن میں آسمان و زمین کی تخلیق ہوئی۔

راہب: ایسی سات چیزیں بتاؤ جن کا آٹھواں نہ ہو؟

بایزیدؒ: سات آسمان

راہب: وہ آٹھ چیزیں کیا ہیں جن کا نواں نہیں؟

بایزیدؒ: حاملان عرش

راہب: وہ نو چیزیں کیا ہیں جن کا دسواں نہیں؟

بایزید: حضرت صالح علیہ السلام کی وہ بستیاں جن میں مفسد آباد تھے۔

راہب: عشرہ کاملہ سے کیا مراد ہے؟

بایزیدؒ: جو شخص حج تمتع کرنے اور قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کو دس روزے رکھنے چاہئیں۔ ان دس ایام کے روزوں سے عشرہ کاملہ مراد ہے۔

راہب: وہ گیارہ بارہ اور تیرہ چیزیں کیا ہیں جن کا خدا نے تذکرہ کیا ہے؟

بایزیدؒ: حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی۔ بارہ مہینے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں تیرہ چیزوں کو سجدہ کرتے دیکھا۔

راہب: وہ کون سی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور دوزخ میں گئے۔

بایزیدؒ: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جھوٹ بولا مگر جنت میں گئے یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کی تکذیب کرنے میں سچے ہیں لیکن دوزخ میں جائیں گے۔

راہب: ان آیات کی تفسیر کیا ہے۔ والذاریات ذروًا۔ فالحملت وقرًا فالجاریات

Marfat.com

سرًا نا فالمقسمت امرًا۔

بایزیدؒ :۔ ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں۔

حاملات سے مراد پانی سے بھرے ہوئے بادل اور

جاریات سے مراد کشتیاں ہیں اور

مقسمات سے مراد فرشتے ہیں جو رزق تقسیم کرتے ہیں۔

راہب :۔ وہ کیا چیز ہے جس کی طرف تنفس کی نسبت کی گئی ہے مگر اس میں روح نہیں ہے۔ مگر پھر بھی تنفس موجود ہے۔

بایزیدؒ :۔ وہ صبح صادق ہے جس میں روح نہیں ہے لیکن تنفس موجود ہے۔

والصبح اذا تنفس

راہب :۔ وہ چودہ چیزیں کیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سے تکلم کا شرف حاصل ہے!

بایزیدؒ :۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں۔

راہب :۔ وہ قبر کون سی ہے جو اپنے مدفون کو لے کر پھری!

بایزیدؒ :۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی

راہب :۔ وہ کون سا پانی ہے جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکالا گیا ہے!

بایزیدؒ :۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو پانی بھیجا تھا وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا۔

راہب عورتوں میں بزرگ ترین عورتیں اور دریاؤں میں سب سے افضل دریا کون سے ہیں!

بایزیدؒ :۔ عورتوں میں حضرت حوا، خدیجہ الکبریٰ، عائشہ، صدیقہ، آسیہ، فاطمہ زہرا، مریم اور دریاؤں میں افضل جیحون، دجلہ، فرات اور نیل ہیں۔

راہب :۔ بزرگ ترین پہاڑ اور بزرگ ترین جزیرے کون سے ہیں!

Marfat.com

بایزید: ۔ جبل طور اور گھوڑے

راہب: ۔ مہینوں میں سے بہتر مہینہ کون سا ہے اور راتوں میں سے بہتر کون سی رات ہے؟

بایزید: ۔ بہتر مہینہ رمضان المبارک اور بہتر رات لیلۃ القدر

راہب: ۔ ایک درخت میں بارہ ٹہنیاں ہیں اور ہر ٹہنی میں ۳۰ پتے اور پتے میں ۵ پھول ۲ دھوپ میں تین پھولوں پر سایہ ہے؟

بایزید: ۔ درخت سے مراد سال ٹہنوں سے مراد ۱۲ مہینے پتوں سے مراد ۳۰ دن پھولوں سے ۵ نمازیں اور ان میں سے ۲ دھوپ میں ظہر اور عصر اور تین سایہ میں مغرب عشاء اور فجر۔

راہب: ۔ وہ چار چیزیں بتاؤ جو نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں اور نہ باپ کی پیٹھ سے گزرے ہوں

بایزید: ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی حضرت آدم و حوا علیہا السلام

راہب: ۔ سب سے پہلے خون جو زمین پر بہا وہ کس کا تھا؟

بایزید: ۔ سب سے پہلا خون ہابیل کا تھا جو قابیل نے بہایا۔

راہب: ۔ وہ کون سی چیز ہے جس کو خدا نے خود ہی پیدا فرمایا اور خرید لیا؟

بایزید: ۔ مومن کا نفس

راہب: ۔ وہ کون سی آواز ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر اس کی برائی بیان کی؟

بایزید: ۔ وہ گدھے کی آواز ہے

راہب: ۔ وہ کونسی مخلوق ہے جس کو خدا نے پیدا کیا اور اس کی عظمت سے خوف دلایا؟

بایزید: ۔ عورت کا مکر

Marfat.com

راہب : وہ کیا ہے جس کو خود ہی پیدا کیا خدا نے اور پھر خود ہی اس کے متعلق سوال کیا ؟

بایزیدؒ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا

راہب : وہ کیا شے ہے جس نے کعبۃ اللہ کا طواف کیا حالانکہ نہ اس میں روح ہے اور نہ اس پر حج فرض ہے ؟

بایزیدؒ : حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب طوفان کی حالت میں جزیرہ عرب میں پہنچی تو خانہ کعبہ کا طواف کیا۔

راہب : اللہ نے کتنے نبی مرسل پیدا کیے اور کتنے غیر مرسل۔

بایزیدؒ : صحیح علم تو اللہ ہی کو ہے لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوتے ہیں جن میں سے ۳۱۳ مرسل باقی غیر مرسل تھے۔

راہب : وہ چار چیزیں کون سی ہیں جن کی اصل تو ایک ہے مگر ان کا رنگ و مزہ مختلف ہے ؟

بایزیدؒ : وہ چار چیزیں آنکھ، کان، ناک اور منہ کی رطوبت آنکھ کا پانی کھارا، منہ کا تھوک میٹھا اور ناک کی رطوبت ترش ہے۔

راہب : گدھا اپنی آواز میں کیا کہتا ہے ؟

بایزیدؒ : لعن اللہ العشار خدا ٹیکس وصول کرنے والے پر لعنت کرے۔

راہب : کتے کی آواز کیا ہے ؟

بایزیدؒ : اہل جہنم پر خدا کے غضب سے ہلاکت نازل ہو۔

راہب : بیل کی تسبیح کیا ہے ؟

بایزیدؒ : سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

راہب : اونٹ کی تسبیح کیا ہے ؟

Marfat.com

بایزیدؒ :۔ حسبنا اللہ وکفی باللہ وکیلا

راہب :۔ طاؤس کی تسبیح کیا ہے ؟

بایزیدؒ :۔ الرحمن علی العرش استوٰی

راہب بلبل کی خوش الحانی کیا ہے !

بایزیدؒ :۔ سبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون

راہب :۔ وہ کیا چیز ہے جس پر خدا نے وحی بھیجی لیکن نہ وہ انسان ہے نہ جن نہ فرشتہ ؟

بایزیدؒ :۔ شہد کی مکھی ۔

اس کے راہب کوئی سوال نہ کیا تو حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اب تو میرے ایک سوال کا سوال کا جواب دیدے کہ جنت کی کنجی کیا ہے !

راہب نے کہا اگر میں نے اس سوال کا صحیح جواب دے دیا تو یہ مجمع مجھے ختم کر دے گا ۔ مجمع کے لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا ہرگز نہیں ۔ ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے ۔ تو صحیح جواب دیدے ۔

راہب نے کہا ۔

پھر سن لو کہ جنت کی کنجی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ راہب کی یہ بات سنکر تمام مجمع نے کلمہ طیبہ پڑھا اور حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر مسلمان ہو گئے ۔

تحفہ

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے کسی شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے ۔ حضرت حسن بصری نے اسی وقت تازہ چھوہارے منگوائے اور ایک طباق میں رکھ کر انہیں اس کے پاس بطور تحفہ بھیجا اور کہلا بھیجا ۔ کہ میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری غیبت کر کے اپنی نیکیوں کو میرے دفتر اعمال میں منتقل کر دیا ہے ۔ آپ

Marfat.com

کے اس احسان کا بدلہ میں چکا نہیں سکتا۔ تاہم یہ حقیر سا تحفہ قبول فرمایئے۔

وہ شخص حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے اس سلوک کو دیکھ کر بڑا شرمندہ ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی چاہنے لگا۔

پرنالہ

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اس مکان کے پڑوس میں ایک یہودی کا مکان تھا۔ اور حضرت مالک بن دینار کا حجرہ اس یہودی کے مکان کے دروازے کے قریب تھا۔ اس یہودی نے ایک پرنالہ بنا رکھا تھا اور ہمیشہ اس پرنالہ کی راہ سے نجاست حضرت مالک کے گھر میں پھینکا کرتا تھا اس نے مدت تک ایسا ہی کیا مگر حضرت مالک نے اس کی شکایت کبھی نہ فرمائی۔ آخر ایک دن یہودی نے خود ہی حضرت مالک سے پوچھا کہ حضرت آپ کو میرے پرنالے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

آپ نے فرمایا

ہوتی تو ہے مگر میں نے ایک ٹوکری اور ایک جھاڑو رکھ چھوڑی ہے جو نجاست گرتی ہے اس سے صاف کر دیتا ہوں۔

اس نے کہا۔

کہ آپ اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں؟ اور آپ کو غصہ کیوں نہیں آتا؟

فرمایا

کہ میرے خدا کا قرآن میں ارشاد ہے کہ جو لوگ غصہ پی لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں وہ بڑے اچھے لوگ ہیں۔

یہودی نے کہا۔ کہ پھر مجھے کلمہ پڑھایئے۔ جو دین ایسی اچھی تعلیم دیتا ہے وہ بھی بڑا اچھا ہے۔

Marfat.com

چور

حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا ایک رات نماز پڑھتے پڑھتے تھک گئیں اتفاقاً اس رات آپ کے گھر کوئی چور گھس آیا اور آپ کے سامان کی گٹھڑی باندھ کر اٹھائی اور چاہا کہ چل دے مگر جب اس نے گٹھڑی اٹھائی تو اندھا ہو گیا۔ اور راستہ نہ پایا۔ گھبرا کر اس نے گٹھڑی رکھ دی۔ گٹھڑی رکھی تو پھر بینا ہو گیا۔ اس نے پھر گٹھڑی اٹھائی۔ اٹھائی تو پھر اندھا ہو گیا۔ غرض دو تین بار ایسا ہی ہوا۔ اور پھر اس نے ہاتف سے ایک آواز سنی۔

کہ اے نادان! اگر ایک دوست سو رہا ہے تو دوسرا دوست جاگ رہا ہے۔

بیوقوف! رابعہ نے اپنے آپ کو جب سے ہمارے سپرد کر رکھا ہے۔ اس وقت سے ہمارے ابلیس کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ اس کے پاس پھٹکے، پھر چور بیچارے کی کیا طاقت ہے کہ اس کے سامان کے پاس پھٹکے۔ پس اے گرہ کٹ! نکل یہاں سے وہ چور یہ آواز سن کر وہاں سے بھاگ گیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم

حضرت ابراہیم بن ادہم تخت شاہی چھوڑنے کے بعد کچھ عرصہ کے لئے کسی باغ کی نگہبانی و حفاظت کے لئے ملازم ہو گئے۔ باغ کے مالک کو اس کا کوئی علم نہ تھا۔ کہ یہ حضرت ابراہیم بن ادہم ہیں۔ ایک دن وہ باغ کا مالک اپنے باغ میں آیا اور حضرت ابراہیم سے کہنے لگا۔ جاؤ کوئی میٹھا انار لے آؤ۔ حضرت ابراہیم گئے اور ایک انار توڑ کر لے آئے مالک نے اُسے چکھا تو وہ کھٹا نکلا۔ اس نے کہا۔ کوئی دوسرا انار لاؤ۔ چنانچہ آپ دوسرا لے آئے مالک نے چکھا تو وہ بھی کھٹا نکلا۔ اس نے کہا۔ کوئی اور لاؤ آپ اور لائے تو وہ بھی کھٹا ہی نکلا۔ آخر مالک نے جھنجھلا کر کہا کہ اتنے دن گذر گئے مگر تمہیں اتنا بھی پتہ نہ چلا کہ انار

Marfat.com

میٹھا کون سا ہے اور کھٹا کونسا؟ کوئی انار چکھ کر میٹھا لایا ہوتا۔ حضرت ابراہیم بولے۔
مگر آپ نے باغ میرے سپرد اس لئے کیا ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں نہ
اس لئے کہ میں اس کے انار کھاؤں اور چکھوں۔

مالک یہ جواب سنکر کہنے لگا۔
واہ سبحان اللہ! اتنے پرہیز گار اور متقی! کوئی جانے کہ آپ ابراہیم بن ادہم
ہیں۔ حضرت ابراہیم یہ بات سن کر فوراً باغ سے نکل گئے۔ اور مالک حیران
رہ گیا اور سوچنے لگا کہ یہ کون تھا۔

کتّا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے ساتھ ایک بہت
تنگ گلی سے گذر رہے تھے کہ آپ نے دوسری طرف سے ایک کتے کو آتے دیکھا۔
جب کتا سامنے آیا تو حضرت بایزید پیچھے مڑ آئے اور کتے کے واسطے راستہ خالی کر دیا۔
آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید کے دل میں یہ بات گذری کہ حق تعالیٰ نے انسان
کو تو بزرگی و شرافت عطا فرمائی ہے اور حضرت بایزید نے باوجود اس سرتبے کے ہم سب
کو اس کتے کے لئے پیچھے موڑ لیا ہے۔ گویا اس کتے کو ترجیح دے دی۔ حضرت بایزید
اس کے اس خدشہ پر مطلع ہو گئے اور اس مرید کو مخاطب کر کے فرمایا۔
کہ اس کتے نے بزبان حال مجھ سے یہ کہا ہے۔ کہ اے بایزید!
یہ سب خدا کی شان ہے کہ اس نے روز ازل میں مجھے کتا بنا دیا۔
اور آپ کو جامۂ انسانی پہنا دیا اور پھر آپ کو سلطان العارفین کی
قبا بھی پہنا دی۔ دیکھئے میں بھی اس کی مخلوق ہوں کتے کی اس
بات سے میں پریشان ہو گیا۔ اور خدائے علیم و کریم کے حضور میں

Marfat.com

میں پیچھے ہٹ گیا اور کتے کے لئے راستہ خالی کر دیا۔

بیوی

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کہیں باہر سفر میں جانے لگے تو اپنی بیوی سے فرمایا۔

کہ میں چار مہینے تک باہر رہوں گا تمہارے واسطے کس قدر خرچ مہیا کر جاؤں؟

انہوں نے جواب دیا۔

کہ جس قدر آپ کو میری زندگی منظور ہے۔

حضرت نے فرمایا

تمہاری زندگی میرے ہاتھ میں تو نہیں۔

بیوی صاحبہ نے جواب دیا

تو میری روزی بھی آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

حضرت حاتم جب چلے گئے تو ایک بڑھیا نے حضرت کی بیوی سے پوچھا۔ کہ حضرت حاتم آپ کے واسطے کتنی روزی چھوڑ گئے ہیں۔

انہوں نے جواب دیا۔

کہ حضرت حاتم تو خود ہی روزی کھانے والے تھے جو کھانے والا تھا وہ چلا گیا اور جو دینے والا ہے وہ یہیں ہے۔

حضرت معروف کرخیؒ کی دُعا

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز ایک جماعت کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ آپ نے دجلہ کے کنارے جوانوں کی ایک جماعت دیکھی جو فسق و فجور میں مبتلا تھے

Marfat.com

آپ ۔ ہمراہیوں نے عرض کی حضور ان کے لئے دعا کیجئے تاکہ خدا تعالیٰ ان سب بدمعاشوں کو غرق کر دے اور ان کی نحوست پھیلنے نہ پائے۔ حضرت معروف نے فرمایا۔

کہ ہاتھ اٹھاؤ میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہنا چنانچہ سب نے ہاتھ اٹھائے اور آپ نے دعا کی کہ الٰہی! جس طرح تو نے ان کو اس جہان میں عیش و عشرت میں رکھا ہے۔ اسی طرح ان کو اس جہاں میں بھی عیش و عشرت عطا فرما۔

آپ کی اس دعا پر ہمراہیوں نے تعجب کیا اور وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔

کہ ذرا ٹھہرو۔ میرا مقصد ابھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اس جماعت کی نظر جونہی معروف کرخی پر پڑی تو انہوں نے اپنے باجے گاجے توڑ پھوڑ ڈالے اور شراب پھینک دی اور زار زار رونے لگے اور سب آکر حضرت کے قدموں پر گر گئے اور سچے دل سے تائب ہو گئے۔ حضرت معروف نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا۔

کہ دیکھ لیا تم نے؟ کہ مراد حاصل ہو گی بغیر اس کے کہ یہ غرق ہوں یا انہیں کوئی تکلیف پہنچے۔

شمع

ایک رات حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شمع دان روشن تھی جو ہوا کے ایک جھونکے سے بجھ گئی۔ حضرت نے رونا شروع کر دیا۔ مریدوں نے عرض کیا۔

حضور! شمع پھر روشن کر دیتے ہیں۔

آپ رو رہے کیوں ہیں

آپ نے فرمایا

Marfat.com

میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ شمع کیوں بجھ گئی میں اس خیال سے رونے لگا ہوں کہ ایمان کی شمع اور توحید کا جو چراغ سینوں میں روشن ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی کی ہوا چلے تو یہ شمع بھی گل ہو جائے۔

بدگمانی

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو سوال کر رہا تھا۔ حضرت جنید کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص تندرست ہو کر سوال کر رہا ہے۔ حالانکہ خود کما بھی سکتا ہے۔ شب کو سوتے تو خواب میں دیکھا کہ ایک خوان سرپوش سے ڈھکا ہوا سامنے رکھا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ کھاؤ۔ حضرت جنید نے سرپوش اٹھایا تو دیکھا وہی سائل درویش اس میں رکھا ہوا ہے۔ جنید فرمانے لگے۔

کہ میں مردہ خور تو نہیں ہوں

لوگوں نے جواب دیا۔

تو پھر آپ نے اس درویش کو دن کے وقت کیوں کھایا تھا؟

جنید فرماتے ہیں

میں سمجھ گیا کہ شاید یہ اشارہ اسی میرے دلی خیال کی طرف ہے پس میں مارے ہیبت کے جاگ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس درویش کی تلاش میں نکلا دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے بیٹھا ہوا ہے اور ساگ جو لوگ دھو کر چلے گئے ہیں۔ اس کے ٹکڑے پانی سے چن چن کر کھا رہا ہے۔ میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے سر اٹھایا اور کہا۔

اے جنید! میرے حق میں جو تمہارے دل میں خیال آیا تھا۔ اس سے توبہ کر لی؟

میں نے کہا ہاں! کہنے لگا اب جاؤ وہ اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی۔ یعنی

Marfat.com

خدا اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے۔
جنید! اب دل کی حفاظت کرنا۔

مقام شکر

حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ بازار میں سے گزر رہے تھے کہ کسی گستاخ نے راکھ سے بھرا ہوا ایک طباق اپنے کوٹھے سے آپ کے سر پر پھینک دیا۔ آپ کے مرید اس گستاخی پر برہم ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

کہ یہ غصہ کا مقام نہیں۔ بلکہ یہ تو مقام شکر ہے کہ جو شخص اس قابل تھا کہ اس کے سر پر آگ ڈالی جائے ذرا سی راکھ ڈال کر اس کو کہہ دیا گیا کہ بدلہ ہو گیا۔ سو میں تو شکر کر رہا ہوں کہ اللہ نے آگ کی بجائے راکھ پر معاملہ ختم کر دیا۔

والدہ نے فرمایا

حضرت غوث اعظمؒ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کو علم کا اور مقبولان حق کی صحبت کا شوق پیدا ہوا آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ امی جان!
مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں بغداد جا کر علم دین حاصل کروں۔

والدہ نے فرمایا

بیٹا! جاؤ اجازت ہے اور پچاس دینار لا کر حضور غوث اعظم کو دیئے کہ لو یہ اپنے خرچ کے لیے ساتھ لیتے جاؤ۔

حضور غوث اعظمؒ نے وہ دینار لے لئے اور ایک بڑے میں سی کر کے ساتھ باندھ لئے اور بغداد جانے کے لئے تیار ہو گئے والدہ نے رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

کہ بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے ہمیشہ کنارہ کش رہنا۔

حضور غوث اعظمؒ والدہ سے رخصت پا کر ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کو چل دیئے یہ قافلہ ایک جنگل میں پہنچا تو ساٹھ گھوڑے سوار ڈاکوؤں نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ کو لوٹنا شروع کر دیا۔ ایک ڈاکو حضور غوث اعظمؒ کے پاس بھی آیا اور کہا۔

او فقیر لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے؟

غوث اعظمؒ نے فرمایا

ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

ڈاکو نے پوچھا۔ کہاں ہیں؟

فرمایا۔ یہ کمر میں بندھے ہیں۔

ڈاکو نے اس بات کو مذاق سمجھا اور چلا گیا۔

پھر دوسرا ڈاکو آیا۔ اور اس نے بھی آپ سے یہی سوال کیا۔ اور آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا۔ اور وہ بھی مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ پھر تیسرا ڈاکو آیا اور اس سے بھی یہی سوال و جواب ہوا۔ اسی طرح متعدد ڈاکوؤں نے آپ سے یہی سوال کیا تو آپ نے بھی سے فرمایا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

ڈاکوؤں کو کچھ شک گذرا تو وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آئے ڈاکوؤں کے سردار نے بھی آپ سے یہی سوال کیا۔

کہ کیوں اے فقیر لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے!

آپ نے فرمایا!

کہاں ہے!

سردار نے پوچھا۔

کیا ہے!

Marfat.com

فرمایا : چالیس دینار ۔

سردار نے پوچھا

کہاں ہیں ؟

فرمایا۔ یہ کمر کے ساتھ بندھے ہیں۔

سردار نے آگے بڑھ کر تلاشی لی تو واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ ڈاکوؤں کا سردار بڑا حیران ہوا کہ اس لڑکے نے اپنا مال بتایا کیوں ؛ جب کہ ڈاکوؤں سے مال چھپایا جاتا ہے۔ چنانچہ ڈاکوؤں کے سردار نے بڑے تعجب کے ساتھ حضور غوث اعظمؒ سے پوچھا۔

کہ لڑکے تم نے یہ مال ہم سے چھپایا کیوں نہیں۔ اور صاف صاف بتا کیوں دیا ؛

آپ نے فرمایا

کہ میری والدہ نے مجھ سے سچ بولنے کا وعدہ لیا تھا۔ اس لئے میں نے سچ ہی بولا اور سچ ہی بولتا رہوں گا تاکہ والدہ کے ساتھ وعدہ شکنی نہ ہو جائے۔

ڈاکوؤں کے سردار نے یہ بات سنی تو چیخ مار کر رونے لگا اور کہا۔

کہ افسوس ! یہ لڑکا تو اپنی والدہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کی اتنی پاسداری کرے اور میں جو اپنے رب سے وعدہ کر کے آیا ہوں آج تک اسے نبھا نہ سکا۔

اے لڑکے ! ادھر لا ہاتھ ! میں تیرے ہاتھ پر آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں یہ کہہ کر اس نے سچے دل سے توبہ کی اور پھر اپنے ماتحت ڈاکوؤں سے کہا۔

کہ جاؤ بھئی : میرے ساتھ اب تمہارا کوئی واسطہ نہیں۔

ان ڈاکوؤں نے جواب دیا۔

آپ ہمارے سردار ہی رہیں گے اور ہم اس طرح کریں گے جس

Marfat.com

بُرے کام سے توبہ کرتے ہیں اور اب ہم توبہ کرنے والوں میں بھی آپ
ہی ہمارے سردار ہیں۔ چنانچہ ان سب نے بھی سچے دل سے توبہ کی اور
لوٹا ہوا مال واپس کر کے آئندہ اچھی اور شرعی زندگی گزارنے لگے

اندھا سانپ

ڈاکوؤں کا ایک گروہ ڈاکہ زنی کے لئے ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں کھجور کے
تین درخت تھے ان درختوں میں سے ایک درخت خشک تھا اور دو پھلدار تھے۔ ڈاکو
وہاں آرام کے لئے لیٹے تو ڈاکوؤں کے سردار نے دیکھا کہ ایک چڑیا پھل دار درخت سے
اڑ کر خشک کھجور پر جا بیٹھتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے پھر اڑتی ہے اور پھلدار
درخت پر جا بیٹھتی ہے اور وہاں سے اڑ کر پھر اسی خشک درخت پر آ بیٹھتی ہے۔ اسی طرح
اس نے کئی چکر لگائے۔ سردار نے یہ دیکھا تو تجسس کے لئے خشک درخت پر چڑھا
اوپر جا کر دیکھا کہ ایک اندھا سانپ سب سے بلند ٹہنی پر لپٹا بیٹھا ہے اور منہ کھولے
ہوئے ہے وہ چڑیا اس کے لئے کچھ لاتی ہے اور اس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ سردار
نے یہ دیکھا تو متاثر ہوا اور وہیں کہنے لگا۔

الٰہی! یہ ایک موذی جانور ہے جس کے رزق کے لئے تو نے ایک چڑیا
مقرر فرما رکھی ہے پھر میرے لیے جو اشرف المخلوقات میں سے ہوں۔ یہ
ڈاکہ زنی کب مناسب ہے؟ یہ کہا۔ تو اس نے ہاتف کی یہ آواز سنی کہ،
"میری رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اب بھی توبہ کر لو تو میں قبول
کر لوں گا"

سردار نے یہ آواز سنی۔ تو رونے لگا اور نیچے اتر کر اس نے اپنی تلوار توڑ ڈالی اور
چلانے لگا۔

Marfat.com

کہ میں اپنے گناہوں سے باز آیا۔ باز آیا۔ الٰہی!
میری توبہ قبول فرمالے۔
آواز آئی۔
"ہم نے تمہاری توبہ قبول کر لی"
سردار کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا۔ تو دریافت کیا۔
کہ بات کیا ہے؟
سردار نے سارا واقعہ سنایا۔ تو وہ سب بھی رونے لگے اور کہنے لگے۔ کہ ہم بھی اپنے اللہ سے معافی مانگتے ہیں چنانچہ انہوں نے بھی سچے دل سے توبہ کی اور بارادہ حج سارے مکہ مکرمہ کو چل پڑے۔
تین دن کی مسافت کے بعد ایک گاؤں میں پہنچے تو وہاں ایک نابینا بڑھیا دیکھی جو اس "سردار" کا نام لے کر پوچھنے لگی۔
کہ اس جماعت میں وہ بھی ہے۔
سردار آگے بڑھا اور کہنے لگا۔
کہ ہاں اے ضعیفہ ہے اور وہ میں ہوں۔ کہو کیا بات ہے؟
بڑھیا اٹھی۔ اور اندر سے کپڑے نکال لائی اور کہنے لگی چند روز ہوئے میرا ایک فرزند انتقال کر گیا ہے یہ اس کے کپڑے ہیں۔ مجھے تین رات متواتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر تمہارا نام لے کر ارشاد فرمایا ہے۔
کہ وہ آرہا ہے یہ کپڑے اسے دینا۔
لہٰذا اے مرد خوش نصیب! یہ اپنی امانت لو۔
سردار یہ سنکر عالم وجد میں آگیا اور وہ کپڑے پہن کر مکہ معظمہ حاضر ہوا اور اللہ کے مقبولوں میں شمار ہونے لگا۔ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

لونڈی کی قیمت

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ بصرے کے بازار سے گزر رہے تھے۔ آپ نے لونڈی کو دیکھ کر اس کے مالک سے اس کی قیمت پوچھی۔ وہ کہنے لگا۔

آپ درویش آدمی ہیں آپ اس کی قیمت نہ دے سکیں گے۔

حضرت مالک بن دینار نے فرمایا

کہ یہ بیچاری کیا مال ہے۔ میں نے بڑی بڑی گراں قدر لونڈیوں کا بیعنامہ دے رکھا ہے۔ اس لونڈی کی قیمت تو میرے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ اگر کچھ ہے تو کھجور کی دو گٹھلیاں ہیں اور وہ اس لئے کہ اس لونڈی میں بہت سے عیب ہیں۔ دو دن عطر نہ لگائے تو بدن اور کپڑوں سے بدبو آنے لگے۔ سواک نہ کرے تو گندہ دہن ہو جائے۔ کنگھی چوٹی سے غافل رہے تو سر میں جوئیں پڑ جائیں زیادہ عمر والی ہو کر بڑھیا کہلانے لگے۔ کسی مہینے میں حیض اور کسی وقت نجاست سے خالی نہیں۔

بھائی جان! میں نے ان لونڈیوں کا بیعنامہ دے رکھا ہے جو کافور و مشک اور سراسر نور سے پیدا ہوئی ہیں جنکا لعاب دہن دریائے شور کو میٹھا کر دے جن کا تبسم مردہ کو زندہ کر دے جن کا چہرہ چشمۂ آفتاب کو گدلا اور جن کا حلّہ جہان کو معطر کر دے اور جن کی صفت حُوْرٌ مَقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ ہے

اس شخص نے پوچھا۔

کہ ایسی حسین و جمیل لونڈیوں کی کیا قیمت ہے۔

حضرت مالک نے فرمایا

ترک خواہشات نفسانی اور رات کو دو رکعتیں پڑھ لینا اس شخص نے اپنے تمام غلام اور لونڈیوں کو آزاد کر دیا اور خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا کر گوشہ نشین

Marfat.com

ہو گیا۔

وعدہ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ایک دفعہ جہاد کو گئے۔ اس میں آپ ایک کافر سے جنگ کر رہے تھے کہ نماز کا وقت قریب آگیا۔ آپ نے کافر سے مہلت چاہی اور نماز ادا کی پھر جب اس کافر کی عبادت کا وقت ہوا تو اس نے بھی مہلت چاہی۔ جب وہ بت کیطرف عبادت کے واسطے متوجہ ہوا تو عبداللہ مبارکؒ نے سوچا کہ اس وقت اس پر حملہ کردوں تو فتح پالوں گا۔ چنانچہ آپ نے تلوار کھینچی اور اس پر حملہ کرنے کی خاطر اس کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک آواز سنی۔

کہ اے عبداللہ! ۔ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ط

یعنی عہد پورا کرو کہ اس سے سوال کیے جاؤ گے۔

عبداللہ بن مبارک رونے لگے۔ اس کافر نے جو عبداللہ بن مبارکؒ کو دیکھا کہ تلوار کھینچے ہوئے رو رہے ہیں۔ تو وجہ پوچھی۔ آپ نے سارا قصہ سنایا تو اس کافر نے ایک چیخ ماری اور کہا۔

بڑے شرم کی بات ہے کہ ایسے خدا کی نافرمانی کروں جو دشمن کی خاطر اپنے دوست پر عتاب کر رہا ہے۔ اور پھر مسلمان ہو گیا۔

صلح

حضرت عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رات اللہ سے یہ دعا کی۔

کہ اے اللہ! مجھے بتادے کہ کل جنت میں میرا ساتھی کون ہوگا؟ تیری

Marfat.com

رات مجھے ہاتف سے ایک آواز آئی کہ تمہاری جنت میں ساتھی میمونہ
ولیہ ہوگی۔ جو کوفہ میں رہتی ہے۔
میں کوفہ گیا اور میمونہ کا دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ، تو ایک ویرانی عورت
ہے جو ہماری بکریاں چرانے جایا کرتی ہے اور شام کو واپس آتی ہے۔
میں نے چراگاہ کا پتہ لیا اور شہر سے باہر جنگل میں نکلا دیکھتا کیا ہوں کہ میمونہ نماز
پڑھ رہی ہے اور بکریاں اور کچھ بھیڑیئے ملے جلے پھر رہے ہیں۔ نہ بکریاں بھیڑیوں سے
ڈرتی ہیں اور نہ بھیڑیئے بکریوں پر حملہ کرتے ہیں۔ میں وہاں بیٹھ گیا اتنے میں
میمونہ نے سلام پھیرتے ہی کہا۔
اے عبداللہ وہ وعدہ تو جنت میں ملنے کا ہے۔ یہاں نہیں۔ میں نے کہا تمہیں
میرا نام کس نے بتایا اور بولی جس نے تمہیں میرا پتہ بتایا۔ میں نے کہا یہ تو بتاؤ۔ کہ ان بھیڑیوں
نے بکریوں سے صلح کب سے کر لی ہے۔ اس نے کہا۔
جب سے میمونہ نے اپنے خدا سے صلح کر لی ہے۔

عارف

ایک عارف نے ایک مغرور شخص کو گھوڑے پر سوار دیکھ کر از راہ تعجب اس
سے پوچھا۔
کہ بھئی اتنا کیوں اکڑتے ہو۔
اس نے کہا
میں بادشاہ کا خاص معتمد علی صاحب اور اس کی خلوت کا مونس ہوں وہ سوتا
ہے تو پہرہ میں دیتا ہوں اسے بھوک لگتی ہے تو پانی میں پلاتا ہوں اور رات کو
رات پر بھلا ناز ہے۔ کہ بادشاہ ہر روز دن میں تین مرتبہ مجھے پیار سے دیکھ لیتا ہے۔

Marfat.com

عارف نے پوچھا

اور اگر تم سے کسی کام میں غفلت یا خطا ہو جائے تو کیا ہوتا ہے۔

وہ بولا۔

کوڑے لگتے ہیں اور مارا جاتا ہوں۔

عارف نے فرمایا

اگر یہ بات ہے تو پھر فخر و ناز تو مجھے تم سے بڑھ کر کرنا چاہیئے کیونکہ میں جس بادشاہ کا غلام ہوں وہ مجھے خود کھلاتا پلاتا ہے سو جاؤں تو میری حفاظت کرتا ہے اور تنہائی میں میرا مونس بن جاتا ہے اور مجھ سے کوئی غفلت ہو خطا ہو جائے تو معاف کر دیتا ہے اور ہر روز دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ نظر رحمت سے مجھے دیکھتا ہے۔ وہ بادشاہی غلام اس جواب سے متاثر ہوا اور گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور کہا مجھے بھی اس بادشاہ کا غلام بنا لیجیے۔

پانی

خلیفہ مامون الرشید ایک مرتبہ جنگل میں شکار کے لئے جا رہا تھا ایک گنوار پانی کی ایک مشک بھر کر لشکر میں لایا۔ اور خلیفہ سے کہنے لگا میں آپ کے لئے نہایت سرد اور شیریں پانی تحفہ میں لایا ہوں۔ مامون نے پیا تو سخت بدبودار اور کڑوا پانی تھا مگر اپنے اخلاق کی وجہ سے مامون نے کچھ نہ کہا بلکہ یہ کہا کہ واقعی ہم نے ایسا پانی آج تک نہیں پیا تھا۔ اچھا یہ پانی ہمارے برتن میں ڈال دو اور خزانچی کے پاس جا کر اپنی مشک اشرفیوں سے بھر لو۔ اور فوراً یہاں سے واپس اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ اس کے چلے جانے کے بعد مصاحبوں نے پوچھا

کہ پانی جب اتنا سخت کڑوا تھا۔ تو آپ نے اس سے کیوں نہیں کہا اور

کیوں پیا؟ اور پھر اُسے انعام بھی کیوں دیا؟ اور اس میں کیا مصلحت تھی کہ اسے آگے جانے سے روک دیا؟

ماموں نے کہا۔

کہ وہ بڈو بڑے شوق سے اتنی دور سے کسی جوہڑ سے میرے لئے پانی بھر کر لایا تھا میں اس سے پانی کے کڑوے ہونے کی کیا شکایت کرتا جب اس نے کٹورہ مجھے دیا تو مجھے شرم آئی کہ میں اسے نہ پیوں۔ کیونکہ اس طرح غریب کی دلشکنی ہوتی۔ انعام اس لئے دیا کہ بیچارہ انعام کے لالچ ہی میں تو اتنی دور سے مشک بھر کر لایا تھا۔ میں نے اُسے آگے جانے سے اس لئے روکا کہ اگر یہ بغداد جا کر دریائے دجلہ کا پانی پیئے گا تو اپنے دل میں شرمندہ ہوگا۔

حلوہ

ایک عیسائی اور ایک یہودی اور ایک مسلمان کہیں جا رہے تھے چونکہ رمضان شریف کا مہینہ تھا اس لئے مسلمان کا روزہ تھا چلتے چلتے سورج غروب ہونے کو آیا تو رات گزارنے کے لئے یہ تینوں ایک گاؤں میں پہنچے اور ایک مسجد میں چلے گئے مسجد کے ایک پڑوسی نے جنوں کو مسلمان اور روزہ دار سمجھ کر بہت سا حلوہ پکایا اور ایک برتن میں ڈال کر لے آیا اور کہا لو بھائیو! روزہ افطار کرو حلوہ دیکھ کر عیسائی اور یہودی نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارا یہ مسلمان ساتھی روزہ سے تھا۔ اگر حلوہ اس وقت کھایا تو یہ بہت سا حلوہ کھا جائے گا کوئی ایسی ترکیب کریں کہ حلوہ اس وقت تو محفوظ رکھ دیں اور صبح اٹھ کر کھائیں۔ اس مسلمان ساتھی کا صبح کا روزہ ہوگا اور ہم دونوں مزے سے سارا حلوہ کھا لیں گے۔ چنانچہ دونوں نے اس مسلمان کو بلایا اور کہا۔

کہ ہمارا ارادہ ہے کہ حلوہ اس وقت سنبھال کر رکھدیں اور صبح اٹھ کر تینوں اپنا اپنا خواب سنائیں گے رات کو جس نے سب سے اچھا خواب دیکھا ہو گا سارے حلوے کا وہی مالک ہو گا۔

مقصد یہ کہ خوابوں کی الجھن میں اسے الجھاؤ۔ صبح تو اس کا روزہ ہو گا ہی حلوہ بہرحال ہمارے کام ہی آئے گا۔

مسلمان نے کہا

مجھے منظور ہے۔

اس فیصلہ کے بعد حلوہ کو سنبھال کر ایک کونے میں رکھ دیا گیا اور تینوں سو گئے سحری کا وقت ہوا تو مسلمان حسب معمول اٹھا اور دیکھا کہ اس کے دونوں ساتھی گہری نیند سو رہے ہیں اس نے حلوہ کا برتن اٹھایا اور سارا حلوہ کھا گیا اور روزہ کی نیت کر کے پھر سو گیا ہے۔ صبح عیسائی اور یہودی جاگے تو حلوہ کی تلاش میں ایک جگہ بیٹھ کر مسلمان کے سامنے اپنا اپنا خواب بیان کرنے لگے۔ یہ خواب محض حلوے کی لالچ میں انہوں نے گھڑ لئے تھے۔ یہودی بولا۔

کیا پوچھتے ہو بھائی! رات کو میرے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام خواب میں تشریف لائے تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھ چل میرے ساتھ کوہ طور پر۔ چنانچہ میں اپنے پیغمبر کے ساتھ کوہ طور پر چلا گیا اور کوہ طور کی خوب سیر کی اس سے بہتر خواب بھلا اور کیا ہو گا۔ لہذا حلوہ میں کھاؤں گا۔

عیسائی بولا۔

سنو! میاں رات کو میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی میرے پاس تشریف لائے تھے اور آپ نے مجھ سے فرمایا اٹھ میرے امتی! چل میرے ساتھ آسمان پر جہاں میں رہتا ہوں۔ چنانچہ میں اپنے پیغمبر کے ساتھ آسمان پر چلا گیا۔ کوہ طور تو آخر زمین پر ہی ہے نا۔ میں تو آسمان سے ہو کر آیا ہوں۔ لہذا حلوہ میں کھاؤں گا۔

اب مسلمان کا نمبر آیا تو وہ بولا

بھئی سحری کا وقت ہوا تو میرے پیغمبر حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی میرے پاس تشریف لائے تھے اور آپ نے تشریف لاتے ہی مجھ سے فرمایا۔

کہ اٹھ! اے میرے امتی! صبح کو تو نے روزہ رکھنا ہے اٹھ کر سحری کھا۔ حلوہ موجود ہے۔ یہی کھالو۔ چنانچہ میں اٹھا اور حکم پیغمبری کی تعمیل میں مجھے حلوہ کھانا پڑا۔ اور میں نے وہ سارا حلوہ کھالیا۔

عیسائی و یہودی یہ خواب سنکر حیران رہ گئے اور بولے۔

تو کیا سچ مچ تم حلوہ کھا گئے؟

اس نے کہا

تو کیا کرتا پیغمبر کا حکم نہ مان کر کافر ہوتا

وہ بولے

تو یار ہمیں بھی بلا لیتے۔

مسلمان نے کہا۔

میں نے تو بہت آوازیں دیں تھیں مگر تم میں سے ایک کوہ طور پر تھا ایک آسمان پر سنتا ہی کوئی نہ تھا۔ ناچار اکیلے ہی کھانا پڑا۔

علم اور فخر

قاضی ابوبکر بن عربی حضرت امام غزالی علیہ الرحمتہ سے علم حاصل کر کے اپنے وطن کو واپس جا رہے تھے اور ایک کشتی پر بیٹھے ہوئے دریا عبور کر رہے تھے اچانک دریا کی موجوں میں طوفان سا پیدا ہوا۔ اور کشتی ڈگمگانے لگی۔ قاضی ابوبکر نے دریا کو مخاطب کیا۔

خبردار! اے دریا! تجھ پر سے تیرے ہی مثل ایک دریا جا رہا

Marfat.com

ہے (قاضی صاحب نے اپنے علم پہ فخر کرکے اپنے آپ کو دریا کہا۔)
اتنے میں عجیب شکل کا ایک جانور دریا سے ظاہر ہوا اور کشتی روک کر کھڑا ہو گیا
اور پوچھنے لگا۔

کہ اگر تم اتنے ہی بڑے عالم ہو تو بتاؤ جس عورت کے شوہر پہ عذاب مسخ
نازل ہو اور وہ مسوخ ہو جائے تو وہ عورت کتنے دن عدت گزارے؟

قاضی ابو بکر لاجواب ہو گئے اور وہیں سے پھر واپس ہو گئے تاکہ حضرت امام غزالی سے
یہ مسئلہ پوچھ کے آئیں۔ چنانچہ امام غزالی کے پاس پھر پہنچے اور وہی مسئلہ پوچھا تو امام
غزالی نے جواب دیا۔

کہ اگر وہ شخص مسوخ ہو کر کسی حیوان کی شکل میں چلا گیا ہے تو عورت پر طلاق
کی عدت لازم ہو گی۔ اس لئے کہ اس شخص کی روح باقی ہے اور اگر وہ مسوخ
ہو کر پتھر بن گیا ہے تو عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔ اس لئے کہ
روح بھی بدن سے جدا ہو گی۔ یہ جواب معلوم کر کے قاضی صاحب پھر واپس
ہوئے اور اسی دریا سے گزرے تو وہی جانور پھر ملا اور قاضی صاحب
نے اُسے جواب سنایا تو اس نے کہا۔

جناب! دریا اگر ہے تو غزالی ہے آپ نہیں۔

مرنے کو جی کیوں نہیں چاہتا

سلیمان بن عبدالملک نے ایک مرتبہ حضرت ابو حازم علیہ الرحمۃ سے پوچھا
کہ "ہم مرنے سے ڈرتے کیوں ہیں؟"
تو آپ نے جواب دیا
اس لئے کہ تم نے دنیا آباد کر لی اور عاقبت برباد کر لی، پس آبادی سے

Marfat.com

نکل کر ویرانے کو جانے پر کس کا دل چاہتا ہے؟

سلیمان نے پھر پوچھا

کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے پیش ہونے کی کیا صورت ہو گی؟

تو آپ نے جواب دیا۔

کہ نیک آدمی تو یوں پیش ہو گا جیسے کوئی گم شدہ آدمی گھر لوٹے اور گھر والوں سے خوشی خوشی ملے اور بُرے آدمی کی مثال یوں ہو گی جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام پکڑا جائے اور اُسے اُس کے آقا کے حضور پیش کیا جائے اور لرزتا کانپتا اور ڈرتا ہوا پیش ہو۔

مشترک راستہ

حضرت ابو اسحاق شیرازی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک کتا آتا ہوا نظر آیا۔ مریدن نے آگے بڑھ کر کتے کو دھتکارا۔ حضرت نے فرمایا

اسے مت دھتکارو۔ کیونکہ راستہ ہم میں اور اس میں مشترک ہے۔

حافظ قرآن

حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے قزاق تھے ایک رات وہ اپنے غلام کی گود میں سر رکھے سو رہے تھے کہ دفعتاً ایک قافلہ ظاہر ہوا۔ قافلہ والوں نے جب راہ میں فضیل کو دیکھا تو ڈر گئے اور کہنے لگے۔

کہ اب ہم کیا کریں فضیل قزاق وہ راستے میں موجود ہے۔ قافلہ میں شخص حافظ قرآن اور قاری بھی تھے۔ کہنے لگے ٹھہرو ہم اس پر تین تیر برساتے

Marfat.com

ہیں۔ ممکن ہے وہ اثر کر جائیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے تیر پھینکا اور یہ آیت پڑھی۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

کیا ایمان داروں پر وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر الٰہی سے ان کے دل کپکپا اٹھیں۔

فضیل نے یہ آیت سنی تو لرز گئے اتنے میں دوسرے نے یہ آیت پڑھی۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔

اللہ کی طرف رجوع کرو میں اس کی طرف سے تمہیں ڈراتا ہوں۔

یہ آیت سنکر فضیل چیخ مار کر رو دیئے۔ اتنے میں تیسرے نے یہ آیت پڑھ دی

وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔

اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور عذاب ٹوٹ پڑنے سے پہلے پہلے مان جاؤ کیونکہ اس وقت تمہیں مدد نہ ملے گی"

اب تو فضیل بے قابو ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے یہاں سے سب پلٹ جاؤ۔ میں اپنی کرتوتوں پر نادم ہوں میرے دل میں خوف الٰہی گھر کر گیا ہے یہ کہہ کر مکہ معظمہ کو روانہ ہو گئے اور سچے دل سے تائب ہو کر اللہ کے ولیوں میں شمار ہونے لگے۔

قید

ایک رند مشرب شاعر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور کہا۔

مولوی بابا! شراب پلوا۔

Marfat.com

شاہ صاحب نے ایک روپیہ اس کی نظر کیا اور فرمایا
جو چاہو سو کھاؤ۔ تم کو اختیار ہے۔
وہ بولا۔
کہ ہم نے آپ کا بڑا نام سنا تھا لیکن آپ تو قید میں ہیں۔
شاہ صاحب نے فرمایا
کہ شاہ جی کیا آپ قید میں نہیں ہیں
کہا کہ، نہیں
آپ نے فرمایا
کہ تم اگر کسی روش کی قید میں نہیں ہو تو آج غسل کرو اور جبہ پہن اور عمامہ باندھ کر مسجد میں چلو اور نماز پڑھو ورنہ جیسے تم رندی کی قید میں مبتلا ہو اسی طرح ہم شریعت غرا کی قید میں پابند ہیں تمہاری آزادی ایک خیال خام ہے۔
یہ سنکر وہ چپ ہو گیا اور شاہ صاحب کے قدم پکڑ لئے کہ درحقیقت میرا خیال غلط تھا جو آزادی کا دم بھرتے تھے اور آئندہ کے لئے رندی مشرب سے تائب ہو گیا۔

پرانا کپڑا

حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرتبہ دہلی کے لوگ حاضر ہوتے اور عرض کی۔
حضور! دہلی میں کئی روز سے بارش نہیں ہوئی لوگ بڑے پریشان ہیں۔ دعا کیجئے بارش ہو۔
حضرت نظام الدین منبر پر چڑھے اور اپنی والدہ کے دامن کا ایک پرانا کپڑا بغل

سے نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھ کر یوں دعا مانگی۔

الٰہی! بحرمت اس کپڑے کے جو دامن ایک ضعیفہ کا ہے جس پر ہرگز
کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی تو مینہ برسا دے۔

قدرت الٰہی سے اسی وقت بادل نمودار ہوتے اور بارش ہونے لگی۔

روپیہ

حضرت احمد ایک بزرگ تھے ان کی عادت تھی کہ وہ قرض لے لے کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ ان کے ذمہ بہت قرض ہو گیا۔ جب آپ کا آخری وقت آیا تو قرض خواہ آکر جمع ہو گئے اور ہر ایک اپنے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپ سب کو بٹھاتے جاتے اور فرماتے بیٹھ جاؤ ابھی تمہارا قرض ادا کرتا ہوں۔ وہ کہتے۔

حضرت آپ تو مر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارا قرض آپ کیسے ادا کریں گے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک حلوائی یتیم لڑکا حلوے کی سینی لئے ہوئے پکارتا ہوا گزرا "حلوہ لے لو۔ حلوہ لے لو"

آپ نے اس کو بلوایا اور سب حلوہ اس سے خرید لیا اور ان قرض خواہوں سے کہا۔

لو یہ حلوہ کھاؤ چنانچہ ان سب نے وہ حلوہ کھایا۔

اور جب اس یتیم لڑکے نے حلوے کے دام مانگے تو فرمایا

تم بھی انہیں کے ساتھ بیٹھ جاؤ یہ بھی میرے قرض خواہ ہیں۔ اب ایک تم ہی ہو

یتیم لڑکا یہ بات سنکر بولا۔

کہ میں تو یتیم ہوں۔ بیوہ ماں سے جا کر کیا کہوں گا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک رئیس مرید آیا اور اس نے کئی ہزار روپیہ نذرانہ حاضر

کیا آپ نے فوراً سب کا قرض ادا کر دیا۔ ایک خادم نے پوچھا۔
کہ حضرت اس میں کیا حکمت تھی کہ آپ نے مرتے ہوئے بھی ایک یتیم
لڑکے سے قرض لے لیا۔

فرمایا

کہ مجھے علم تھا کہ اللہ کی رحمت کو جوش دلانے کے لئے کسی کے رونے کی ضرورت ہے جب تک کوئی دل سے روئے گا نہیں اللہ کی رحمت جوش میں نہ آئے گی اور ان سارے قرض خواہوں میں کوئی رونے والا نہ تھا سب خاموش ہی بیٹھے تھے اس لئے میں نے اس یتیم لڑکے کو رلانے کی یہ ترکیب کی جو کامیاب ہوئی وہ رویا تو دیکھ لو جھٹ روپیہ آگیا۔

معطر لباس

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں آپ نے ایک امیر شخص کو دیکھا جو زرق برق اور معطر لباس پہنے اپنے خدم و حشم کے ساتھ بادشاہ کے دربار میں جا رہا تھا۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے اس امیر آدمی کو مخاطب فرما کر فرمایا۔

کہ اے امیر شہر! تو کیا کر رہا ہے۔
اس نے کہا۔
میں بادشاہ کے دربار میں جا رہا ہوں۔
آپؒ نے فرمایا
ذرا غور کر کہ تو نے جو شاندار اور معطر لباس پہنا ہے صرف اس لئے کہ بادشاہ کے دربار میں حضوری کے وقت تو پھٹے پرانے بوسیدہ اور

بد بودار لباس سے شرمندہ ہو حالانکہ وہ بادشاہ بھی تیری طرح ایک انسان ہے اب سوچ تو! کہ یہ گناہوں کی کثرت اور نافرمانی کی گندگی سے جو تو نے اپنی روح کو ملوث کر رکھا ہے تو کل قیامت کے روز انبیاء و صالحین کے درمیان احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری دیتے وقت کیا تم شرمندہ نہ ہو گے۔

امیر پر اس کلام کا بڑا اثر ہوا اور اس نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کی بیعت کر لی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔

ہولناک منظر

حضرت علی بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ دن رات قبرستان میں رہا کرتے تھے حضرت خلف بن سالم علیہ الرحمۃ نے ایک بار ان سے پوچھا۔

کہ آپ کہاں رہتے ہیں

تو فرمایا

وہاں جہاں امیر غریب کا کوئی امتیاز نہیں اور جہاں سب برابر ہیں۔

پوچھا، کہ وہ کون سی جگہ ہے؟

فرمایا، قبرستان

پوچھا، کیا آپ کو وہاں رات کی تاریکی میں ڈر نہیں لگتا؟

فرمایا، جب رات پڑتی ہے تو میں اس وقت قبر کی تاریکی یاد کر لیتا ہوں۔ پھر مجھے رات کی تاریکی نہیں ڈراتی۔

پوچھا۔ قبرستان کے ہولناک منظر سے آپ کے دل پر اثر نہیں پڑتا

فرمایا، میں قیامت کے دن ہولناک منظر یاد کر لیتا ہوں تو قبرستان کا منظر مجھے نہیں

Marfat.com

ڈراسکتا۔

مناظرہ

حضرت ابوالہذیل فرماتے ہیں کہ ایک یہودی بصرے میں آیا اور اس نے عام متکلین کو بند کر دیا۔ میں نے اپنے چچا سے کہا کہ میں اس یہودی سے مناظرہ کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ چچا نے کہا بیٹا: وہ متکلین بصرہ کی ایک جماعت کو ہرا چکا ہے۔ میں نے کہا۔

کہ مجھے ضرور جانا ہے۔

تو چچا نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہم اس یہودی کے پاس پہنچ گئے تو میں نے اسے اس حال میں پایا کہ وہ ان لوگوں سے جو ان سے بحث کر رہے تھے اپنے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرا رہا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ ہم نبی کے دین پر ہیں کہ جس کی نبوت پر مسلمانوں نے بھی اتفاق کیا اور تم اس نبی کے دین پر ہو جس کی نبوت پر ہم اتفاق نہیں کرتے تو ہم اس دین کو کیوں مانیں جس کا نبی متفق علیہ نہیں ہے اور اس کا اقرار کیوں کریں؟ اب میں ان کے سامنے ترجمہ گیا۔

میں نے کہا

کہ میں تجھ سے سوال کروں یا تو مجھ سے سوال کرے گا؟

اس نے کہا

بیٹا! کیا تو دیکھتا نہیں کہ میں نے تیرے بڑوں کو گفتگو میں بند کر رکھا ہے۔

میں نے کہا

تم ان باتوں کو چھوڑو اور ان دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرو۔

Marfat.com

اس نے کہا

میں سوال کرتا ہوں کہ موسیٰ اللہ کے انبیاء میں سے ایک ایسے نبی نہیں ہیں جن کی نبوت صحیح اور ان کی نبوت ثابت ہے تو اس کا انکار کرتا ہے یا اقرار؟ اگر تو انکار کرتا ہے تو اپنی کی مخالفت کرے گا۔

میں نے اس سے کہا

کہ جو سوال تو موسیٰ کے بارے میں مجھ سے کر رہا ہے میرے نزدیک اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں اقرار کرتا ہوں اس موسیٰ کی نبوت کا جس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صحیح ہونے کی خبر دی اور ہم کو حکم دیا کہ ان کا اتباع کریں تو میں اس موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں اور اگر تو جس موسیٰ کے بارے میں سوال کر رہا ہے وہ ایسا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہیں کرتا اور اس نے ان کے اتباع کا حکم ہمیں نہیں دیا اور نہ اس نے ان کی آمد کی بشارت دی تو میں اسکو نہیں پہچانتا اور نہ میں اس کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں تو میرے جواب سے وہ یہودی بوکھلا کر رہ گیا۔

پھر اس نے کہا

تورات کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔

میں نے کہا

تورات کے بارے میں بھی میرے نزدیک دو صورتیں ہیں اگر وہی تورات مراد ہے جو اس موسیٰ پر نازل ہوئی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا تھا تو یہ تورات حق ہے اور اگر وہ تورات مراد ہے جسکا تو دعویٰ کر رہا ہے تو جھوٹی ہے اور میں اس کی تصدیق نہیں کروں گا۔

پھر اس نے کہا

میں تجھ سے علیحدگی میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ [illegible]

Marfat.com

اور تیرے درمیان ہو گی۔

میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی نیک بات ہو میں اس کے قریب ہو گیا اس نے آہستہ آہستہ مجھے گالیاں دینا شروع کیں۔ کہ تیری ماں ایسی اور ایسی ہے اور جس نے تجھے تعلیم دی اس کی ماں ایسی ہے وہ گالیوں میں بجائے کنایہ کے عریاں الفاظ استعمال کر رہا تھا۔ دراصل وہ کوشش یہ کر رہا تھا کہ میں اس پر حملہ کر بیٹھوں اور اس کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے کہ مجھ پر حملہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے میں جا رہا ہوں مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر میں نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا اور میں نے کہا۔

اللہ تم کو عزت دے۔ کیا میں نے اس کو جواب نہیں دیا!

سب نے کہا

بے شک

پھر میں نے کہا

کیا اس پر لازم نہ تھا کہ میرے جوابات کو رد کرتا۔

سب نے کہا

ضرور

پھر میں نے کہا

کہ اس نے جب مجھ سے سرگوشی کی تو مجھے گالیاں دیں۔ جن سے حد واجب ہوتی ہے اور میرے استاد کو بھی ایسی گالیاں دیں اور اس نے یہ سمجھا تھا کہ میں یہ گالیاں سنکر اس پر حملہ کر دوں گا۔ پھر اس کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے گا کہ ہم نے اس پر حملہ کیا تھا۔ اب تم پہچان چکے ہو کہ یہ کس قماش کا شخص ہے بس پھر تو علماء کے ہاتھوں سے اس پر جوتے پڑنا شروع ہو گئے اور وہ میرے سے بھاگتا ہوا نکلا اور وہاں لوگوں کے ذمہ اس کا بہت سا قرض تھا اس کو بھی چھوڑ گیا۔

لذیذ کھانا

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے دس برس تک کوئی لذیذ کھانا تناول نہ فرمایا نفس چاہتا رہا اور آپ نفس کی مخالفت فرماتے رہے کہ میں اپنے نفس کا کہا ہرگز نہ مانوں گا۔ ایک بار عید کی رات کو دل نے کہا کہ کل عید کے روز اگر کوئی لذیذ کھانا کھا لیا جائے تو کیا حرج ہے۔ حضرت نے اپنے دل سے کہا۔

کہ میں دو رکعت نفل پڑھوں گا اور ہر دو رکعت میں پورا قرآن ختم کروں گا اگر تو اس بات میں میرے ساتھ موافقت کرے تو کل لذیذ کھانا مل جائے گا۔

چنانچہ آپ کے دل نے اس امر میں موافقت کی اور آپ نے دوسرے روز یعنی عید کے دن لذیذ کھانا منگوایا نوالہ اٹھا کر منہ میں ڈالنا ہی چاہتے تھے۔ کہ پھر رکھ دیا اور نہ کھایا۔

یاروں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔

جس وقت میں نے نوالہ منہ کے قریب لایا تو دل نے کہا کہ دیکھا میں آخر اپنی دس سال کی خواہش میں کامیاب ہو ہی گیا نا! میں نے اسی وقت کہا۔

کہ اگر یہ بات ہے تو میں تجھے ہرگز کامیاب نہ ہونے دوں گا۔

اسی وقت ایک شخص ایک لذیذ کھانے کا طباق اٹھائے ہوئے حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

یہ کھانا میں نے اپنے لئے رات کو تیار کیا تھا رات کو خواب میں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضور نے مجھ سے فرمایا۔

کہ اگر تو کل قیامت کے روز بھی مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو یہ کھانا ذوالنون کے پاس لے جا اور ان سے جا کر کہہ کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کرتے ہیں کہ دم بھر کے لئے نفس کے ساتھ صلح کر لو اور چند نوالے اس لذیذ کھانے سے کھا لو۔

Marfat.com

حضرت ذوالنون یہ پیغام رسالت سنکر وجد میں آگئے اور کہنے لگے۔
میں فرمانبردار ہوں۔ میں فرمانبردار ہوں اور لذیذ کھانا کھانے لگے۔

نفس کی مخالفت

حضرت ابو محمد مرتعش رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے آکر کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔
فرمایا
کہ یہ کوئی کمال نہیں۔ کمال یہ ہے۔ کہ نفس کی ہوا کی مخالفت کرے نفس کی ہوا کی مخالفت کرنا ہوا میں اڑنے سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔

رحم

سبکتگین ایک غلام تھا اور اس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا اس پر چڑھ کر وہ جنگل میں جایا کرتا تھا اور اگر کوئی شکار ہاتھ آجاتا تو اسی پر گزارا کر لیتا۔ ایک دفعہ اس نے ایک ہرنی دیکھی جو اپنے بچے کے ساتھ چر رہی تھی۔ سبکتگین نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا۔ ہرنی تو بچ گئی نہ جا سکی مگر اس کا بچہ جواں کے ساتھ بھاگ نہ سکا ہاتھ آگیا۔ سبکتگین نے اسے باندھ کر زین کے آگے رکھ لیا اور شہر کی جانب چل پڑا۔ ہرنی بچے کو دیکھ کر مڑی اور سبکتگین کے پیچھے دوڑنے لگی اور فریاد کرنے لگی۔
اسے اس کی حالت پر رحم آیا اور بچے کو کھول کر چھوڑ دیا۔ ہرنی نے دوڑ کر بچے کو لے لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعائیں دینے لگی۔ بے زبانوں کی زبانیں جاننے والے خدا تعالیٰ کو سبکتگین کا یہ رحمدلانہ کام پسند آیا۔ رات خواب میں حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا۔
کہ تو نے جو ایک بے زبان پر رحم کیا ہے اس پر ہم بہت خوش ہوئے

Marfat.com

ہیں اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے بادشاہی عطا فرمائے گا۔ اور یاد رکھنا جس طرح تو نے اس جانور پر رحم کیا ہے۔ اسی طرح اپنی رعیت پر بھی نظر کرم کیا کرنا اور ظلم و ستم نہ کرنا۔

پیالہ

ایک بادشاہ کے پاس کوئی شخص بے حد قیمتی پیالہ لایا جو جواہرات سے جڑا ہوا تھا۔ بادشاہ ایسا لاجواب پیالہ پا کر بڑا خوش ہوا ایک مرد دانا دربار میں حاضر تھا بادشاہ نے اس سے پوچھا۔

کہ تو نے اس پیالہ کو دیکھا کیسا ہے؟

اس نے کہا

حضور! اس پیالہ کے ساتھ ساتھ میں رنج و غم اور نقصان کو دیکھتا ہوں۔ اس پیالہ کے آنے سے پہلے آپ ان باتوں سے مطمئن تھے۔ مگر اب اس کے آنے سے رنج و غم اور نقصان کا بھی اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔

بادشاہ نے کہا

کہ یہ کیسے۔

وہ بولا۔

کہ اگر یہ ٹوٹ گیا تو رنج و غم کا پیدا ہو جانا یقینی ہے اور اگر گم ہو گیا تو نقصان واقع ہو جائے گا۔ اتفاقاً وہ پیالہ ایک روز ٹوٹ گیا تو بادشاہ کو بے حد رنج ہوا اور وہ کہنے لگا۔

کہ اس مرد حکیم نے سچ کہا تھا۔

Marfat.com

محبوب

ایک امیر آدمی ایک غریب مگر نیک آدمی کی لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ غریب باپ کو پتہ چلا تو اس نے اپنی بیٹی کو سخت اسہال آور دوائی کھلا دی۔ جس سے اس لڑکی کو کثرت کیساتھ اسہال آنے لگے۔ باپ اس کے اس مادہ غلاظت کو ایک بڑے مٹکے میں جمع کرتا رہا لڑکی کثرت اسہال سے بے حد لاغر اور دبلی ہو گئی اور رنگ بھی پیلا پڑھ گیا۔ پھر اس غریب آدمی نے اس رئیس کو پیغام بھیجا کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور میری لڑکی کو جو آپ کی محبوبہ ہے دیکھ لیں اور دل چاہے تو اس سے نکاح کر لیں وہ امیر آدمی خوش خوش اس کے گھر آیا اور جب اس لڑکی کو دیکھا تو وہ پہلا سا حسن و جمال نہ دیکھ کر منہ پھیر لیا اور کہا۔

کہ مجھے جس حسن و جمال سے محبت تھی وہ تو سب نظر نہیں آتا۔

لڑکی کے باپ نے کہا

ٹھہریئے آپ کا وہ محبوب حسن و جمال بھی میں نے ایک مٹکے میں محفوظ رکھا ہے آپ اپنے محبوب ہی کو ساتھ لیتے جایئے۔

چنانچہ وہ غلاظت سے پُر مٹکا اٹھا لایا اور کہنے لگا۔

کہ اسی میں ہے آپ کا وہ محبوب جو جب تک اس لڑکی کے اندر موجود تھا۔ تو یہ لڑکی آپ کو اچھی لگتی تھی اور اب یہ اس میں سے نکل گیا ہے تو لڑکی اچھی نہیں لگتی لیجئے آپ کا محبوب حاضر ہے لے جایئے اسے ساتھ۔

وہ امیر آدمی بڑا شرمندہ ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔

نظیر

صالحوں کا ایک مرد مجاہد راستہ بھول کر ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں اس نے

Marfat.com

دیکھا کہ عیسائیوں کا ایک بہت بڑا مجمع لگا ہوا ہے اور بیچ میں ایک بڑی کرسی لگی ہوئی ہے مردِ مجاہد نے ان سے اس اجتماع اور بیچ میں خالی کرسی ہونے کی وجہ پوچھی تو وہ بولے کہ ہمارے پاس سال بھر میں ایک راہب یہاں آتا ہے اور کچھ وعظ و نصیحت کرتا ہے اسی لئے ہم یہاں جمع ہیں اور یہ کرسی اس راہب کے لئے ہے وہ مردِ مجاہد بھی اس مجمع میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں ایک راہب آیا اور اس کرسی پر بیٹھ گیا اور چاروں طرف تجسس نظریں ڈال کر کہنے لگا۔

اے حاضرین۔ آج میں تم لوگوں کو وعظ نہیں سناؤں گا کیونکہ اس وقت تم میں امت محمدیہ کا کوئی شخص موجود ہے یہ کہہ کر پھر اس نے چاروں طرف نظر ڈالی اور پھر آواز بلند کہا۔

اے محمدی! میں تجھے تیرے دین کی قسم دیتا ہوں کہ ہم سب کے سامنے آکھڑا ہو تاکہ ہم تمہیں دیکھیں اور تجھ سے کچھ سوال کریں۔

وہ مردِ مجاہد فوراً اٹھا اور راہب کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور راہب سے کہا۔

میں ہوں محمدی! فرمایئے۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

راہب نے کہا۔

میرے چند سوالات ہیں ان کا جواب دو۔

پہلے یہ بتاؤ

کہ میں نے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جنت میں رنگ رنگ کے پھل اور طرح طرح کے میوے پیدا کئے ہیں۔ کیا دنیا میں بھی ان جیسے پھل ہیں۔

مردِ مجاہد نے جواب دیا

بے شک دنیا میں بھی ان جیسے پھل ہیں مگر وہ جنت کے پھلوں کے ساتھ صرف نام اور رنگ میں مشابہت رکھتے ہیں۔ مزے اور لذت میں دنیا کے پھلوں کو جنت کے

Marfat.com

میووں سے کچھ مناسبت نہیں۔

اس کے بعد راہب بولا

کہ میں نے سنا ہے کہ جنت میں کوئی ایسا گھر اور بالاخانہ نہیں جس میں شجر طوبیٰ کی ایک شاخ موجود نہ ہو۔ کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر ہے۔

میں نے کہا۔

ہاں دیکھو۔ جب آفتاب آسمان کے وسط میں پہنچتا ہے تو جس طرح شجر طوبیٰ کی شاخیں تمام مکانوں میں ہر جگہ پہنچی ہوئی ہیں۔ اسی طرح اس وقت آفتاب کا نور ہر جگہ پھیل جاتا ہے۔

راہب نے کہا۔

کہ جنت میں چار نہریں ہیں جن کے مزے تو مختلف ہیں مگر ان کا منبع اور جڑ جہاں سے وہ نکلی ہیں ایک ہی ہے کیا دنیا میں اس کی بھی کوئی نظیر ہے۔

مجاہد بولا

بیشک اس کی مثال بھی دنیا میں ہے۔ دیکھو کان کا پانی کڑوا ہے آنکھ کا کھاری، ناک کا بودار اور منہ کا شیریں تو یہ چاروں پانی مزے اور بو میں گو مختلف ہیں مگر ان سب کی اصل ایک ہی ہے اور وہ ہے سر!

اس کے راہب بولا۔

کہ بس ایک بات اور پوچھنی ہے وہ میں نے سنا ہے کہ اہل جنت طرح طرح کے کھانے کھائیں گے اور قسم قسم کے مشروبات نوش کریں گے مگر انہیں نہ تو پیشاب کی حاجت پڑے گی اور پاخانہ کی کیا دنیا میں اس کی بھی کوئی نظیر ہے۔

مرد مجاہد بولے۔

کہ ہاں اس کی مثال بھی ہے دیکھو جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے تو

Marfat.com

وہ جس چیز کے کھانے کی خواہش کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسی چیز کے کھانے کی خواہش ماں کے دل میں ڈال دیتا ہے اور قدرت خدا سے وہی غذا بچہ کے پیٹ میں پہنچ جاتی ہے مگر جب تک وہ پیٹ میں رہتا ہے نہ تو پاخانہ ہی کرتا ہے اور نہ ہی پیشاب

اس کے بعد راہب خاموش ہو گیا اور لوگوں سے کہنے لگا لو آج میرا وعظ یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تم بھی میری طرح یہی کلمہ پڑھ لو چنانچہ وہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

محل

نوشیرواں نے ایک بڑا عالیشان محل تعمیر کرایا اور اس کی تکمیل کے بعد اپنے وزیروں ایسوں کو دکھایا اور پوچھا کہ

اس میں کوئی کمی تو نہیں!

عرض کی گئی کہ یہ محل ایسا عظیم الشان ہے کہ چشم فلک نے بھی ایسا محل نہ دیکھا ہوگا۔ مگر اس میں ایک نقص کی بات یہ ہے کہ اس کے گنبد میں ایک جھونپڑی ہے جس کے روزن سے دھواں نکل کر سارے ایوان کو سیاہ کر رہا ہے اسے اٹھا دینا چاہیئے تاکہ یہ محل بالکل بے داغ ہو جائے۔

نوشیرواں نے کہا

کہ یہ جھونپڑی ایک بوڑھی عورت کی ہے جس نے ساری عمر اسی جھونپڑی میں بسر کی ہے اب وہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہے میں نے یہ محل شروع کرتے وقت اس بڑھیا کو کہلا بھیجا تھا کہ یہ جگہ میرے ہاتھ بیچ دے اور منہ مانگی قیمت لے لے۔ یا اس کے عوض جیسا اچھا چاہے کوئی مکان لے لے۔

اس نے جواب دیا

کہ اے بادشاہ! یہ جگہ میری ملکیت ہے اسی میں میں پیدا ہوئی اور اس سے میں مانوس ہو گئی ہوں۔ میں تو یہ دیکھ کر کہ تیرے پاس اتنا بڑا ملک ہے برا نہیں مناتی اور تو اس غریب کی کٹیا دیکھنا گوارا نہیں کرتا میں اس بات سے متاثر ہو کر خاموش ہو گیا حتیٰ کہ محل بن کر تیار ہو گیا اب جو اس کٹیا سے وہاں نکل کر محل کو خراب کرنے لگا تو میں نے پیغام بھیجا کہ وہاں کیوں نکالتی ہو تو بولی۔ کہ اپنے لئے کھانا پکاتی ہوں۔

میں نے اس کے لئے بھنے ہوئے مرغ وغیرہ سمیت خوان ارسال کیا پیغام کے ساتھ کہ اے ماں!

میں ہر روز تمہیں قسم قسم کے خوان بھیجتا رہوں گا۔ تو اپنی جھونپڑی میں آگ لگانا چھوڑ دے۔

بڑھیا نے جواب دیا۔

کہ ملک میں کتنے ہی آدمی فاقہ زدہ دل جلے رو رہے ہیں اور میں بھنے ہوئے مرغ کھاؤں یہ جائز نہیں۔ میں اپنے خدا سے ڈرتی ہوں کہ ستر سال تو جَو کی روٹی کھائی اور اب بھنے ہوئے مرغ کھانے لگوں۔ میری کٹیا کو برقرار رہنے دے کہ یہ تیرے عدل کے محل کی زینت ہے۔ امراء جب دیکھیں گے کہ تو نے ایک غریب کی جھونپڑی پر بھی ہاتھ ڈالنا پسند نہیں کیا تو وہ رعایا کے املاک پر دست درازی سے باز رہیں گے۔ ایک اور بات بھی ہے کہ تیرا محل اس ناپائیدار دنیا سے کچھ مدت کے بعد ویران ہو جائے گا مگر میری جھونپڑی کی حکایت تیرے عدل کی شاہد رہے گی۔ لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا اور بڑھیا کی ہمسائیگی کو منظور کر لیا۔

اس بڑھیا کی ایک گائے بھی تھی وہ اسے محل کے فرش پر سے گزار کر ہر صبح باہر

جنگل میں چرانے لے جاتی تھی۔ اور شام کو واپس لاتی تھی۔ اس آمد و رفت سے فرش خراب ہو جاتا تھا۔ ایک دن ایک ندیم نے اس سے کہا۔

کہ اے بڑھیا! تو اس حرکت سے باز آ۔ کہ شاہی محل کی خوبصورتی پر دھبہ لگتا ہے۔

اس نے جواب دیا

کہ بادشاہی ناموس پر ظلم سے دھبا لگتا ہے یا عدل سے۔ میں جو کر رہی ہوں بادشاہ کی نیک نامی کے لئے کر رہی ہوں۔

جام

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمتہ کے پاس ایک قیمتی جام تھا ایک روز بادشاہ نے ارکین دولت کو حکم دیا۔

کہ اس جام کو توڑ دو۔

سب نے عذر کیا کہ حضور! ایسی قیمتی چیز کو توڑنا مناسب نہیں۔

سلطان نے پھر ایاز کو حکم دیا کہ اس جام کو توڑ دو۔

ایاز نے فوراً اس جام کے ٹکڑے کر دیئے۔

اہل دربار نے ایاز کو ملامت کی۔ کہ تو نے یہ کیا غضب کیا کہ ایک قیمتی جام کو توڑ ڈالا

ایاز نے جواب دیا

کہ میں نے تو ایک جام ہی کو توڑا ہے مجرم تم ہو جنہوں نے شاہی فرمان کو توڑا ہے۔

بادشاہ نے پھر مصنوعی ناراضگی سے پوچھا۔

کہ ایاز! تم نے جام کیوں توڑا۔ جب کہ سارے اہل دربار نے ایسی حرکت نہیں کی۔

ایاز نے جھٹ ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔

کہ حضور! قصور ہو گیا۔ معاف فرمایئے۔

میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔
بادشاہ نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا۔
دیکھا یہی ہے وہ خلق ایاز جس کی بدولت وہ مجھے منظور نظر ہے دیکھ لو اس نے اس جام توڑنے کے واقعہ کو میری طرف منسوب نہیں کیا بلکہ اسے اپنی غلطی قرار دیا ہے۔

امانت

ایک فقیر مصر کی جامع مسجد کے دروازے پر بیٹھا بھیک مانگ رہا تھا۔ کچھ رئیس لوگ وہاں سے گزرے اس نے ان سے سوال کیا مگر کسی نے کچھ نہ دیا۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص کی جیب سے دیناروں بھری تھیلی گر پڑی۔ اس تھیلی میں پانچ سو دینار تھے۔ ان کے جانے کے بعد فقیر کی نظر پڑی تو اس نے وہ تھیلی اٹھالی اور حفاظت کے ساتھ رکھ لی۔ اتنے میں دیناروں کا مالک گھبرایا ہوا آیا اور پوچھا۔
میری تھیلی کہیں گر پڑی ہے تم نے تو نہیں دیکھی؟
فقیر نے کہا۔
وہ تھیلی تجھے ملی ہے اور میرے پاس ہے پھر اس نے تھیلی نکال کر پیش کر دی۔
وہ شخص بڑا خوش ہوا اور بولا۔
اب میں تجھے پندرہ دینار دوں گا۔
فقیر بولا
میں کچھ نہیں لوں گا۔ اس لئے کہ میں نے پہلے آپ سے ایک چیز بطور احسان کے مانگی تھی۔ مگر اب نہیں لوں گا۔ کیونکہ اب اگر کچھ قبول کروں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ دیئے سے کر دنیا لے لوں۔

Marfat.com

گناہ

ایک درویش بزرگ کسی بادشاہ امیر سے ملنے نہیں جاتے تھے آخر بادشاہ وقت خود چل کر ان کے پاس پہنچا جس وقت اس درویش نے دیکھا کہ بادشاہ میرے پاس آیا اور اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور وجہ یہ بتائی۔

کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بادشاہ کو میرے پاس بھیجا اور مجھے اس کے پاس نہیں جانے دیا۔ کیونکہ درویشوں کے پاس بادشاہ کا آنا عبادت ہے اور ان کا اس کی طرف چلنا گناہ ہے۔ بادشاہ کو ثواب حاصل ہوا اور میں گناہ سے بچ گیا۔

بھوت

ایک شخص کو بھوت اپنے بس میں کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ بچارے نے بہت منتر جنتر سیکھے۔ مگر بھوت بس میں نہ آیا۔ لاچار وہ ایک جنگل میں رہنے والے فقیر کے پاس گیا اور کہنے لگا۔

حضور! مجھے کوئی ایسی ترکیب بتائیے جس سے بھوت میرے قبضے میں آجائے اور میرا سب کام دھندا کر دیا کرے۔

فقیر عقلمند انسان تھا۔ اس نے کہا۔

بھوت بُرے ہوتے ہیں۔ اس خیال خام سے باز آجاؤ۔ تم اس کو کام کاج نہ بتا سکو گے۔ آخر میں وہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔

اس نے کہا

میرے پاس کام کاج بہت ہیں جن سے وہ کبھی فرصت نہ پا سکے گا۔

Marfat.com

آخراس فقیر نے اُسے ایک عمل بتادیا یہ گھر آکر وہ عمل کرنے لگا۔ جب میعاد مقررہ پر عمل پورا ہو گیا۔ تو بھوت حاضر ہو گیا۔ بھوت ظاہر ہو کر کہنے لگا بتاؤ کیا کروں؟

اس نے کہا۔

ایک شاندار عمارت بنا دو

ایک پل میں شاندار عمارت تیار ہو گئی۔

اس نے کہا۔

کھیت جوت آؤ۔ اور کھیت جوتا ہوا تیار تھا۔

اس نے کہا

بہت سا روپیہ لاؤ۔ خزانہ وہیں حاضر

غرض جو مشکل سے مشکل اور مختلف کام اس کو بتائے گئے سب کچھ کیا کرایا تیار لب کوئی کام نہ رہا۔ بھوت نے کہا۔

کوئی کام بتاؤ۔ ورنہ میں تم کو ہلاک کر دوں گا۔

یہ ڈرا اور دوڑ کر فقیر کے پاس آیا اور کہا۔

حضور! بھوت سے جو کچھ کہتا ہوں وہ جھٹ پٹ کر دیتا ہے۔ اب میرے پاس کوئی کام نہیں۔ بتاؤ اب کیا کروں! ورنہ مجھ کو وہ ہلاک کر دے گا۔

اتنے میں بھوت بھی "میں کھاؤں میں کھاؤں" کرتا وہاں پہنچ گیا فقیر کے پاس ایک کتا بیٹھا تھا اس نے اس آدمی کو ایک خنجر دے کر کہا کہ اس کتے کی دم کاٹ کر بھوت کو دو اور اسے کہو کہ اسے سیدھی کر دے"

اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور کتے کی دم کاٹ کر بھوت کو دے کر کہا کہ یہ کام کرو کہ اسے سیدھی کر دو۔

بھوت نے کتے کی دم ہاتھ میں لی۔ ایک مرتبہ سیدھی کر دی پھر جب اس کو

Marfat.com

چھوڑا تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی۔ ایک دن گزرا، دو تین گزرے بھوت نے ہزار کوشش کی مگر کتے کی دم سیدھی نہ ہوئی تب تو بھوت بہت گھبرایا اور اس آدمی سے کہنے لگا۔

بھائی! جو کچھ میں نے دھن دولت، روپیہ پیسہ تجھ کو دیا وہ سب کچھ تیرا اب مجھ کو چھٹی دے تو جیتا اور میں ہارا۔

یہ فوراً راضی ہو گیا۔ بھوت ٹھکانے گیا اور نہ اپنے گھر چلا آیا۔

گم راہ کردہ بڑھیا

دوسری صدی ہجری کے حدیث و فقہ کے زبردست اور نامور عالم عبداللہ ابن مبارکؒ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک گمراہ کردہ بڑھیا سے ملاقات ہوئی جو سیاہ لون کا لباس پہنے ہوئے تھی، ارض حجاز کی کف دست اور ریگ زار سرزمین پر اس طرح تن تنہا ضعیفہ کو پڑا ہوا دیکھ کر عبداللہؒ بن مبارک کو سخت حیرانی ہوئی اور یکے بعد دیگرے طرح طرح کے خیالات دماغ میں آئے مگر کوئی یقینی نتیجہ اخذ نہ کر سکے۔ بالآخر استفسار حال کے لیے عرب کے طریقہ کے مطابق السلام علیکم سے آپ نے کلام کی ابتداء کی اور یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ ضعیفہ ان کے ہر سوال کا جواب عام بات کے بجائے قرآن حکیم کی آیات سے دیتی تھی۔ عبداللہ ابن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ عام لوگوں کی طرح مجھ سے بات کرے مگر مجھے اپنے ارادہ میں کامیابی نہ ہو سکی۔

عبداللہ ابن مبارکؒ کے دلچسپ سوالات کے جوابات میں بڑھیا نے آیات قرآنی کو ذریعہ جواب بنایا ان کا برجستہ استحضار نہایت پر لطف اور بے حد دلکش ہے ملاحظہ کیجئے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝

Marfat.com

بڑی بی اللہ تم پر رحم فرمائے یہاں جنگل بیابان میں کیوں پڑی ہوتی ہو؟"

من یضلل اللہ فلا ہادی لہ

اللہ جس کا راستہ بھلائے اس کا کوئی رہنما نہیں ؛

مطلب یہ تھا کہ گم کردہ راہ ہوں قافلہ نکل گیا۔ تنہا سفر کرنے سے معذور ہوں اس لئے مجبوراً یہاں پڑی ہوں۔

"آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟"

اس سوال پر عبداللہ ابن مبارک رح کو یقین تھا کہ منزل کا پتہ بتلانے کے لئے قرآن سے باہر آنا پڑے گا۔

مگر جواب ملاحظہ ہو۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔

پاک اور برتر ہے وہ جو راتوں رات بندہ کو مسجد الحرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا۔

عبداللہ ابن مبارک سمجھ گئے کہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بیت المقدس جانے کا ارادہ ہے۔

پوچھا۔ یہاں کب سے پڑی ہو؟

ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ۝

پورے تین دن رات سے

مجھے آپ کے پاس بظاہر کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی ؛

مَنْ یُّطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝

اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

اچھا تو پھر دھرنے کی کیا ضرورت ہے؟

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً مقیمّو صعید طَیِّبًا

"پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو"!

میرے پاس کچھ کھانا موجود ہے اگر آپ کھائیں تو حاضر کروں؟"

اس سوال کے جواب میں یقین تھا کہ قرآن حکیم کی آیت پر اکتفا نہ ہو سکے گا اور اثبات یا نفی میں جواب دینا پڑے گا۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصیام اِلَی الَیْلِ۔

پھر روزہ کو رات تک پورا کرو۔"

مطلب یہ تھا کہ روزہ سے ہوں۔

یہ رمضان کا مہینہ نہیں ہے۔"

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ۔

جو شخص اپنی سے نیک کام تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔ یعنی گو رمضان المبارک نہیں مگر نفل روزہ سے کس نے منع کیا ہے سفر میں تو رمضان المبارک کے روزوں کی بھی قضا ہے چہ جائیکہ نفل روزہ رکھنا؟"

وَاَنْ تَصُوْمُوْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اگر تم جانتے ہو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

مطلب یہ تھا کہ جس شخص کو سفر میں روزہ رکھنے کی برداشت ہو اس کے لئے بجائے افطار کے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

عبداللہ ابن مبارکؒ تنگ آ گئے تو کہا جس طرح میں آپ سے بات کرتا ہوں اسی طرح آپ مجھ سے کیوں بات نہیں کرتیں۔

جواب میں فرمایا۔ آیت کلام الٰہی

ترجمہ:۔ کوئی شخص بات منہ سے نہیں نکالتا۔ مگر یہ کہ اس کے پاس ایک

لکھنے والا نگہبان فرشتہ موجود ہے"

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

آپ کا تعلق کس خاندان اور قبیلے سے ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

تمہیں جس بات کی خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو بلاشبہ کان آنکھ اور دل سب سے پرسش ہوگی"

مطلب یہ تھا کہ کیوں میرا اور اپنا وقت ضائع کرتے ہو فضول باتوں سے فائدہ؟ بے ضرورت پوچھ گچھ اچھی بات تو ہے نہیں"!

عبداللہ ابن مبارک نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی خدا کے لئے مجھے معاف کر دیجئے"

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۔

اب تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تم کو معاف فرمائے"

اگر آپ منظور کریں تو میں آپ کو اونٹ پر سوار کر کے قافلہ تک پہنچا دوں"

مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ

تم جو نیک کام کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے"

عبداللہ ابن مبارک نے اونٹ پر بٹھایا اور سوار ہو جانے کے بعد بڑی بی بولیں

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ غیر محرم عورتوں سے اپنی آنکھیں بند کریں،

اس آیت سے بڑی بی کا مطلب یہ تھا کہ تم منہ پھیر لو یا آنکھیں بند کر لو تاکہ میں پردے کے ساتھ سوار ہو جاؤں"

عبداللہ ابن مبارک نے آنکھیں بند کر لیں اور کہا کہ اب آپ سوار ہو جائیے"

Marfat.com

لیکن جب بڑی بی نے سوار ہونا چاہا تو اونٹ بدک گیا اور بڑی بی کے کپڑے کجاوہ میں الجھ کر پھٹ گئے تو بولنا پڑا اور عبداللہ ابن مبارکؒ سے بطور درخواست کہا۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ۔

"تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ خود تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے۔"

عبداللہ ابن مبارک سمجھ گئے اور کہا ذرا ٹھہریئے میں اونٹ کے دھنگنا لگا دوں اور پیر باندھ دوں تاکہ پھر شرارت نہ کرے۔

بڑی بی خوش ہو کر بولیں

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ

ہم نے سلیمان کو حکومت اور فیصلہ کرنا سکھا دیا۔"

جب اونٹ کے دھنگنا لگ گیا تو بڑی بی سوار ہو گئیں اور یہ آیت پڑھی

سبحان الذی سخر لنا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون

پاک اور برتر ہے وہ ذات جس نے سواریوں کو ہمارا مطیع کر دیا حالانکہ وہ ہمارے قابو کے نہ تھے ہمیں اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔

عبداللہ ابن مبارکؒ اونٹ کی مہار پکڑ کر عربوں کے دستور کے مطابق حدی (اشعار) پڑھتے ہوئے تیز چلنے لگے تو بڑی بی کو یہ پسند نہ آیا اور ڈانٹ کر کہا۔

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ

درمیانہ چال چلو اور آہستہ بولو

عبداللہ ابن مبارکؒ آہستہ چلنے لگے اور پست آواز سے شعر پڑھنے لگے۔

بڑی بی کو یہ بھی پسند نہ آیا تھا لہٰذا پھر ٹوکا اور کہا۔

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ

پڑھو! جو قرآن سے تمہارے لئے آسان ہو۔

Marfat.com

خیر و برکت کا وافر حصہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا ہے۔

و ما یذکر و الا اولو الالباب

صرف اہل عقل ہی نصیحت پذیر ہوتے ہیں۔

تھوڑی دور خاموشی سے راستہ طے کرنے کے بعد ابن مبارک نے پوچھا کیا آپ کا شوہر زندہ ہے؟

لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم

فضول باتوں کا سوال نہ کرو اگر بتلا دی جائیں تو تم کو ناگوار ہوگا۔"

شاید مطلب یہ تھا کہ بیوہ ہوں۔

بالآخر عبداللہ ابن مبارکؒ سوال کرتے کرتے جب تنگ آ گئے تو لب پر مہر خاموشی لگائی تا آنکہ قافلہ میں پہنچ گئے جس کے بارے میں گمان تھا کہ بڑی بی اسی قافلہ کی بچھڑی ہوئی ہیں پوچھا کہ اس قافلہ میں آپ کا کون عزیز ہے؟"

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۝

مال اور اولاد دنیا کی زیب و زینت ہیں۔"

مطلب یہ تھا کہ قافلہ میں میرے لڑکے ہیں۔

ان کا پتہ کیا ہے؟

اس سوال کے بعد عبداللہ ابن مبارکؒ خوش ہوتے کہ اب پتہ بتلانے کے لئے بڑی بی کو ضرور میری طرح بولنا پڑے گا۔

مگر جواب ملاحظہ ہو۔

وعلامات و بالنجم هم یهتدون

علامات اور تاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں۔"

اس مرتبہ بھی عبداللہ ابن مبارکؒ کو اپنی خواہش کے پامال ہو جانے کا افسوس ہوا

Marfat.com

مگر سمجھ گئے کہ وہ راہنمائے قافلہ ہیں تلاش شروع کی خیموں کے سامنے پہنچ کر دریافت کیا کہ یہاں آپ کا کون شناسا اور جاننے والا ہے کس کو پکارا جائے۔

واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً وکلم اللہ موسیٰ تکلیما یا یحییٰ

خذ الکتاب بقوۃ۔

اللہ نے ابراہیم کو دوست بنایا اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا اے یحییٰ کتاب کو مضبوط پکڑ!'

عبداللہ ابن مبارکؒ نے اشارہ سمجھ کر ابراہیم موسیٰ اور یحییٰ کہہ کر پکارنا شروع کیا فی الفور تین نوجوان ایک خیمہ سے نکل کر باہر آئے اور بڑی بی کو اُتارا جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو بڑی بی نے لڑکوں سے کہا۔

فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر

ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ

اپنے کسی آدمی کو دام دے کر شہر بھیجو کہ دیکھ بھال کر اچھا اور عمدہ کھانا لائے۔

بڑی بی کی یہ فرمائش سن کر ان میں سے ایک نوجوان بازار گیا اور کھانا لا کر عبداللہ ابن مبارک کے سامنے رکھ دیا تو بڑی بی بولیں

کلوا الشربوا ھنیاً بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ

ان اعمال حسنہ کے بدلے میں جو تم نے دنیا میں کئے ہیں بفراغت کھاؤ پیو یہ گویا یوں کہئے کہ سفر میں جو کھانے پینے کی تکلیف اٹھائی ہے تم نے مجھ پر احسان کیا ہے اس کے عوض میں یہ ہدیہ پیش ہے قبول فرمائیے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

بسم اللہ کہئے۔

Marfat.com

عبداللہ ابن مبارکؒ نوجوان سے مخاطب ہو کر"
میں کھانا اس وقت کھاؤں گا جب آپ مجھے ان بڑی بی کا حال بتلا دیں گے
کہ یہ کون ہیں اور عام لوگوں کی طرح کیوں بات چیت نہیں کرتیں۔
لڑکوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری مادر مشفقہ ہیں۔ ۴۰ سال سے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے
صرف قرآن مجید کی آیات سے اپنے مدعا پر ایما اور اشارہ کر دیتی ہیں۔ مبادا کوئی کلمہ ایسا زبان
سے نہ نکل جائے جس پر قیامت میں مواخذہ ہو اور خداوند قدوس ناخوش ہو جائے۔
یہ سنکر عبداللہ ابن مبارک کو بڑی عبرت ہوئی اور بے ساختہ رو پڑے اور کہا
اللہ تعالیٰ جو چاہے اس پر قادر ہے۔
ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ۔والفضل العظم
یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے وہ بڑے فضل والا ہے

صبر

ایک عورت ہر سال بچہ جنتی مگر وہ ولادت سے دو ماہ بعد مر جاتا اسی طرح بیس بچے
اس کی گود خالی کر کے اللہ میاں کے گھر بیسواں بچہ مرنے پر اسے بڑا صدمہ ہوا اور وہ غم سے
بے خود ہو کر بول اٹھی کہ اے اللہ تیری دہائی۔ لونڈی سے کیا تقصیر ہوئی کہ سال میں نو مہینے
محنت اٹھاتی ہے اور صرف دو ماہ خوشی دیکھتی ہے امیر کا درخت جب پھل لاتا ہے تو صرف
دو مہینے اس کی بہار دیکھنا نصیب ہوتی۔ میرے باغ مراد میں (۲۰) پھول کھلے مگر میں نے
سیر ہو کر ایک کی بھی دید نہ کی۔ آئے دن مجھے غم کی ہولی لگی رہتی ہے۔ میرا کوئی بچہ پروان
نہ چڑھا نہ میں نے کسی کو بنتے دیکھا نہ ہنی یہ کہتے ہی اس کی آنکھ سے ٹپ ٹپ آنسو
گرنا شروع ہو گئے اور روتے روتے سو گئی۔
خواب میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک ایسا شگفتہ پر بہار چمن ہے جس پر دنیا کے

تمام باغ نثار ہوں یہ جنت تھی جو اسے دکھائی گئی۔ جنت کو باغ سے نسبت دینا ویسا ہی ہے جیسا کہ نور خالق کی شمع سے مثال پیش کرنا۔ حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ نہ دنیا میں جنت کی مثل کوئی چیز ہے نہ خدا کی طرح کوئی شے صرف ایک خیال دلانے کے لئے ان چیزوں کو بطور مثال پیش کر دیا جاتا ہے۔

اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ چمن کے اندر ایک محل ہے جو چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا ہے۔ اور اینٹیں مشک اور کافور سے چنی ہوئی ہیں۔ اس محل پر موٹے حروف میں اس عورت کا نام لکھا ہے اس کے اندر جا کر عورت نے دیکھا کہ اس میں سب طرح کی نعمتیں موجود ہیں اسے وہاں اپنے سب بچے بھی مل گئے جو اسے دیکھ کر کھل کھلا کر ہنس پڑے ایک فرشتے نے اس عورت سے کہا تو نے جو بچوں کے مرنے پر صبر کیا تھا۔ یہ اس کا اجر ہے کہ خدا نے تیرے لئے عالیشان مکان بہشت میں بنایا ہے۔ جہاں تیرے سارے بچے بھی موجود ہیں۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوئی اس کا تمام ملال جاتا رہا۔ کیونکہ اس نے سمجھ لیا کہ چند روزہ زندگی کے بعد اسے بہت اچھا ٹھکانہ ملنے والا ہے۔ اور چند دن کے فراق سے اپنے بچوں سے دائمی ملاقات ہونے والی ہے۔

جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ اسے بڑا اجر دیتا ہے۔

چڑی مار

ایک چڑی مار نے ایک دن کھیت میں جا کر جال بچھایا اور دانہ ڈالا ایک چڑیا دانہ دیکھ کر جال میں پھنس گئی چڑی مار نے اسی کو غنیمت سمجھا اور جھٹ دوڑ کر اس کو قابو کر لیا۔ وہ چڑیا بڑی سیانی نکلی۔ خدا نے اس کی رہائی کے لئے اس کی زبان میں قوت گویائی پیدا کر دی۔ اس نے کہا اے شکاری تو نے بڑے بڑے جانور شکار کئے اور کھائے پھر بھی تو سیر نہ ہوا چھوٹی سی چڑیا تیری بھوک کیا مٹا سکتی ہے۔ میرے پر الگ کر کے جو گوشت

نکلے گا۔ اس سے تیرے پیٹ کا ایک کونہ بھی نہیں بھر سکتا۔ اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے تین ایسی مفید باتیں بتاؤں جو ہمیشہ تیرے کام آئیں۔ ایک بات تو تیرے ہاتھ پر ہی کہہ دوں گی نصیحت کا دوسرا موتی تجھے اس وقت بتاؤں گی جب تو مجھے چھوڑ دے گا اور میں دیوار پر جا بیٹھوں گی۔ تیسرا اگر ہر شاخ درخت پر ممکن ہو کر تیرے کان میں ڈالوں گی۔

شکاری نے غور کیا کہ چڑیا سچ کہتی ہے۔ اسے کھا کر میری کیا بسر اوقات ہو گی۔ ہاں اس کی کام کی بات مفید ہو سکتی ہے بولا چڑیا مجھے تیری شرائط منظور ہیں۔ یہ لے میں تجھے چھوڑتا ہوں۔ چڑیا اس کے ہاتھ پر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی۔

بھائی جو بات ان ہونی ہو اس کا یقین نہیں کرنا چاہیے۔

یعنی کوئی بات سنکر سوچنا چاہیے کہ کوئی ایسا ہو بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ یہ کہہ کر دیوار پہ جا بیٹھی اور بولی۔ گئی گزری بات کا ذکر کرنا چاہیے نہ غم کیونکہ اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ الٹی پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر چڑیا نے کہا اے شکاری تو بے شک بڑا بدقسمت ہے کہ میں تیرے ہاتھ سے نکل گئی اگر تو مجھے ذبح کر کے پیٹ چاک کرتا تجھے اس میں سے پاؤ بھر وزنی موتی ملتا جس کی قیمت سے تیرے پوتوں تک خوش حال رہتے مگر جو چیز قسمت میں نہ ہو نہیں ملتی۔

یہ سنکر شکاری پچھتانے لگا اور کہنے لگا۔

اے عیار چڑیا تو نے مجھے دھوکا دیا اور میرے ہاتھ میں آئی دولت نکل گئی۔

چڑیا نے یہ سنکر کہا۔

چڑی مار تو بھی عجب احمق ہے کہ اس قدر جلد میری دونوں نصیحتوں کو بھول گیا کیا یہ بات ان ہونی نہیں کہ میرا کل وزن تو چھٹانک بھر ہے اور اس میں پاؤ بھر کا موتی کیا یہ ممکن ہے۔ اگر بفرض محال اسے مان بھی لیں تو بھی تجھے دوسری نصیحت پر عمل کرتے

Marfat.com

ہوئے اس کا غم فضول ہے۔

صیاد چڑیا کی بات سنکر بہت شرمندہ ہوا اور بولا کہ چڑیا تو نے سچ کہا۔
ہاں اب تیسری نصیحت کے پھل بھی برساتی جا۔

چڑیا نے دم ہلائی۔ ایک جھرجھری لی اور پھر سے یہ کہتی ہوئی گئی۔
کہ جو بے وقوف کسی کی نصیحت پر عمل نہ کرے اسے اور نصیحت کرنا فضول ہے۔

بڑھاپا

ایک معمر آدمی چیختا چلاتا طبیب کے پاس آیا اس کے چیخنے چلانے سے ایسا لگتا تھا جیسے یہ ابھی مر جائے گا۔ کہنے لگا۔

حکیم صاحب میری نبض دیکھو میرے پاؤں حرکت نہیں کرتے ایک قدم بھی چلا نہیں جاتا یعنی مرا جسم ایسا سن اور بے حس ہو چکا ہے جیسے کوئی شخص دلدل میں پھنس گیا ہو۔

اس نے کہا۔

تو مرنے کی تیاری کر کیونکہ تیری بیماری بڑھاپا ہے جو لاعلاج مرض ہے۔
بڑھاپے کا علاج موت کے سوا کچھ نہیں اس لئے بوڑھے آدمی کو ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور گزرے ہوئے دنوں کے گناہوں کے لئے معافی مانگنی چاہیئے۔

مکان

ایک امیر آدمی ایک شہر میں وارد ہوا وہ ایسے گھر کی تلاش میں تھا جو ہر طرح آرام دہ ہو۔ اسے کشادہ ہوادار اور کئی چھتوں والے سایہ دار درختوں سے آراستہ جس سے پیراستہ مکان کی ضرورت تھی وہ ایسا گھر لینا چاہتا تھا۔ جس میں نوکروں کے کمرے بھی ہوں دیوان خانہ

اور اصطبل بھی ہو۔ اس نے سارا شہر چھان مارا۔ مگر کوئی مطلب کا گھر نہ ملا۔

اتفاقاً ایک کوچے میں کھڑا ہوا۔ اسے ایک پرانا ہم جماعت دوست مل گیا دونوں بڑے تپاک سے گلے ملے اور ایک دوسرے سے مل کر بڑے خوش ہوئے دوست نے پوچھا بھائی مجھے کوئی خدمت بتاؤ اس نے کہا فی الحال مجھے ایسے مکان کی تلاش ہے جو میری تمام ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ دوست نے کہا یہ کون سا بڑا کام ہے۔ میرے ہمسایہ میں ہی ایک ایسا مکان ہے جس کی تمہیں تلاش ہے اگر وہ ویران اور خراب نہ ہو گیا ہوتا تو وہ اپنی نظیر آپ تھا۔ شہر بھر میں اس جیسا لمبا چوڑا آرام بخش مکان نہ تھا۔ اگر اس کے بڑے دالان پر چھت ہوتی اگر اس کا باورچی خانہ اور دہلیزیں سالم ہوتیں۔ اگر اس کا مردانہ ثابت اور زنانہ قائم ہوتا اگر اس کا تہہ خانہ گر نہ پڑتا اگر اس کی پچھلی دیوار منہدم نہ ہو جاتی۔ اگر اس کا چمن اور پھلاتے ہوئے پھول مردہ نہ ہو گئے ہوتے تو اس سے بہتر مکان ملنا دشوار تھا۔

دوست کی یہ بات سن کر اس متلاشی مکان نے جواب دیا بھائی میں آپ کی مہربانی کا ممنون ہوں مگر مجھے تو مکان چاہیئے اگر مگر سے میری ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ آپ نے خوب میری مدد کی۔

درزی

ایک دن فرصت کے وقت چند دوست بیٹھے دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ باتوں باتوں میں ذکر آ گیا کہ فلاں درزی بڑا عیار ہے۔ لاکھ ہوشیاری سے کام لو مگر وہ اپنا کام کر جاتا ہے اور کوئی کپڑا چوری کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ وہاں ایک ترک سپاہی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ہنسی سے کہنے لگا کہ دوستو! یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ مجھے دھوکا دے تو مانوں میں کل ایک تھان لے جاؤں گا۔ اور اپنے سامنے کٹوا کر کرتا سلواؤں گا اگر وہ تھان سے کچھ کپڑا اڑا جائے تو میں زین بیت گھوڑا ہار جاؤں گا۔

Marfat.com

الغرض وہ سپاہی اطلس کا تھان لے کر درزی کی طرف چلا اپنا گھوڑا ایک طرف باندھ دیا اور درزی کے پاس جا کر یوں مخاطب ہوا۔ درزی میں سنتا ہوں کہ تو بڑا چالاک ہے اوروں کو داد دینا ہو گا۔ مگر میں تیرے داؤ میں آنے والا نہیں درزی نے کہا قبلہ تشریف رکھیئے۔ آپ کے دل میں کس نے شک ڈالا کام کرتے عمر گذر گئی میں ایک کترن تک حرام سمجھتا ہوں کسی اور الو کو میں جل دے بھی دوں مگر آپ جیسے گاہک مجھ سے کب دھوکا کھا سکتے ہیں۔

جب درزی نے ہاتھ قینچی لی تو سپاہی چوکنا ہو کر سامنے جم کر بیٹھ گیا اور اس نے مقراض کے چشموں پر اپنی نگاہیں لگا دیں۔ درزی نے سوچا کہ اسکو باتوں میں لگا کر اور چٹکلے سنا کر غافل کرنا چاہیئے چنانچہ اس نے اسے یہ لطیفہ سنانا شروع کر دیا۔

ایک درزی کی شادی ہوئی۔ بیوی نکمی پڑی ملی۔ اسے استادوں کے ہزاروں شعر یاد تھے وہ ایک دن اشعار سنا سنا کر خاوند سے داد مانگتے اور پوچھنے لگی کہ بتاؤ کیا سمجھے۔ وہ سمجھتا کیا خاک اسے ساری ایجد بھی یاد نہ تھی۔ جب بیوی نے بہت تنگ کیا تو دل میں کچھ سوچ کر بیٹھا تھا سر ہلانے لگ گیا۔ بیوی بولی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تم شعروں کا مطلب سمجھتے ہو اور مجھے یونہی داد دیتے ہو۔ کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ شوہر نے کہا جو کچھ میری عقل میں آتا ہے میں بتا دیتا ہوں۔ بیوی بولی ہاں تو بتاؤ۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ تو میرے پاس نکمی نظر نہیں آتی۔

یہ لطیفہ سن کر سپاہی مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ درزی نے موقع کو غنیمت جانا اور تھان سے ایک چوتھائی حصہ کاٹ کر الگ رکھ لیا۔ سپاہی نے کہا خلیفہ ہاں ایک چٹکلہ اور سنا دیجئے درزی نے ایسا ہی ایک اور لطیفہ سنایا سپاہی کے پیٹ میں مارے ہنسی کے بل پڑ گئے۔ ہنستے ہنستے جب اس کا سر زمین پر جا لگا درزی نے ایک چوتھائی اور کاٹ لیا۔

Marfat.com

اس کے بعد ترک سپاہی نے فرمائش کی کہ استاد ایک لطیفہ اور بھی سنا دو۔ درزی نے کہا اب فرصت نہیں۔ جلد ناپ دو ورنہ کرتا بگڑ جائے گا۔ اور بدن پر تنگ آئے گا۔ ادھر درزی نے کرتا تیار کیا ادھر سپاہی کا گھوڑا چور اڑا لے گیا۔

یہاں سپاہی سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے تقویٰ کے زعم پر شیطانی صحبت میں جا بیٹھا ہے اور شیطان درزی کی طرح اس کو خواہشات نفسانی کے لطیفوں میں لگا کر اس کے عزم کے تھان کو رات دن قینچی سے کاٹ ڈالتا ہے۔

عہدے

بادشاہ نے اپنے ایک صالح اور دیندار عالم کو قاضی القضاۃ کے جلیل القدر عہدے پر فائز کر دیا یہ حکم سنکر وہ زار و قطار رونے لگا۔ اس کے نائب قاضی نے کہا آپ کیوں روتے ہیں! یہ مبارک موقع تو خوشی کا ہے۔ آپ خدا کا شکر بجا لائیں کہ آپ لوگوں کی قسمتوں کے مالک بن گئے ہیں۔ بادشاہ نے خاص اپنا منصب آپ کو عطا فرمایا ہے۔ آپ دیانت سے کام کر کے لوگوں کی دادرسی فرمائیں گے۔ تو آپ کو بادشاہ سے نقد صلہ ملنے کے علاوہ اللہ میاں کے ہاں سے بھی صلہ ملے گا۔ "ہم خرما و ہم ثواب" والا معاملہ ہے۔

قاضی صاحب نے کہا کہ افسوس تم قضا کی مشکلات کا علم رکھتے ہوئے بھی ہمدردی کا اظہار نہیں کرتے۔ مدعی اور مدعا علیہ میرے آئیں گے۔ دونوں اپنے آپ کو سچا ثابت کریں گے۔ ہر ایک اپنی سچائی کی شہادت پیش کرے گا۔ مجھ کو اصل واقعہ کی کچھ خبر نہ ہو گی۔ شہادتوں پر ہی دار و مدار ہو گا۔ تم خود انصاف کرو کہ میں کس قدر مشکل میں پھنسا ہوں گا۔ خلق اللہ کی جان و مال کے متعلق اپنے قیاس سے فیصلہ کرنا بڑا خوفناک کام ہے۔ نائب نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا سب بجا ہے مدعی اور مدعا علیہ کی آنکھوں کو تو حرص نے اندھا کر دیا ہو گا مگر خدا کے فضل سے آپ کی امانت اور دیانت کی دونوں آنکھیں روشن ہوں گی۔ آپ

Marfat.com

انصاف سے فیصلہ کریں گے تو آپ کو کچھ خوف نہیں۔

اگر غرض درمیان آگئی تو ان دو اندھوں کے ساتھ تیسرے اندھے آپ ہوں گے راشی (رشوت خور) قاضی عدل نہیں کر سکتا۔ فریقین مقدمہ اندھے ہوتے ہیں۔ رشوت کھانے والا جج بھی اندھا ہوتا ہے۔ بس اندھا اور اندھوں کی رہبری کیسے ہے۔

بعض رشوت نہیں لیتے مگر سفارش پر انصاف کا خون کر دیتے ہیں۔ بعض تعصب مذہبی سے کام لیتے ہیں۔ بعض دوستی اور رشتہ کا پاس کرتے ہیں۔ بعض بے تعصب مشہور ہونے کے لئے عمداً اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ رشوت ستاں سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ راشی اپنا پیٹ بھر کر ایمان ضائع کرتا ہے۔ اور یہ لوگ مفت میں ایمان کھوتے ہیں۔

امیر مفلس

ایک حیادار لاروشن ضمیر امیر مفلس ہو گیا۔ رسی جل گئی لیکن بل نہ گیا اس نے اپنی ظاہری ایرانہ شان قائم رکھی ایک پرانا کپڑوں کا جوڑا تھا۔ وہی شام کو پہن کر دیوان خانہ میں آ بیٹھتا۔ سر پہ وہی کلاہ گوشہ شکن اور شیروانی زیب تن رکھتا ایک عطر کا پھوہا بھی اس کے کان میں ضرور ہوتا۔ خاتوں پر خاتے آتے مگر کیا مجال کہ پڑوسی کو بھی خبر ہو اس کا ایک دوست دنبہ کی چکی کاٹ کر دے گیا تھا یہ اس سے ہر روز ہونٹ چکنے کر کے مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا باہر نکلتا تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ پلاؤ کھا کر آیا ہے۔

اس کے دوست سب صاحب مقدور اور مشہور دوست پرور تھے۔ یہ اشارہ کرتا تو وہ اس کی سب ضرورتیں پوری کر دیتے مگر اس نے ظاہر داری کو نہ چھوڑا۔

ایک دن بے قسمت کا مارا امیر دوستوں میں بیٹھا ہوا تھا مگر سے لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور بولا کہ ابا آپ جس چیز سے ہونٹوں کو تر کرتے اور مونچھوں کو تاؤ دیا کرتے تھے وہ اس کر

بلی اٹھا کر لے گئی ابا جان اور چچی کا لڑلا بلی کے کس کام آئے گا یہ سن کر وہ بڑا شرمندہ ہوا اور آئیں بائیں کر کے ٹالنے لگا۔

دوستوں نے کہا۔ اب چھپانے سے کیا فائدہ؟ بتاؤ حال کیا ہے! بولا! اب تو سارا بھرم کھل گیا میرے پلے تو ایک درہم بھی نہیں۔ دوستوں نے وہیں بیٹھے چندہ اکٹھا کیا اور اسے اپنے برابر کر دیا۔

جو انسان ظاہر و باطن ایک نہ رکھے وہ آخر کار نادم ہوتا ہے۔ جھوٹی شیخی اور ریاکاری چکنے منہ اور خالی پیٹ کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔

مریضہ

ایک بادشاہ اپنے خواص کے ساتھ شکار کھیلنے نکلا۔ راہ میں ایک بڑی خوبصورت کنیز سے اس کی آنکھیں چار ہوئیں۔ بادشاہ اس پر سو جان سے عاشق ہو گیا۔ اور بہت سا روپیہ دے کر اسے خرید لیا۔ چند روز کے بعد یہ بادشاہ کے دل کی مالک لونڈی بیمار ہو گئی۔ بادشاہ پر وہی مثل صادق آئی کہ گدھا پاس تھا۔ تو پالان نہ تھا۔ پالان ملا تو گدھے کو بھیڑیا لے گیا۔ کوزہ تھا تو پانی نہ تھا۔ پانی ملا تو کوزہ ٹوٹ گیا۔

ہر طرف سے طبیب علاج کے لئے اکٹھے ہو گئے اور لگے دعویٰ کرنے کہ ہم سبح زمان ہیں۔ ہمارے پاس ہر دکھ درد کی تیز سیف دوا ہے۔ ان نالائقوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ اسی وجہ سے ان کا علاج کارگر نہ ہوا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والا مضمون ہو گیا۔

بادشاہ نے جب طبیبوں کا عجز ملاحظہ کیا تو اسے رجوع الی اللہ کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ وہ فوراً ننگے پاؤں مسجد کی طرف بھاگا۔ اور جاتے ہی سجدہ میں گر گیا اور گڑگڑا کر کنیز کی صحت کے لئے دعا مانگنے لگا یا اللہ میں اپنے درد دل کا حال کیا بیان کروں۔ تو دلوں کے بھید جانتا ہے۔ میں نے طبیبوں پر بھروسہ کرنے میں خطا کی میرا قصور معاف کر دے اور

Marfat.com

میری محبوبہ کو شفا عطا فرما۔

اللہ کی رحمت کا دریا جوش میں آگیا اور بادشاہ کو اسی وقت نیند آگئی خواب میں اسے بشارت دی کہ کل جو مسافر تیرے پاس آئے گا اس کے علاج سے کنیز کو شفا ہوگی۔

بادشاہ بڑی بے تابی سے نووارد کی راہ دیکھنے لگا۔ دیکھا کہ ایک بزرگ صورت شخص دور سے ہلال کی طرح ظاہر ہوا۔ جوں جوں نزدیک آتا گیا۔ آفتاب کیطرح اس کی روشنی پھیلتی گئی بادشاہ نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔

الغرض کلام و طعام سے فارغ ہو کر بادشاہ اس بزرگ کو محل کے اندر لے گیا۔ اور بیمار کی حالت بیان کی۔ اس نے چہرہ کی رنگت نبض اور قارورہ دیکھا۔ بیماری کی علامات اور اسباب کے متعلق استفسار کیا اور سب کچھ دیکھ سن کر دل میں کہا کہ علاج ہوتا رہا ہے۔ مگر غلط۔ جو دوا دی جاتی ہے۔ الٹ اسے صفرا و سودا کے غلبہ کی وجہ سے مرض لاحق نہیں ہے۔ بلکہ یہ مریضہ عشق ہے۔ یہ معلوم کر کے اس نے کہا۔ اے بادشاہ امین بیمار سے تخلیہ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ تم پاس رہو نہ کوئی اور میری اور مریضہ کی گفتگو کوئی نہ سنے۔ چنانچہ جب تخلیہ ہو گیا تو اس طبیب نے پوچھا اے شاہ بیگم! یہ تو بتائیں کہ آپ کس شہر کی رہنے والی ہیں یہ میں اس لئے پوچھتا ہوں کہ ہر شہر کا طریق علاج مختلف ہوتا ہے۔ اور اس شہر میں آپ کا کونسا قریبی رشتہ دار ہے۔ آپ اس شہر سے کس طرح جدا ہوئیں اور بادشاہ کے پاس کس طرح پہنچیں۔ یہ کہکر مریضہ کی نبض پر طبیب نے ہاتھ رکھ دیا تاکہ اس کے دل کی کیفیت معلوم کرے کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو اسے نکالنے کے لئے کتنی کاوش کرنا پڑتی ہے پاؤں زانو پر رکھ کر سوئی کے سرے سے کانٹے کا سر معلوم کرتے ہیں۔ جب نہ ملے تو اسے لب سے تر کرتے ہیں۔ جب پاؤں کا کانٹا ایسا دشوار یاب ہے تو دل کا کانٹا معلوم کرنا کیوں کر مشکل نہ ہو۔ ایک نے گدھے کی دم کے نیچے کانٹا رکھ دیا۔ گدھا اسے نکالنے کے لئے ادھر ادھر دولتیاں جھاڑنے اور تڑپنے لگا۔ اس سے کانٹا اور گہرا پیوست ہو گیا۔ آخر

Marfat.com

ایک دانا آدمی نے گدھے کی یہ بیقراری دیکھ لی کہ اس کے زیر دم کانٹا چبھا ہے وہ بڑھا اور دم خر کے نیچے سے خار بدر کر دیا۔ جس سے گدھے کے درد و کرب میں افاقہ ہوا۔ اس طرح اس طبیب نے کنیز شاہ کا خار دل دریافت کر لیا۔

کنیز نے اپنی سرگزشت بیان کرنا شروع کر دی کہ میں فلاں شہر کی رہنے والی ہوں وہاں فلاں فلاں سہیلیاں اور خواجہ تاش ہیں۔ میری فلاں فلاں سہیلیاں اور رشتہ دار ہیں طبیب نے دیکھا کہ اس شہر کے بسنے والوں کے فراق میں یہ بیمار نہیں۔ کیونکہ ان کے ذکر سے نہ اس کا رنگ بدلا نہ نبض میں تغیر واقع ہوا ہے۔ اسی طرح وہ ہر شہر اور گھر کا ذکر کرتی رہی۔ جہاں جہاں اس کی بود و باش رہی۔ مگر نہ اس کی نبض میں غیر معمولی جنبش پیدا ہوئی۔ نہ اس کا رخ زرد ہوا۔ جب کنیز نے بیان کیا کہ میں پھر سمرقند میں آئی۔ سمرقند کا نام لیتے ہی اس کے دل سے آہ نکلی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور رو کر کہنے لگی۔ مجھے وہاں خواجہ زرگر نے خرید لیا اس کے پاس چھ مہینے رہی تھی۔ کہ اس نے مجھے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس بیان سے اس کی نبض دل کی تڑپ کا پتہ دینے اور منہ کی زردی درد فراق کا اظہار کرنے لگی۔

حکیم نے رنجور کی بیماری تشخیص کر لی اور کہا مجھے آپ کے مرض کا علم ہو گیا ہے۔ اب اطمینان رکھئے۔ جلد تندرست ہو جاؤ گی۔ حکیم نے باتوں ہی باتوں میں خواجہ زرگر کے محلے اور مکان کا پتہ پوچھ لیا اور کہا کہ یہ حال بادشاہ سے بھی نہ کہنا۔ بھید چھپانے سے مراد جلد حاصل ہوتی ہے۔

الغرض طبیب کنیز کے پاس سے اٹھ کر بادشاہ کے پاس آیا اور بتایا میں نے مرض معلوم کر لیا ہے۔ فلاں زرگر کو سمرقند سے روپیہ کا لالچ دے کر بلا لو وہ آئے گا۔ تو کنیز صحت یاب ہو گی۔

بادشاہ نے اپنے دو خاص دانا مصاحب سمرقند بھیجے جو اس سنار سے ملے اور اس

Marfat.com

کو اطلاع دی کہ بادشاہ تمہاری ہنرمندی کا شہرہ سنکر بڑا خوش ہوا ہے۔ اس نے تمہارے لئے بیش قیمت خلعت اور سیم و زر بھیجا ہے۔ اس کی خواہش ہے تم اس کے پاس آؤ اور اس کے خاص مصاحبوں میں شامل ہو جاؤ۔

بادشاہ کی یہ عنایت دیکھ کر زرگر بہت خوش ہوا اور اسی وقت اپنا وطن اور زن و فرزند چھوڑ کر بادشاہ کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے اٹھ کر اس کی تعظیم کی اور سونے کا خزانہ اس کے حوالے کر دیا اور کہا کہ بے فکری سے ہمارے پاس رہو اور بادشوں کے لائق سونے کے زیورات اور برتن تیار کرو۔ چنانچہ وہ بڑی خوشی سے اپنے کام میں لگ گیا۔ بادشاہ نے اس کے کام پر بڑا اظہار خوشنودی کیا اور کہا کہ میں اس کے صلہ میں تمہیں اپنی خاص کنیز عطا کرتا ہوں۔ چنانچہ وہی کنیز جو اس زرگر کے فراق میں سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھی اسے دے دی۔ کنیز جب اپنے محبوب کے پاس پہنچی تو اس کا دکھ درد سب جاتا رہا چھ مہینے میں وہ بالکل صحیح سلامت ہو گی۔

اس کے بعد اس طبیب نے اس زرگر کے لئے ایسا شربت تیار کیا جسے پی کر وہ گھل گھل کر جائے۔ طویل بیماری کے سبب زرگر کا رنگ روپ جاتا رہا۔ آنکھیں اندر کو گھس گئیں۔ چہرے کی سرخی جاتی رہی مردنی چھا گئی۔ یہ حالت دیکھ کر کنیز کی محبت بھی آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔ چنانچہ جب زرگر نے یہ جان دی۔ کنیز کا دل اس کے عشق سے خالی ہو چکا تھا اس ترکیب سے طبیب نے کنیز کے مرض عشق کا علاج کیا اور اسے تندرست کر کے بادشاہ کے دل کو مسرور اور آنکھوں کا نور بنا دیا۔ ظاہری صورت کا عشق آخر کار بدنامی اور بے عزتی کا موجب اور معشوق کا رنگ و روغن اس کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔

چمار

ایک چمار عطاروں کے بازار میں سے گزرا۔ اس کا دماغ بدبو سے مانوس تھا خوشبو

Marfat.com

نے اسے بے ہوش کر دیا۔ اور وہ چکرا کر گر پڑا۔ ادھر ادھر سے لوگ دوڑے آتے ہر ایک اس کو ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگا۔ کوئی اس کے دل پر ہاتھ ملنے لگا۔ کوئی اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کو سہلانے لگا۔ کوئی اس کا سر دبانے لگا کسی نے بخور و عود سلگا کر اسے سنگھایا اور کسی نے گلاب چھڑکنا شروع کر دیا۔ کوئی اس کے سانس کی طرف دیکھے۔ کوئی کہتا تھا اس کا منہ سونگھو۔ اس نے شراب پی ہے یا بھنگ نوشی کی ہے۔ ایک دوڑ دوڑا گیا اور اس کے بھائی کو بلا لایا۔ بھائی نے پوچھا وہ کہاں بے ہوش پڑا ہے جواب ملا عطر فروش کے بازار میں بھائی سمجھ گیا کہ بے ہوشی کی وجہ کیا ہے وہ تھوڑا سا کتے کا گوں آستین میں چھپا کر لایا۔ لوگوں سے کہا کہ اس کے پاس سے ہٹ جاؤ مجھے اس کی بیماری کا پتہ ہے۔ جب مرض کی تشخیص ہو جائے تو علاج آسان ہو جاتا ہے۔

بھائی نے دل میں کہا کہ اس کا دماغ رات دن بدبو سونگھنے کا خوگر ہے۔ عطر کی خوشبو نے اسے بیہوش کر دیا۔ قرآن شریف میں صاف مذکور ہے کہ خبیثات خبیثوں کے لئے اور طیبات طیبوں کے لئے ہیں۔

کافروں کو وہی عطر ناشگوار معلوم ہوا اور انہوں نے پیغمبر سے کہا ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے یہ لوگ ہولعنت میں پلے تھے۔ پیغمبر کی نصیحت ان کو بری معلوم ہوتی تھی۔ اسی طرح چمار نے بدبو میں نشو و نما پائی تھی جب وہ عطر فروشوں کے پر خوشبو بازار میں سے گزرا۔ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ چمار کا بھائی خلقت کو پاس سے ہٹا کر بیہوش کے قریب پہنچا اور اپنا منہ اس کے کان پر لگا دیا گویا کہ وہ کچھ افسوں پھونک رہا ہے مگر دراصل وہ سرگین سنگ جو اس نے اپنی ہتھیلی میں مل لیا تھا اسے سنگھا رہا تھا۔ جونہی بدبو اس کے دماغ میں پہنچی تو وہ ہلنے لگا اور آخر ہوش میں آ گیا۔ لوگوں نے اسے بھائی کی کرامت سمجھا کہ اس نے مردے کو جلا دیا۔

میں اشخاص کو نصیحت کی جو شیوہ ناخوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ وہ اس کیڑے کی طرح ہیں جس نے گندگی میں پرورش پائی۔

Marfat.com

سویا ہوا شخص

ایک سپاہی اپنے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص راستے میں پڑا غافل سو رہا ہے اور اس کا منہ کھلا ہے۔ ایک چھوٹا سانپ اپنے کسی دشمن کے خوف سے دوڑتا ہوا آیا اور اس سوئے ہوئے شخص کو بل سمجھ کر اس کے منہ میں گھس گیا۔ سوار نے یہ ماجرا دیکھا تو اس نے سوچا کہ سانپ کو اس کے پیٹ سے کسی طرح نکالنا چاہیئے فوراً اسے ایک ترکیب سوجھی اس نے گھوڑے سے اتر کر اس نادان غافل کی گدی پر چند مکے تان کر لگائے وہ بلبلا کر اٹھا اور گھبرا کر بھاگا۔ پاس ہی سیب کے چند درخت تھے وہاں جا کر ٹھہر گیا۔ سوار بھی فوراً سر پر پہنچا اور بولا اے بے وقوف اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو جس قدر درختوں کے نیچے بوسیدہ سیب گرے پڑے ہیں ان کو کھا لے۔ ورنہ میں ابھی تلوار سے تیرا کام تمام کر دوں گا۔ وہ کھانے لگ گیا جب کھا کھا کر تھک گیا اور اس کے معدے میں گنجائش نہ رہی تو سوار نے کہا اب میرے گھوڑے کے آگے آگے دوڑ۔ اگر کہیں دم لیا تو میں تجھے جان سے مار ڈالوں گا جب یہ دوڑتے دوڑتے تھک کر ذرا سستانے لگتا تو سوار تڑاق سے اس کے کوڑا رسید کرتا وہ پھر بھاگتا۔ تا آنکہ وہ تھکان سے چور ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ حوالدار صاحب! میں نہ چور ہوں نہ چور کا بھائی مجھے آپ کس جرم کے عوض عذاب دے رہے ہیں۔ سپاہی نے پھر دو تین ڈنڈے رسید کئے اور کہا نوک دم بھاگ۔ بیچارہ پھر دوڑنے لگا۔ اس طرح تیزی سے بھاگنے سے صفرا ہیجان میں آیا اور اسے قے پر قے آنے لگی۔ آخری قے جو زور سے آئی تو سانپ بھی ساتھ ہی باہر نکل آیا جب اس نے سانپ کو دیکھا تو اس کو سمجھ آئی کہ سپاہی نے کس غرض سے اسے مارا پیٹا اور دوڑایا بھگایا ہے۔ اس نے سوار کا دل و جان سے شکریہ ادا کیا اور کہا خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے میری جان بچائی تیری سختی چونکہ میرے لئے فائدے کے لئے تھی اس لئے وہ عین نوازش اور مہربانی تھی۔

ماں باپ اور استاد جو لڑکے پر سختی کرتے ہیں وہ حقیقت میں اس کے لئے مہربانی ہوتی ہے۔ مگر لڑکا اپنی نادانی کی وجہ سے اس کو برا مانتا اور بھاگتا ہے۔ سعادت مند لڑکا وہی ہے جو ان کا حکم فوراً مان لے اور تعمیل سے گریز نہ کرے۔

توبہ

ایک شخص نصوح نامی تھا۔ اس کے شکل و صورت اور آواز بالکل عورتوں جیسی تھی۔ وہ لباس بھی زنانہ پہنتا عجب گھر سے باہر نکلتا۔ چادر سر بند اور نقاب پہن کر نکلتا۔ اس نے زنانہ حمام میں دلال کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا۔ وہ امیر زادیوں کو نہلایا کرتا تھا۔ اس زبوں فعل پر اس کے ضمیر نے اسے بارہا ملامت کی اور وہ تائب بھی ہوا۔ مگر اس کا سرکش نفس اس کی توبہ کو شکست دے دیتا۔

ایک دن نصوح ایک بزرگ کے پاس گیا اور التجا کی کہ یا حضرت میرے حق میں دعائے خیر کریں۔ بزرگ نے صفائے قلب سے اس کی زبوں حالت کا مشاہدہ کر لیا۔ مگر حلم سے کام لیا اور اسے نہ جتایا کہ تم نے کیسا برا کام اختیار کر رکھا ہے۔ خدا رسیدہ مردوں کا دل گنجینہ راز ہوتا ہے۔ مگر اپنے لبوں پر قفل لگائے رکھتے ہیں وہ خدائے ستار کے بندے لوگوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں پردہ دری نہیں کرتے اللہ تعالیٰ جس کے سینوں کو اسرار کے گنجینے بنا دیتا ہے ان کے منہ پر خاموشی کی مہر لگا دیتا ہے۔

بزرگ نے نصوح کی درخواست دعا سن کر قسم فرمایا اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے پکی توبہ عطا کرے۔ عارف کی دعا عام لوگوں دعا کی طرح نہیں ہوتی اور وہ لب سے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ اجابت حاصل کر لیتی ہے۔ نصوح وہاں سے رخصت ہو کر جب حمام میں آیا تو بادشاہ کی بیٹی نہانے آئی۔ خدا کی قدرت اس کا ایک قیمتی موتی کھو گیا۔ جو معمول تلاش پر نہ ملا آخر فیصلہ ہوا کہ حمام کا دروازہ بند کر دیا جائے اور تمام عورتوں کے کپڑے

آمار کر تلاشی لی جائے یہ حالت دیکھ کر نصوح خوف سے ایک طرف کو لے جا پڑا۔ اس کا چہرہ زرد ہو گیا اور ہونٹ نیلے پڑ گئے اسے دکھائی دے رہا تھا۔ کہ اب بردہ فاش ہو گا۔ اور جان سے مار ڈالا جاؤں گا۔

وہ درخت کے پتوں کی طرح لرز رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! میں جتنا گنہگار ہوں اور کوئی نہ ہو گا۔ کاش مجھے میری ماں نہ جنتی یا مجھے کوئی شیر پھاڑ کھاتا۔ تاکہ میری جان ایسا دردناک عذاب نہ اٹھاتی جو اس وقت لاحق ہے۔ یا اللہ جو مجھ بدکردار کے شایاں نہ تھا میں نے کیا تو وہ کر جو تیری شان ستاری کے لائق ہے۔ میں بارہا توبہ کرتا اور توڑتا رہا اس دفعہ مجھے ذلت و رسوائی سے بچا لے تو میں پھر کبھی اس حمام میں نہ گھسوں گا۔

وہ اسی آہ زاری میں تھا کہ آواز آئی کہ اے نصوح اب تیری باری ہے تلاشی دینے کے لئے تیار ہو جا۔ یہ آواز سنکر اس کے ہوش اڑ گئے اور وہ بے ہو کر گر پڑا۔ جب وہ غودی سے گزر گیا۔ تو اللہ کی رحمت جوش میں آگئی فوراً ایک شاہی کنیز نے کوٹھڑی کر گوہر نایاب مل گیا۔ اب کسی کی تلاشی نہ لو موتی مل جانے کا مژدہ سن کر تمام حمام والوں نے خوشی کا نعرہ مارا جس کی آواز سے نصوح کو بھی ہوش آگیا۔ اس کے پاس سب عورتیں دوڑی آئیں کہ نصوح ہمیں معاف کر دے ہم نے ناحق بدگمانی کر کے گناہ غیبت مول لیا۔

اصل بات یہ تھی کہ شہزادی کی خدمت خاص نصوح سے متعلق تھی۔ اور جتنا قرب اسے حاصل تھا اور کسی کو نہ تھا۔ اس لئے سب کا گمان غالب یہی تھا۔ کہ موتی سوائے نصوح کے اور کسی نے نہیں اڑایا۔ سب سے پہلے تلاشی اسی کی لینا چاہیئے تھی۔ مگر اس کی رعایت کی گئی کہ اور جگہ تلاش جاری رکھیں تاکہ نصوح کو گھر پھینک دینے کا موقع مل جائے اور اسے رسوا نہ ہونا پڑے۔ اب عورتوں کا اس سے معافی مانگنا محض دفع الوقتی کے طور پر تھا۔

نصوح نے دل میں کہا یہ مجھ سے کیا معافی طلب کرتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سب سے زیادہ میں ہی مجرم ہوں میرے جرم پر مجھے معلوم ہیں یا میرے خدائے غفار کو۔ میں

نے پہلے ابلیس کی شاگردی اختیار کی مگر پھر میری شیطانیت کے سامنے شیطان کی مکاریاں گرد ہو گئیں۔ اللہ میرے سب عیب دیکھتا ہے اور پردہ پوشی کرتا رہا ہے تاکہ میری نصیحت نہ ہو اب اس نے مجھے توبہ کی توفیق بخشی اور مجھے عذاب دوزخ سے بچا لیا میں کنوئیں میں پڑا غرق ہونے کو تھا کہ میرے دل سے آہ نکلی جس نے مجھے رسے کا کام دیا اور میں چاہ سے نکل آیا اب میں خدا کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر میرا ہر بال زبان بن جائے پھر بھی میں اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ الغرض حمام سے باعزت و آبرو رخصت ہو کر نصوح گھر آیا۔

اس کے گھر شہزادی نے کنیز بھیج کر اسے بلا بھیجا کہ اے نصوح! آ میرا سر دھو جا۔ دل نہیں چاہتا کہ تیرے سوا کوئی اور ملے اور سر دھوئے۔ نصوح بولا، اے کنیز! شہزادی کی خدمت میں عرض کر دے کہ میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہے۔ کیونکہ میں بیمار ہوں۔

اب یہ خدمت کسی اور کے سپرد کر دیں اور دل میں کہا کہ میں خدا خدا کر کے موت کے منہ سے چھوٹا ہوں۔ اب میں خدا کو حاضر ناظر جان کر دل و جان سے توبہ کر لی ہے۔ خواہ میری جان بھی جائے میں توبہ نہیں توڑوں گا۔ چنانچہ وہ توبہ پر قائم رہا اور پھر اس نے کبھی حمام اور شاہزادی کی طرف جانے کا نام نہ لیا۔

نصوح نے سچے دل سے توبہ کی خدا نے اس کی عزت رکھ لی اور اس کی توبہ ضرب المثل بن گئی۔ سچ ہے جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے خدا اسکو خواری و ذلت سے بچا لیتا ہے۔

دو غلام

ایک بادشاہ کے پاس دو غلام آئے جو حسن میں لاجواب اور ہر فن میں طاق تھے۔ خوش نویسی میں آقائے عماد۔ نظم میں نظامی، مصوری میں مانی و بہزاد، تدبیر میں نظام الملک دانش و اخلاق میں ارسطو، حکمت اشراق میں افلاطون، لغت میں جوہری کو میں ابن حاجب

Marfat.com

اور رضی اور ابن اثیر ہندسہ میں قلیدس، حافظہ میں ابن سینا۔ طب حدیث فقہ قرآن اور نسبت، علم کلام اور سپہ گری الغرض ہر علم و فن میں ید طولے حاصل تھا۔ ایک سے ایک بڑھ کر تھا۔

ان دو میں سے ایک کو گندہ دہنی کا عارضہ تھا اور دوسرے میں کوئی ظاہری عیب نہ تھا۔ بادشاہ دونوں پر یکساں مہربان رہا۔ ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ ان کے باطنی کمالات کو آزمانا چاہیئے۔ وہ گندہ دہن غلام کو خلوت میں لے گیا اور اس سے کہا کہ تیرا دوست تیری پیٹھ پیچھے بدگوئیاں کرتا ہے۔ تیری نسبت وہ چور گندہ دہن جھوٹا۔ حقیر اور خدا جانے کتنے ناسزا کلمات بکتا ہے۔ بادشاہ کی باتوں کو وہ بڑی توجہ سے سنکر بولا۔ میرا دوست تو بڑا باحیا ہے خوش خلق اور نیک آدمی ہے۔ مجھے اس جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ دوست میں کوئی عیب دیکھتا ہے تو صاف منہ پر کہہ دیتا ہے۔ میں نے بارہا آزمایا اور معلوم کیا ہے کہ وہ جھوٹ کبھی نہیں بولتا۔ ممکن ہے کہ مجھ میں یہ عیب ہوں ورنہ وہ ایسا کہنے والا نہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے منہ بنا کر اس سے کہا دور ہو اور جا کر پس پردہ بیٹھ۔

اس کے بعد بادشاہ نے اس کے ساتھی غلام کو بلایا اور کہا کیا سبب ہے۔ تیرا رفیق تجھ میں سد اعیب بیان کرتا ہے۔ وہ تجھے غدار، چور، کذاب اور مکار وغیرہ کہتا ہے یہ سن کر اس غلام کو بڑا غصہ آیا اور اس کے منہ سے جھاگ اٹھ کر فرش پر گری۔ اس غضب کی حالت میں وہ گالیاں بکنے لگا۔ اور اس کے حسب و نسب کے بیسیوں عیب بیان ڈالے۔ بادشاہ نے سن کر کہا۔ بس خاموش۔ مجھے تیری خو معلوم ہو گئی۔ مجھے فقط یہ آزمانا تھا کہ تم دونوں میں سے پاک باطن کون ہے۔ پتہ لگ گیا کہ وہ پاک دل اور سعید ہے اور تو پلید اور شیطان۔ اس کے بعد بادشاہ نے اس کا رتبہ بڑھایا اور اسے نظروں سے گرایا۔

خربوزہ

لقمان کو گردش زمانہ سے غلام بننا پڑا۔ مگر آقا آپ کی دانائی [illegible] غلام بن

گیا کبھی کوئی چیز نہ کھاتا جب تک کہ آپ اسے نہ دیتے پھر جب کھانے لگتا پہلے لقمان کو کھلاتا وہ مختصراً کہا کرتا تھا کہ میں لقمان کا الش خوردہ (جھوٹا کھانے والا) ہوں۔

ایک دن کوئی شخص لقمان کے آقا کے پاس ایک خربوزہ بطور سوغات لایا۔ لقمان پاس نہ تھے۔ نوکر سے کہا کہ انہیں بلا لا۔ جب وہ آئے آقا نے ایک قاش (پھانک) کاٹ کر انہیں دی لقمان نے جو اس کے کھانے میں ظاہر کی۔ آقا نے نے خوشی سے سارا خربوزہ چیر کر انہیں کھلا دیا۔ صرف آخری ایک قاش اپنے منہ میں ڈالی۔ مگر چکھتے ہی اسے اگل دیا۔ کیونکہ وہ بڑی تلخ اور تند تھی اس سے اس کی زبان میں آبلہ پڑ گیا۔

آقا نے لقمان سے کہا کہ میں بڑا حیران ہوں کہ تم اتنا کڑوا زہر کھاتے رہے اور نہ کہا کہ یہ کھانے کے قابل نہیں میں نہیں کھاتا۔ لقمان بولے آقا! آپ مجھے خوشی سے کھلا رہے تھے۔ مجھے شرم آئی کہ میں آپ کی مسرت کو رد کروں۔ علاوہ ازیں میں نے آپ کے ہاتھ سے ہزاروں نعمتیں لے کر اسے کھائی ہیں۔ میں نے ایک تلخ چیز چکھ کر یہ کہنا مناسب نہ سمجھا کہ آقا میں اسے نہیں کھا سکتا۔ یہ کھانے کے لائق نہیں۔

مخبر

ترکوں کا ایک خونخوار گروہ لوٹ مار کرتا ہوا اور ایک گاؤں میں داخل ہوا۔ وہاں انہوں نے دو آدمیوں کو پکڑ لیا ایک کے ہاتھ باندھ کر اسے قتل کرنے لگے اس نے پوچھا صاحبو! مجھے آپ کس لئے قتل کرتے ہیں میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے آپ میرے خون کے پیاسے کیوں ہیں؟ میں ایک درویش آدمی ہوں۔ تن پر کپڑا نہیں پلے پیسہ نہیں مجھے مار نے سے آپ کو کیا حاصل ہو گا۔ انہوں نے جواب دیا ہم تجھے اس لئے قتل کرتے ہیں تاکہ تیرا ساتھی ہیبت زدہ ہو کر مال نکال دے اس نے یہ سنکر کہا کہ میرا ساتھی تو مجھ سے بھی زیادہ مفلس ہے۔ وہ روپیہ کہاں سے نکالے گا۔ ترکوں نے کہا کہ ہمیں مخبر نے اطلاع دی ہے کہ

Marfat.com

وہ مالدار ہے۔ وہ مسکین کسا ہوا شخص بولا ہم دونوں ایک جیسے ہیں اگر وہ مالدار ہے تو میں بھی مالدار ہوں آپ کے نزدیک ہم دونوں احتمال اور شک کے مقام پر ہیں اس لئے مناسب ہے کہ اس مخبر کو ہمارے سامنے قتل کر دو۔ تاکہ ہم دونوں خوفزدہ ہو کر مال پیش کر دیں۔

اول ویرانی

دہقان کدال لے کر زمین کھود رہا تھا۔ ایک بے وقوف پاس سے گزرا اور کہنے لگا اے کسان! تم کیسے ظالم ہو کہ ہموار زمین کو خراب کر رہے ہو۔ دہقان بولا۔ بیوقوف۔ جا اپنا کام کر تجھے اتنی بھی خبر نہیں کہ ہر ویرانی میں آبادی ہے۔ اے اگر میں زمین کے سینے کو ہل سے نہ چیروں اور اس کے ڈھیلوں کو کدال سے ریزہ ریزہ نہ کروں تو یہ بیج کس طرح قبول کرے گی یہ جو گل و گلزار نظر آ رہے ہیں یہ زمین کی ویرانی ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر زمین کو کھودا نہ جائے تو بیل بوٹے کس طرح اگیں۔ مٹی کھودنے سے قطع نظر اگر تم اور معاملات پر نظر کرو تو معلوم ہو گا کہ ہر خرابی میں آبادی اور ہر تکلیف میں راحت ہے۔ مثلاً جب تک سر بستہ پھوڑے (چغر) کا منہ نہ چیرا جائے مواد خارج ہو کر جسم تندرست نہیں ہو سکتا۔ جب تک خلطوں کو دوا سے نہ ملایا جائے سوزش کس طرح دور ہو سکتی ہے۔ اور شفا کیسے حاصل ہو۔ جب تک درزی کپڑے کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے نہ کرے پوشاک تیار نہیں ہو سکتی۔ جب تک بڑھئی لکڑی اور لوہار لوہے کو کاٹیں مفید طلب اشیاء نہیں بن سکتی۔ جب تک دولوں کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ نہ کر دیں دوائیں نہیں بنا سکتے۔ قصاب جب تک بکری کو چیر پھاڑ کر قیمہ نہ کر دے کرنتے وغیرہ تیار نہیں ہو سکتے۔ جب تک گندم کو چکی میں نہ پیسا جائے کھانا تیار نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ ہر آبادی کے لئے اول ویرانی ضروری ہے۔

گھر

ایک لڑکا اپنے باپ کی میت کے ساتھ روتا پیٹتا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے باپ تجھے لے جا رہے ہیں کہ مٹی کے نیچے دبا دیں تجھے ایسے تنگ و تاریک مکان میں لے جا کر ڈال دیں گے۔ جہاں نہ فرش نہ بوریا نہ رات کو چراغ ہے۔ نہ دن کو روٹی۔ اس اجڑے گھر کا نہ دروازہ ہے نہ چھت نہ مہمان کے لئے پانی ہے نہ کوئی ہمسایہ جو مدد کرے۔ تیرا جسم جس کو آ آ کر لوگ چومتے تھے ایسے اندھیرے گھر میں کس طرح رہے گا۔ ایسے بے پناہ اور تنگ مکان میں تیرا رنگ و روغن سب اجڑ جائے گا۔ وہ لڑکا اس گھر کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہہ رہا تھا اور رو رہا تھا۔

ایک غریب آدمی کے بیٹے نے یہ باتیں سن کر اپنے باپ سے کہا۔ خدا کی قسم یہ میت ہمارے گھر کو جا رہی ہے۔ باپ نے کہا۔ اے بیٹا۔ بیوقوف نہ بن اس نے جواب دیا اے بابا نشانیاں تو سن جو وہ بتا رہا ہے۔ سب کی سب ہمارے گھر پر درست بیٹھتی ہیں۔ یہ ہمارا ہی گھر ہے جس میں نہ بوریا ہے نہ دیا نہ کھانا اس کا دروازہ ہے نہ چھت۔

انسان

ایک شخص ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے ہر گزرتے جاتے کا منہ دیکھتا پھرتا تھا۔ اسی شغل میں ہر کوچہ و بازار چھان مارا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ تجھے کس کی تلاش ہے۔ اس نے کہا کہ میں انسان کی جستجو میں ہوں۔ کاش کوئی مل جائے۔ سوال کرنے والے نے کہا ذرا اپنی آنکھیں مل کر غور سے دیکھ تیری نظر میں نقص ہے۔ یہ چلتے پھرتے سب انسان ہی تو ہیں اس نے کہا کہ یہ صرف نام کے انسان ہیں۔ کام کے نہیں مجھے ایسے آدمی کی تلاش ہے۔ جو احسان کرے اور نہ جتائے۔ جو کسی خواہش کا غلام نہ ہو۔ بلکہ اس کو اپنے قابو میں رکھے

Marfat.com

مجھے ان اوصاف کے انسان کی جستجو ہے ورنہ یوں تو انسان پھرتے ہیں۔

بخیل

ایک اعرابی اپنے دم توڑتے کتے کے سر پر سر راہ کھڑا زار و قطار رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے میرے وفادار رفیق! میں تیرے بغیر کس طرح جیوں گا۔ آہ میں بھی تیرے فراق میں گھل گھل کر مر جاؤں گا۔ ایک اہل دل پاس سے گزرا اور روتے ہوئے شخص سے پوچھنے لگا تو کس لئے روتا اور اپنی جان کھوتا ہے؟

اعرابی بولا جس پر گذرے اس کا جی جانتا ہے۔ میرا وفادار دوست مر رہا ہے میرا دل کیوں نہ کڑھے۔ کتا نہ تھا شیر تھا۔ دن کو میرے لئے شکار پکڑ لاتا اور رات کو پہرہ دیتا تھا۔

اس شخص نے پوچھا۔ آخر اسے ہوا کیا؟ بیماری سے جان لب ہے یا زخم سے؟ اعرابی نے جواب دیا۔ نہ بیمار ہے نہ زخمی ہے۔ فقط بھوک سے مر رہا ہے۔ اس نے کہا یہ مرض لا علاج ہے۔ صبر کر خدا تجھے اجر دے گا۔ یہ تو بتا تیری پشت پر یہ گٹھڑی سی کیا دھری ہے۔ اعرابی بولا یہ زاد راہ ہے اس میں روٹی اور گوشت ہے جو ایک ہفتہ کے لیے کافی ہو گا وہ یہ سن کر بڑا حیران ہوا اور پکارا تم بھی عجیب شوم الطبع ہو۔ آنکھوں سے تو رو کر دریا بہا رہے ہو مگر کتے کو روٹی کا ایک ٹکڑا نہیں دیتے۔ ہر منزل پر روٹی مل سکتی ہے۔ اگر تمہاری نیت کھوٹی نہ ہو تو کتا بھوک سے ہلاک نہیں ہو سکتا۔ اعرابی نے کہا میں کچھ سڑی تھوڑا ہی ہوں کہ محبت کو بڑھا کر جنون کے درجہ تک پہنچا دوں۔ آنسو بہانے سے میرا کیا بگڑتا ہے گھاٹے سے تو کچھ تھوڑا ہی کھلتا ہے۔

پستہ

ایک شخص نے بطور جاسوس بیان کیا کہ ہندوستان میں ایک بڑا درخت ہے۔

Marfat.com

جس کے سایہ کا پھیلاؤ کئی کوس تک ہے۔ اس کی جڑ پاتال کی خبر لاتی ہے اور اونچائی آسمان تک پہنچتی ہے۔ درخت کی عمر ہزاروں سال ہے۔ اس کا پھل تمام خلقت کھاتی ہے۔ لیکن اس کے پتوں کے متعلق لوگوں کا یقین ہے کہ وہ نہایت تلخ اور بدمزہ ہوتے ہیں جس شخص کو قسمت سے کوئی پتہ ہاتھ لگ جائے اور جی کڑا کر کے کھا جائے تو وہ قیامت تک نہیں مرتا۔ اسی درخت کو ہند کے رشی درخت زندگی کہتے ہیں۔ اس کے نیچے سرداں خدا سالہا سال اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کب کوئی پتہ جھڑے اور ان کے ہاتھ آئے۔

بادشاہ کے ایک مصاحب نے یہ بات سنی تو وہ اس چیستان کو نہ سمجھا اور اس نے بادشاہ کے سامنے بہت نمک مرچیں لگا کر اس درخت کی تعریفیں شروع کر دیں بادشاہ کے ایک وزیر سے یہ مصاحب کچھ ناراض تھا۔ اس لئے ساتھ ہی اس نے کہہ دیا کہ اس وزیر کے سوا اور کسی کا کام نہیں کہ اس درخت کا پتہ لگا کر اس کا پتہ لائے جسے کھا کر بادشاہ حیات جاوید حاصل کرے۔ بادشاہ نے اس وزیر کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً ہندوستان جاؤ اور دو برس کے اندر اندر مجھے پتہ لا کر دو۔

"حکم حاکم مرگ مفاجات" وزیر خزانہ لے کر جانب ہند روانہ ہو گیا اور اس درخت کی تلاش میں ہندوستان کے تمام شہر میدان پہاڑ اور جنگل چھان ڈالے جب اس کا خزانہ ختم ہو گیا تو وہ فقیر بن کر پیدل تلاش کرتا رہا مگر اس کا پتہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ جب وہ بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اللہ کیطرف رجوع کیا اسے خواب میں الہام ہوا کہ ہمارا ایک دوست مرغاب میں ہے وہ تمہارا مقصد پورا کرے گا۔ خواب میں یہ مژدہ پا کر وہ مرغاب کی جانب چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ خلقت ایک طرف جوق در جوق چلی جا رہی ہے یہ بھی اس طرف کو ہو لیا۔ دیکھا کہ ایک بزرگ خندہ رو اور شیریں بیان تشریف فرما ہیں اور لوگ ان کے گرد باادب بیٹھے ہیں۔ وزیر بھی نہایت عاجزی سے بیٹھ گیا اور اپنی داستان بیان کرنے لگا۔ بزرگ نے سنکر جواب دیا کہ تم نے قاتل کا مدعا نہیں سمجھا

Marfat.com

لفظوں کو لے لیا۔ معانی پر غور نہ کیا وہ درخت زندگی علم و ہنر ہے۔ اور اس کا پتہ خدا کی معرفت جس کو علم حاصل کر کے خدا کی معرفت کا پتہ مل جائے وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔

وہم

ایک مکتب کا استاد بڑا سخت گیر سنگدل اور ڈراؤنی شکل کا تھا۔ لڑکے اس کی سختی سے تنگ آئے ہوئے تھے اور دعائیں کرتے تھے کہ خدا ہمیں اس سے نجات دلا۔ اس کی صحت بہت اچھی تھی۔ اسے کبھی بخار بھی نہ آتا تھا۔ ایک دن لڑکوں نے بیٹھ کر مشورہ کیا کہ کوئی تجویز کی جائے جس سے ہم چند روز کے لئے ہی اس سے خلاصی پائیں۔ ان کا خلیفہ بڑا چلتا پرزہ تھا۔ اس نے کہا تجویز میں بتا دیتا ہوں۔ بشرطیکہ تم اس پر عمل کرو اور سوگند کھاؤ کہ راز فاش نہ کرو گے سب نے قسمیں کھائیں کہ ہم استاد سے اس کا ذکر اور عنازی نہ کریں گے خلیفہ نے کہا بات یہ ہے کہ ہم میں سے جو بھی استاد کے پاس جائے بعد از سلام جھک کر اس کے چہرے کی طرف دیکھے اور رکے۔ استاد جی کیا بات ہے کہ آپ کا چہرہ نصیب دشمناں کچھ زرد سا ہے! جب وہ ہر ایک سے یہی کلمہ سنے گا۔ وہم اس کے دل میں گھر کر کے اسے بیمار بنا دے گا سب لڑکوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور اس پر عمل کرنے کا عہد کر لیا۔

جب دوسرے دن مدرسہ کھلا اور استاد صاحب تشریف لائے پہلے لڑکوں کا خلیفہ استاد کے پاس گیا۔ جھک کر سلام کیا۔ چہرے پر نظر ڈالی اور بولا۔ ہیں یہ کیا بات ہے؟ استاد جی آپ کا چہرہ کیوں اس قدر زرد ہے۔ نصیب دشمناں آپ کچھ بیمار سے معلوم ہوتے ہیں استاد نے کہا کیا بات ہے۔ جا اپنی جگہ بیٹھ پھر دوسرا لڑکا آیا۔ اس نے بھی سلام کیا جھک کر چہرے کی طرف دیکھا اور کہا۔ استاد صاحب! آپ کے چہرے کی زردی بتا رہی ہے۔ کہ سر میں درد ہے۔ خدا خیر کرے اور ہمارے استاد کو بخریت رکھے۔ جب تیسرا لڑکا آیا تو اس نے بھی وہی کہا جو پہلے لڑکے کہہ چکے تھے۔ الغرض ساری جماعت نے استاد کو بیمار بنا دیا!

اس کا وہم بڑھتے بڑھتے یقین کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اسے سر میں درد محسوس ہونے لگا۔ اس نے لڑکوں سے کہا اب میں یہاں بیٹھ نہیں سکتا۔ میرے گھر چلو وہیں سبق پڑھ لینا۔

استاد لڑکوں کو لے کر گھر پہنچا۔ بیوی سے کہا جلد بستر بچھا۔ تکیہ دے اور لحاف مجھ پر ڈال دے۔ میرا سر دکھتا ہے۔ پٹی کس کر باندھ دے۔ بیوی نے کہا آئینہ دیکھ لو۔ چہرے پر بیماری کے آثار مطلق موجود نہیں محض وہم ہے جس کا علاج لقمان کے پاس بھی نہیں استاد نے اسے جھڑک دیا کہ باتیں نہ بنا جس تن لگے وہی تن جانے دکھیا کی کوئی نہ مانے۔

الغرض وہ سچ مچ بیمار بن گیا اور درد سے ہائے ہائے کرنے لگا۔ لڑکوں نے کہا استاد کو اتنی کوشش سے بیمار کیا مگر پڑھنا پھر بھی پڑا۔ خلیفہ نے کہا زور سے پڑھنا شروع کر دو۔ لڑکوں نے گھر سر پر اٹھا لیا۔ استاد نے کہا۔ کم بختو! میں بیمار ہوں اور تمہیں مجھ سے کوئی ہمدردی نہیں۔ تم شور مچا رہے ہو۔ میرا سر پھٹا جاتا ہے میرے گھر سے نکل جاؤ جیتا رہا تو پڑھا دوں گا۔ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا لڑکے خوش خوش گھروں کو آئے۔ محلے بھر میں کہرام مچ گیا۔ عورتیں بولیں ملا کی عقل پر پردہ پڑ گیا کہ ان وحشیوں کو کھلا چھوڑ دیا۔ لڑکے بولے استاد جی بیمار ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں چھٹی مل گئی ہے سب کو اس پر حیرت ہوئی۔ استاد جی کے گھر آ کر دیکھا کہ آپ واقعی بیمار ہوئے ہیں۔ بستر پر پڑے ہیں۔ پوچھا کیا ہوا۔ صبح تک تو آپ چنگے بھلے تھے بولے میری بیوی نے مجھے نہ بتایا کہ میں بیمار ہوں خدا لڑکوں کا بھلا کرے کہ مجھے وقت پر اطلاع دے دی۔ اب دعا کرو کہ خدا مجھے جلد شفا دے۔

ہدہد کا جواب

حضرت سلیمانؑ کو خدا نے جیسی بادشاہی دی تھی۔ اور کسی کو نہیں دی تمام چرند و پرند انسان اور جن یہاں تک کہ ہوا بھی آپ کے تابع فرمان تھی۔ ایک دن آپؑ نے تمام پرندوں

Marfat.com

کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حکم پہنچتے ہی خشکی تری کے تمام جانور دربار حاضر ہو گئے۔

حضرت سلیمانؑ تمام جانوروں کی بولیاں جانتے تھے اور سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا جو جو کمال کسی پرندے میں ہو وہ بیان کرے ہر پرندہ اپنا کمال بیان کرتا جاتا تھا۔ ہدہد کی باری آئی تو اس نے کہا یا حضرت! مجھ میں جو جوہر ہے وہ کسی اور میں نہیں میری نظر بڑی تیز ہے۔ مجھے ذرہ ذرہ دکھائی دیتا ہے۔ اگر میں اونچا آسمان پر اڑ جاؤں پھر بھی زمین کی ذرہ ذرہ چیزوں کو دیکھ سکتا ہوں۔ پانی کا پتہ لگانے میں تو مجھے بڑا ہی کمال حاصل ہے۔ زمین کے نیچے چھپا ہوا پانی بھی مجھے نظر آجاتا ہے میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ پانی میٹھا ہے یا کڑوا اس کا رنگ کیا ہے۔ اس کا نکاس کہاں سے ہے میں تو اس قابل ہوں کہ حضرت مجھے اپنی خدمت میں رکھیں۔

کوے نے یہ بات سنی تو حد سے جل کر کوتہ ہو گیا اور بول اٹھا کہ ہدہد کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر یہ ایسا ہی دور بین اور تیز نظر ہے تو شکاری کے پھندے میں پھنستا ہے اسے زیر آب زمین تو دکھائی دے سکتی ہے مگر جال نظر نہیں آتا یہ کیا ماجرا ہے کوے کا یہ اعتراض بظاہر صحیح تھا تمام جانور اس کے ہم نوا ہو گئے اور کہنے لگے۔

یا حضرت ہدہد کا دعویٰ بے دلیل ہے وہ کوے کی بات کا جواب دے۔

ہدہد نے کہا تجربہ کر کے دیکھ لو۔ میری نظر کا امتحان لے لو میں بالکل سچ کہتا ہوں جال میں پھنسنے کی بات الگ ہے وہ تقدیر کا معاملہ ہے۔ جب تقدیر آتی ہے تدبیر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو عدا کون ہے۔ تدبیر کند بندہ و تقدیر کند خندہ۔ مشہور ضرب المثل ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی اس عقل کو نہیں پہنچ سکتا۔ مگر اس کی عقل بھی تقدیر کے سامنے کچھ کام نہیں کر سکتی۔ اس کی ہر تدبیر کامیاب نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدا اپنی مصلحت کے مطابق اس کی تدبیروں کو توڑ دیتا ہے۔

جب ہدہد نے یہ جواب دیا سب کی زبانیں بند ہو گئیں۔

Marfat.com

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ
ہدہد نے سچ کہا۔ قضا کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔

بادشاہ اور مصاحب

خوارزم شاہ کا ایک مصاحب بڑا وفادار اور جان نثار تھا اس کو بادشاہ سے ایسا ہی عشق تھا۔ جیسا کہ پروانہ کو شمع سے ایک دن اس سے لغزش ہو گئی جس پہ بادشاہ سخت ناراض ہوا۔ غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا اور تلوار کھینچ کر آگے بڑھا تاکہ مصاحب کا سر تن سے جدا کر دے۔ یہ دیکھ کر دربار میں ایک سناٹا سا چھا گیا کیونکہ قصور اتنا بڑا نہ تھا کہ مصاحب واجب القتل ٹھہرتا۔ سبھی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو قتل سے روکیں۔ مگر اس کے خوف سے کسی کو جرات شفاعت نہیں ہوتی تھی۔ اس وقت دربار میں عماد الملک بھی تھا۔ جسے بڑھاپے نے نہایت ناتواں کر رکھا تھا۔ وہ لپک کر آگے بڑھا اور غضبناک بادشاہ کے سامنے اپنی گردن خم کر کے کہنے لگا میں حضور کو مصاحب کی طرف نہیں بڑھنے دوں گا۔ جب تک کہ پہلے مجھے قتل نہ کر لیں۔ میں نے بادشاہ کا نمک کھا کھا کر سر سفید کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ بادشاہ کی گردن پر ناحق خون چڑھے امید ہے کہ بادشاہ میری عرض کو قبول فرماتے ہوئے ارادہ قتل سے باز رہیں گے۔

یہ سن کر بادشاہ کا قہر دھیما پڑ گیا۔ اس نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور عماد الملک کو گلے لگا لیا اور اس کے ہاتھوں کو چوما اور کہا میں نے مصاحب کی خطا معاف کی بے شک تعمیل شیطانی کام ہے اور میں اس پر نادم ہوں۔

مصاحب کو عماد الملک نے موت کے منہ سے بچایا تھا۔ اس لئے لازم تھا۔ کہ اس کے پاؤں دھو دھو کر پیتا اور تا عمر اس کا خادم بنا رہتا۔ مگر اس نے اس کے برعکس عمل کیا عماد الملک نے کلام کرنا تک کر دیا۔ لوگوں میں اس کا چرچا ہوا تو سب اسے لعنت ملامت کرنے لگے کہ تو عجب

احسان فراموش اور ناشکرا ہے کہ اپنے جذبات سے منحرف ہو بیٹھا۔

شاہ آقا اور میں بندہ شاہ کا
جو وہ کرتا مجھ کو سب منظور تھا
بخشنا یا مارنا اس کی خوشی،
اس نے میری بات کر دی کر کری

زندگی کس طرح گذرتی ہے

ایک شخص نے ایک درویش سے پوچھا کہ آپ کی زندگی کس طرح گذرتی ہے اس نے جواب دیا کہ اس کا حال کیا پوچھتے ہو، جس کے اشارے پر دنیا پلتی ہے۔ آسمان، دریا، ستارے اور ہوا رات دن جس کے حکم میں ہیں، آدمی و جنبش وطیور اور جن و ملک کے تابع رضا ہیں جس کے ارادہ پر تمام دنیا کے کاروبار کا انحصار ہے۔

سائل نے سن کر کہا کہ واقعی آپ کا رتبہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ مگر اس کلام کی ذرا تشریح کر دیجئے تاکہ میری سمجھ میں آجائے آپ نے فرمایا بات بالکل سیدھی ہے اس میں کچھ پیچیدگی نہیں جو یہ یقین ہو کہ خالق کے حکم سے باہر کوئی نہیں اس کے حکم کے بغیر نہ پتہ چلتا ہے نہ جنبہ فتادہ دم میں عدم کر موجود اور جہاں کو فنا کر سکتا ہے۔ جو دوستی اور دشمنی اللہ کے لئے رکھے جو خدا ہی کے لئے جیئے اور مرے۔ جس کے دل میں نہ دوزخ کا خوف ہو نہ جنت کی خواہش پس ایسا انسان کل دنیا پر حکمران ہوتا ہے۔ جو شخص نفع و نقصان میں راضی برضائے الٰہی ہو۔ وہ نہ آلام سے گھبراتا ہے نہ تکلیف سے گلہ و شکایت کرتا ہے۔ مسلم ہی ہے جو رضائے خدا کے سامنے گردن تسلیم خم کر دے۔ اس کی کشتی اگر دریا سے پار ہو جائے تو وہ زندہ بھر ساحل دل پر نہ لائے گا۔ کیونکہ اس کے دل میں یقین کامل ہوگا [illegible]

Marfat.com

ہاتھی

چند ہندوستانی ملک ایران میں نمائش کے لیے ایک ہاتھی لے گئے اور اسے ایک تاریک گھر میں داخل کیا گیا تاکہ اسے کوئی بے چراغ نہ دیکھے چار شرقین رات کو ہاتھی دیکھنے آئے انہیں کہا گیا کہ یہ دیکھنے کا وقت نہیں ہے۔ انہوں نے اصرار کیا کہ ہم ابھی دیکھیں گے اور بخدا دیکھ کر ٹلیں گے ہمیں چراغ کی حاجت نہیں جو مانگ لے لو مگر ہاتھی ابھی دکھا دو۔ چنانچہ ان میں سے ایک ہاتھی کے قریب گیا اس کا ہاتھ اس کے سونڈ (خرطوم) سے جا لگا۔ وہ باہر آکر کہنے لگا ہاتھی حلکے کی طرح گول مخروط اور لمبا ہے۔ دوسرا اندر گیا تو اس کا ہاتھ اس کی ٹانگوں پر پڑا۔ وہ بولا میں نے ہاتھی دیکھ لیا۔ ہاتھی ستون کی طرح ہے۔ تیسرے نے اس کے کانوں کو چھوا اور کہا ہاتھی تو پنکھے اور چھاج کی طرح ہے۔ ہاں کچھ چوڑا اور نرم سا ہے چوتھے کا ہاتھ اس کی پشت پر پڑا تو وہ بولا کہ ہاتھی تو تخت کے مانند ہے اگر ان کے ہاتھ میں شمع ہوتی تو ان میں اختلاف نہ ہوتا۔

مال

ایک شاعر ایک نیک دل امیر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں ان دنوں بہت پریشان ہوں ایک بچھڑے شخص سے دس درہم ادھار لے لئے تھے۔ اب اس نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے ہر وقت سائے کی طرح میرے پیچھے لگا رہتا ہے اور قرض ادا کرنے کا تقاضا کرتا رہتا ہے اس کے اس تشدد سے میری راتوں کی نیند اڑ گئی ہے اور دن کا چین حرام ہو گیا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں گے تو اس عذاب سے میری جان چھوٹ جائے گی۔

نیک دل امیر کو اس پر ترس آگیا اور اس نے اسے دو اشرفیاں دے دیں اشرفیاں لیتے ہی شاعر وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔ ایک شخص یہ ساری گفتگو بغور سن رہا تھا۔ شاعر اشرفیاں لے

Marfat.com

کر وہاں سے چلا گیا تو اس نے مخیراً امیر سے کہا، افسوس ہے کہ جناب اس چرب زبان شخص کے فریب میں آ گئے۔ شاید آپ اس سے واقف نہیں ہیں۔ اس کا تو پیشہ ہی یہ ہے۔ کہ لوگوں کے پاس جاتا ہے اور جھوٹے سچے قصے سنا کر انہیں لوٹتا ہے۔

امیر نے ناصح کی بات سن کر جواب دیا تم شاید ٹھیک کہتے ہو لیکن میں نے جو کچھ کیا وہی مصلحت اور دانائی کا تقاضا تھا اگر وہ شخص واقعی مقروض تھا تو مخلوق سے میں نے اس کی آبرو بچالی اور اگر فریبی اور مکار تھا تو معمولی سی رقم دے کر میں نے اس سے اپنی آبرو بچالی۔ مال تو دراصل اسی لئے ہے کہ اسے بھلائی کے کاموں پر خرچ کیا جائے ایسا کرنے سے شر رفع اور بھلائی حاصل ہوتی ہے۔

؎ مناسب جگہ خرچ کر اپنا مال
اگر مستحق تھا تو پایا ثواب
نہیں اس میں نقصان کا احتمال
تھا نا مستحق تو ملا اک عذاب

کنجوس

ایک شخص کافی مالدار تھا۔ لیکن کنجوس کمی چوس ایسا کہ نہ اپنے اوپر خرچ کرتا تھا نہ اپنے بال بچوں پر۔ گویا مال جمع کرنے کی ہوس نے اسے اپنا قیدی بنا لیا تھا اور روپیہ پیسہ اس کی قید میں پھنس کر رہ گیا تھا جس کی رہائی کی کوئی صورت نہ تھی۔

اس شخص کا بیٹا ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ کسی طرح اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا باپ دولت کس جگہ جمع کرتا ہے۔ بالآخر ایک دن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے کنجوس کے خزانے کا سراغ لگا لیا اور جب وہ باہر گیا ہوا تھا تو سارا سونا اور چاندی نکال کر ان کی جگہ پتھر رکھ دیا۔

باپ جس درجے کا کنجوس تھا بیٹا اس درجے کا عقل مند تھا مال ہاتھ آیا تو اس نے رنگ رنگ کی محفلیں آراستہ کیں اور یہ مفت کا مال بہت بے رحمی سے خرچ کرنے لگا کنجوس

پر یہ راز کھلا تو اس نے اپنا سر پیٹ لیا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اب تو صورت حال یہ تھی کہ باپ فکر اور غم کی وجہ سے ساری رات جاگتا رہتا تھا اور بیٹا رقص و سرور کی محفل میں بیدار رہتا تھا۔

مال ضائع ہونے سے پہلے اگر وہ کنجوس یہ بات سمجھ لیتا تو اسے یقیناً فائدہ پہنچ سکتا تھا کہ مال تو اس لئے ہوتا ہے کہ انسان اپنے بال بچوں کی جائز ضرورتوں اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرے۔ کنجوس کی مثال خزانے کے سانپ کی سی ہوتی ہے کہ نہ وہ اس سے خود کسی طرح کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ دوسروں کو فائدہ اٹھانے دیتا ہے۔ وہ کوڑی کوڑی جوڑتا ہے اور بھرا خزانہ دوسروں کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔

بخیل مر جائے گا بالآخر خزانہ باقی رہے گا اس کا
مگر کچھ اس طرح جیسے کوئی بری علامت تھا زندگی کی،
اڑائیں گے مال اس کے وارث اسے برائی سے یاد کر کے
رہے گی ذہنوں میں یاد اگر کچھ تو اس کی سوچوں کی گندگی کی

بیوی کی مخالفت

ایک شخص کے مکان کی چھت میں بھڑوں نے چھتا لگایا تھا ایک دن اس نے ارادہ کیا کہ یہ چھتا توڑ دے۔ لیکن اس کی بیوی نے مخالفت کی اس نے کہا یہ بات کسی طرح مناسب نہیں کہ بھڑوں کا چھتا توڑ کر انہیں بے گھر کر دیا جائے۔ اپنی بیوی کی یہ بات سنکر وہ شخص اپنے ارادے سے باز رہا اور اپنے کاروبار کے سلسلے میں باہر چلا گیا اب ایسا ہوا کہ رحم دل خاتون بھڑوں کے چھتے کے پاس سے گزری تو بھڑیں اسے لپٹ گئیں اور زہریلے ڈنگ مار مار کر اس کا سارا بدن بجا دیا۔

شوہر گھر لوٹا تو اس نے اپنی بیوی کو درد سے تڑپتے ہوئے پایا۔ وہ بھی گی میں جا کر

Marfat.com

شور مچاتی تھی۔ کبھی صحن میں آکر واویلا کرتی تھی۔ شوہر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا اب کیوں فریاد کرتی ہے؟ اگر تو مخالفت نہ کرتی تو میں ان موذیوں کا صفایا کر دیتا۔ یاد رکھ! بُروں پر رحم کرنا، اچھوں سے ظلم ہے۔ عقلمندی یہ ہے کہ سانپ کو دیکھتے ہی اس کا سر کچل دیا جائے۔

جو آوارہ بلی پہ کی مہربانی — تو کھا جائے گی تیرے سارے کبوتر
اگر بھیڑیئے کو بنائے گا مہمان — تو بھیڑوں کا ہو جائے گا مال بہتر۔

دلہن

ایک نوجوان دُلہن نے ایک مردِ بزرگ سے شکایت کی کہ میرا شوہر کسی وقت بھی میرے ساتھ مہربانی کا برتاؤ نہیں کرتا۔ جبکہ اس مکان میں رہنے والے دوسرے لوگ سچے دوستوں کی طرح شیر و شکر ہو کر رہتے ہیں۔ میں اپنے شوہر کی اس بے التفاتی سے بہت آزردہ ہوں۔

دُلہن کی یہ بات سن کر مردِ بزرگ نے جواب دیا، اے خاتون! اگر تیرا شوہر حسین ہے یا اس کی ذات میں کوئی اور نمایاں خوبی ہے۔ تو اس کی بے التفاتی کو برداشت کر ایسے شخص سے علیحدگی اختیار کرنا تیرے لئے مناسب نہ ہوگا کہ اس جیسا کوئی اور نہ مل سکے گا۔

ترش روئی سے نہ دیجئے ترش روئی کا جواب
ترش رو کے ساتھ بھی شیریں کلامی چاہیئے!
موم بن جاتا پتھر بھی بہ فیضِ حسنِ خلق،
ظلم کر برداشت کر گر نیک نامی چاہیئے۔

نوجوان

قسطنطنیہ کے ساحل پر ایک دن ایک ایسا نوجوان اُترا جس کی پیشانی سے سعادت کا نور ظاہر ہو رہا تھا۔ لوگوں نے اسے شائستہ اور خوش اطوار پایا تو نہایت مروت کے ساتھ

Marfat.com

ایک مسجد میں لے گئے اور مسجد کے امام نے بخوشی اس کے کھانے پینے کا انتظام کر دیا۔
نوجوان نہایت اطمینان سے مسجد کے ایک حجرے میں رہنے لگا ایک دن امام صاحب نے اس سے کہا۔

میاں صاحب زادے! تم کوئی خاص کام تو کرتے نہیں رہتے۔ مسجد سے کوڑا کرکٹ ہی صاف کر دو۔

امام صاحب کی یہ بات سنکر نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور ایسا غائب ہوا کہ پلٹ کر مسجد کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

اس واقعے کے کچھ عرصہ بعد امام صاحب ایک دن بازار سے گذر رہے تھے کہ انہیں وہی نوجوان نظر آیا۔ وہ اس کے پاس رک گئے اور ملامت کرنے لگے کہ تو کام چور اور نکما ہے۔ تجھ سے معمولی سا کام بھی نہ ہو سکا۔

امام صاحب کی بات سنکر نوجوان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے کہا۔
جناب عالی! میرے مسجد سے نکل آنے کی وجہ میری کاہلی اور کام چوری کی عادت نہ تھی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ مسجد میں مجھے اپنی ذات کے سوا کہیں کوڑا کرکٹ نظر نہ آیا اور میں نے خدا کے گھر کو اپنے وجود سے پاک کر دیا۔

سچ یہ ہے کہ درویش کے لئے سب سے اچھی بات یہی ہے کہ وہ اپنے وجود کو سب سے حقیر خیال کرے سربلند ہونے کے لیئے اس سے بہتر کوئی سیڑھی نہیں ہے

غور سے دیکھے تو تُو اک ذرہ ناچیز ہے
تیرے ہونے یا نہ ہونے کا نہیں کچھ اعتبار
سرکش و مغرور بن کر سر نہ کر اپنا بلند
عاجزی میں ہے بھلائی عاجزی کر اختیار

Marfat.com

عابد و زاہد

کچھ عابد و زاہد مسجد میں بیٹھے اللہ اللہ کر رہے تھے کہ اچانک ملک کا شہزادہ وہاں آگیا وہ اس وقت شراب کے نشے میں دھت تھا اس نے آتے ہی عبادت گزاروں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور ہر شخص کی توہین کی۔

شہزادہ وہاں سے چلا گیا تو ایک شخص نے اپنے مرشد سے کہا یہ بدکردار شخص تو اس قابل ہے کہ آپ اسے بددعا دیں جس طرح اس نے آج خانۂ خدا اور ہماری توہین کی ہے خدا جانے اس طرح کتنے لوگوں کو پریشان کرتا ہو گا۔

مُرید کی یہ بات سُن کر مرشد نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دعا مانگنے لگا۔ اے اللہ! یہ شہزادہ تو بہت اچھا ہے اسے ہمیشہ آسودہ خوش رکھنا مرشد کی زبان سے یہ دعائیہ تو مرید بہت حیران ہوا۔ اس نے کہا، حضرت! یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے کہ آپ ایک فاسق و فاجر اور گستاخ شخص کے حق میں آسودگی اور راحت کی دعا کر رہے ہیں۔ مرشد نے جواب دیا۔

خاموش رہ! جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ تجھے معلوم نہیں۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ مرشد کی یہ باتیں کسی طرح شہزادے کے کانوں تک بھی پہنچ گئیں اور اس پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت مے نوشی اور فسق و فجور سے توبہ کر لی اور اپنے ایک معتمد کو یہ پیغام دے کر مرشد کی خدمت میں بھیجا کہ اگر جناب تشریف لانے کی زحمت گوارا کریں تو یہ میری خوش نصیبی ہو گی۔

مُرشد نے دعوت قبول کر لی اور شہزادے پر یہ واضح کر دیا کہ زندگی گزارنے کا جو ڈھنگ اس نے اختیار کیا ہے وہ موجب ہلاکت ہے شہزادے کا دل نصیحت قبول کرنے پر آمادہ تھا۔ اس نے اسی وقت شراب نوشی اور گانے بجانے کے آلات توڑ ڈالے اور بدکاروں کے طور طریقے اختیار کر لئے اب وہ اپنا سارا وقت عبادت میں گزارتا تھا۔ پہلی زندگی سے اس کا کچھ تعلق نہ رہا

تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے باپ کی بھی نصیحت نہ مانی کہ وہ ہر وقت عبادت کی محراب ہی میں نہ بیٹھا رہا کرے۔

سچ ہے، نرمی اور اخلاق کا جتنا اثر ہوتا ہے، اتنا اثر سختی اور تند خوئی کا نہیں ہوتا ؎

گر ہاتھ میں انساں کے ہو اخلاق کی تلوار
آسانی سے رد کرتا ہے دشمن کا ہر اک وار!
دل جیت لیے جاتے ہیں شیریں سخن سے
تلخی ہو تو ہو جاتی ہے اپنوں سے بھی تکرار

حقیقی کارساز

ایک شخص نے حاکم شیراز تابک سعد بن زنگی کی شان میں قصیدہ پڑھا۔ بادشاہ یہ قصیدہ سُنکر بہت خوش ہوا اور اسے بیش قیمت خلعت بخشا اس خلعت کے دامن پر اللہ بس ، طغرٰی کڑھا ہوا تھا۔ قصیدہ پڑھنے والے کی نظر اس طغرے پر پڑی تو اس کی عجیب حالت ہو گئی اس نے اپنے جسم سے خلعت اتار کر پھینک دیا اور دیوانہ وار جنگل کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

جنگل میں اس کی ملاقات درویشوں سے ہوئی۔ درویش اس کی زبانی سارا احوال سن کر بہت حیران ہوئے ایک نے کہا تم عجیب شخص ہو۔ بادشاہ کی طرف سے بخشے گئے خلعت کو پھاڑ ڈالا۔

میں نے ایسا اس لئے کیا کہ مجھ پر یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ کارساز حقیقی تو اللہ پاک کی ذات ہے۔ جب تک میں اس راز سے آگاہ نہ تھا خوف اور امید کی ذلت میں مبتلا رہتا تھا اب اللہ پر کامل یقین ہوا تو میرے دل میں نہ بادشاہ کا خوف ہے نہ اس کی ذات سے کوئی اُمید ہے ؎

جب خدا ہی ہے کارساز اپنا — پھر کسی سے سوال کیوں کیجئے
چھوڑ کر مالک حقیقی کو — خود کو وقف ملال کیوں کیجئے

Marfat.com

خوبی

سلطان محمود غزنوی کے اکثر درباری اس بات پر بہت تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ وہ اپنے غلام ایاز پر اس قدر فریفتہ ہے انہیں ایاز میں ایسی کوئی خوبی نظر نہ آتی تھی جو اسے دوسروں سے ممیز کر کے سلطان کی توجہ کا مستحق بناتی ہو۔

سلطان کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو اس نے فیصلہ کیا کہ مناسب موقع پر اس اعتراض کا جواب دوں گا اور اتفاق سے جلد ہی ایک ایسا موقع پیدا ہو گیا۔ ایک دن دوران سفر میں قیمتی سامان سے لدے ہوئے ایک اونٹ کا پاؤں پھسلا تو وہ زمین پر گر گیا اور اس پر لدا ہوا سارا سامان بکھر گیا۔ سلطان نے حکم دیا کہ اس بکھرے ہوئے سامان میں سے جو شخص جو چیز اٹھا لے وہ اسی کی ہو جائے گی۔ یہ حکم دے کر سلطان آگے بڑھ گیا اور اس کے تمام ہمراہی سامان لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ بس ایک ایاز اس کے ساتھ رہا۔ محمود نے پوچھا، ایاز، تم نے بھی کچھ حاصل کیا؟ اس نے ادب سے جواب دیا۔ میں تو حضور کے جلو میں تھا۔ اب سلطان نے حاسد درباریوں کو بتایا کہ ایاز کی یہی خوبی ہے جس نے اسے ہماری نظروں میں معتبر بنایا ہے۔

حضرت سعدیؒ یہ حکایت بیان کرنے کے بعد توجہ دلاتے ہیں کہ انسان کو اسی انداز سے اللہ سے اپنا رشتہ استوار کرنا چاہیئے کہ اس کے سوا کسی کا خیال دل میں نہ رہے ؎

اسے تم اس طرح پوجو جسے تم اس طرح چاہو
وہی منزل، وہی مقصد وہی مطلوب بن جائے
نہ ناگہ اس سے کچھ اس کے سوا شرط وفا یہ ہے
وہ محبوب حقیقی اس طرح محبوب بن جائے

در

ایک درویش ساری رات عبادت کرتا رہا صبح ہوئی تو اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اپنی حاجات اپنے رب سے بیان کرنے لگا۔ لیکن غیب سے آواز آئی کہ تیری دعا قبول نہ ہوگی۔ فضول وقت برباد نہ کر۔

دوسری رات درویش پھر عبادت میں مشغول رہا اور صبح کے وقت پہلے دن کی طرح دعا میں مصروف ہوگیا۔ اس کے ایک مرید کو یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ ہاتف غیب نے میرے مرشد کی دعاؤں کے رد کئے جانے کی خبر سنا دی ہے۔ وہ درویش کو دعا میں مصروف دیکھ کر بولا جب آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ دعا قبول نہ ہوگی تو کیوں مشقت اٹھاتے ہو؟

درویش نے مرید کی یہ بات سنی تو آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے وہ گلوگیر آواز میں بولا تو ٹھیک کہتا ہے مجھے دھتکار دیا گیا ہے۔ لیکن میں کیا کروں کہ اس دروازے کے سوا کوئی اور دروازہ بھی تو نہیں ہے۔ اگر میرے خدا نے میری طرف سے نظریں پھیر لی ہیں تو یہ خیال نہ کر کہ میں اس کا در چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا میرا تو اور کوئی ٹھکانا ہی نہیں ؎

اس کا در چھوڑ دوں تو پھر جاؤں کہاں — اور دانا کون ہے اس کے سوا
سب کا رازق سب کا مالک ہے وہی — سب کا خالق سب کا رب سچا خدا

مایوسی نہیں

ایک بوڑھا صبح کے وقت بھیک مانگنے کے لئے نکلا تو ایک مسجد کا دروازہ کھلا ہوا دیکھ کر اس کے سامنے رک گیا اور صدا لگائی:

بوڑھے کو خیرات مل جائے بابا!

ایک شخص نے کہا، عجیب احمق ہے۔ ارے یہاں کوئی نہیں رہتا جو تجھے خیرات دے۔

Marfat.com

بوڑھے نے پوچھا۔
پھر یہ کس کا گھر ہے؟
وہ شخص بولا،
یہ اللہ کا گھر ہے۔
یہ سن کر بوڑھے فقیر پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی اس نے کہا۔
اگر یہ خدا کا گھر ہے تو اسے چھوڑ کر آگے بڑھنا بڑی نادانی کی بات ہے اور یہاں سے خالی ہاتھ جانا اس سے بھی بڑی غلطی ہو گی۔ میں تو آج تک خدا کے کسی بندے کے دروازے سے بھی مایوس نہیں لوٹا۔ پھر خدا کے دروازے سے خالی ہاتھ کیوں لوٹوں گا۔ اب تو یہیں بیٹھ کر صدا لگاتا رہوں گا یقین ہے میرا دامن مرادوں سے بھر جائے گا۔

یہ کہہ کر وہ بوڑھا وہیں بیٹھ گیا اور ایک سال تک برابر صدا لگاتا رہا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس پر ضعف غالب آنے لگا اسی حالت میں جب ایک صبح اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ ایک شخص چراغ ہاتھ میں لئے اس کے سرہانے آیا ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی اور وہ خوش ہو کر کہہ رہا تھا کہ جس نے بھی سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا اُسے مایوسی نہیں ہوتی البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ سوالی صابر و شاکر ہو۔

یہ وہ دربار ہے جس سے کوئی خالی نہیں جاتا
مگر یہ شرط ہے صبر و رضا سے آشنائی ہو!
خدا والوں کے مذہب میں دو رنگی زہر قاتل ہے
فدا اس پر خدائی ہے۔ خدا کا جو فدائی ہو

Marfat.com

درویش

زمانے کا ستایا ہوا ایک درویش ایک امیر کے دروازے پر گیا اور صدا لگائی۔ یہ امیر بہت کنجوس اور مغرور تھا درویش کی صدا سن کر اس نے اسے خیرات کی جگہ جھڑکیاں دیں۔

اس امیر کے ہمسائے میں ایک غریب نابینا شخص رہتا تھا۔ درویش امیر کی ڈیوڑھی سے مایوس لوٹا تو نابینا نے اسے اپنا مہمان بنا لیا اور جو کچھ میسّر تھا درویش کے سامنے رکھ دیا۔ ساتھ اخلاق اور مروّت کی باتوں سے اس کا دل خوش کیا۔

درویش اس حسن سلوک سے بہت مسرور ہوا ہاتھ اٹھا کر اس کی خیر و فلاح کے لئے دعا مانگی اور رخصت ہو گیا نابینا شخص نے درویش کے ساتھ یہ اچھا سلوک لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ ترس کھا کر کیا تھا۔ ایک وقت کھانا کھلا دینا کوئی ایسی بڑی بات بھی نہ تھی لیکن خدا کو اس کی یہ نیکی پسند آئی اس کے حق میں درویش کی دعا قبول ہو گئی۔ اس کی آنکھوں سے پانی کے چند قطرے ٹپکے اور اس کی اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو سب حیران ہوئے اور ذرا دیر میں درویش کی کرامت کا سارے شہر میں چرچا ہو گیا یہ خبر اس کنجوس اور مغرور امیر نے سنی تو حسرت سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا، افسوس یہ شاہباز تو میرا تھا جو نابینا کے جال میں پھنس گیا یہ دولت تو میرے لئے تھی جو اسے مل گئی۔ ہمسائے نے یہ بات سُنی تو کہا یہ شاہباز تجھے کس طرح مل سکتا تھا جو حریص چوہے کی طرح دانت نکوسے ہوئے ہے۔

سمجھ کے خوار و زبوں تُو نے جس کو دھتکارا
بنا دیا ہے اس بے نوا نے میرا نصیب
حقیر جان کے ٹھکرا نہ ان غریبوں کو
یہ خود غریب ہیں ان کا خدا نہیں ہے غریب

حاتم طائی

ایک بادشاہ نے حاتم طائی کی شہرت سنی تو اس کے دل میں حسد کے جذبات پیدا ہوئے اور اس نے سوچا کہ جب تک حاتم زندہ ہے مجھے عزت اور شہرت حاصل نہ ہو گی میں بھلائی کے کیسے بھی کام کروں لوگ حاتم ہی کی تعریفیں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس نے ایک چالاک اور لڑائی کے داؤں گھات جاننے والے شخص کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے حاتم کا سر کاٹ لائے۔

کرائے کا یہ قاتل اپنے ترکش کو تیروں سے بھر کر اور تلوار کی دھار تیز کروا کر اس علاقے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں حاتم طائی رہتا تھا۔ وہاں اس کی ملاقات ایک بہت ہی خوش رُو، خوش گفتار اور خوش اطوار شخص سے ہوئی جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص مسافر ہے تو وہ کرائے کے قاتل کو اپنے گھر لے گیا اور ایسے خلوص سے اس کی خاطر تواضع کی وہ اس کا گرویدہ ہو گیا۔

دوسرے دن جب اس نے رخصت ہونا چاہا تو نیک شخص نے اصرار کیا کہ چند دن میرے پاس اور رہیے اور مجھے خدمت کرنے کا موقع دیجیے اس شخص کے دل میں میزبان کی بہت زیادہ عزت پیدا ہو گئی تھی اس کا شکریہ ادا کر کے بولا، میں خود چاہتا تھا کہ کچھ دن آپ کے پاس رہوں لیکن ایک ایسا ضروری کام درپیش ہے کہ رُک نہیں سکتا میزبان بولا اگر آپ ناراض نہ بنا ناپسند کریں تو شاید اس کام میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔

یہ بات سنکر کرائے کے قاتل نے رازدی کے انداز میں کہا کام یہ ہے کہ میرے بادشاہ نے مجھے حاتم طائی کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں اس کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے جاؤں گا۔ اگر آپ کو حاتم کا پتا معلوم ہو تو مجھے بتا دیں۔

یہ سن کر وہ شخص مسکرایا اور سر جھکا کر کہا حاتم طائی تو میں ہی ہوں آپ شوق سے میرا سر کاٹ لیں اور اسی وقت روانہ ہو جائیں اگر یہ کام اب نہ کیا تو ہو سکتا ہے لوگ پھر آپ

Marfat.com

کو ایسا نہ کرنے دیں اور نقصان پہنچائیں۔

حاتم طائی کی یہ بات سُن کر وہ شخص اس کے پیروں پر گر گیا اور اس بات پر شرمندگی کا اظہار کرنے لگا کہ اس نے ایسے عظیم الشان سردار کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اس نے اپنی تلوار اور ترکش ایک طرف پھینک دیا اور یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گیا کہ قتل کرنا تو بڑی بات ہے میں تو ایسے معزز سردار کے جسم پر پھول مارنا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

یہ سن کر پھینک دی تلوار اس نے　　نہ کی پھر اور کچھ تکرار اس نے
جھکا کر سر کہا اے نیک اطوار　　تو ہے ملک سخاوت کا جہاندار
تجھے اک پھول بھی ماروں اگر میں　　جوانمردوں کی کہلاؤں نظر میں

حاتم طائی سے رخصت ہو کر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے باز پرس کی لیکن جب اس نے حاتم کی جوانمردی اور دریا دلی کا واقعہ سنا تو اس کے دل سے خصومت اور حسد جاتا رہا اور اس نے اعتراف کیا کہ حاتم واقعی اس کا حق دار ہے کہ خلق خدا اس کی تعریف کرے۔

حج

ایک نیکوکار شخص حج کے سفر پر اس طرح روانہ ہوا کہ ہر قدم پر دو رکعت ادا کرتا تھا اس کے ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ راستے کے کانٹے بھی اسے پھول معلوم ہوتے اور ہر تکلیف راحت پہنچاتی۔

وہ اسی جذب و شوق کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ ایک مقام پر اس کے دل میں خیال آیا۔ جس انداز سے میں حج کا سفر کر رہا ہوں آج تک کس نے کیا ہوگا۔ یہ خیال اس کے دل میں انسان کے ازلی دشمن شیطان نے ڈالا تھا۔ اور اگر وہ فوراً ہی سنبھل نہ جاتا اور توبہ استغفار نہ کرتا تو ہلاک ہو جاتا۔ وہ تو یوں کہو کہ اللہ پاک نے اس پر فضل کیا اس کے کانوں میں غیب سے آواز آئی کہ اے نیک بندے! بے شک تو نے ہماری عبادت کا حق ادا کیا لیکن یہ خیال

نہ کر کہ تو ہماری بارگاہ میں کوئی خاص تحفہ لے کر آرہا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیئے کسی رکھی دل کو خوش کرنا ہر منزل پر ایک ہزار رکعتیں ادا کرنے سے افضل ہے ؎

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ اپنی جگہ لازم
مگر سوچیں تو اس خالق کو ان کی کیا ضرورت ہے
رضا اللہ کی حاصل نہ ہو گی صرف سجدوں سے
اسے مرغوب ہے جو چیز وہ بندوں کی خدمت ہے

حسن سلوک

ملک شام کے رہنے والے ایک بزرگ جن کا لقب خدادوست تھا آبادی سے نکل کر ایک غار میں آباد ہو گئے تھے۔ اللہ کی یاد کے سوا اب انہیں کسی بات سے غرض نہ تھی اور ان کی یہی بے غرضی ان کی مقبولیت کا سبب بن گئی تھی لوگ دور دور سے ان کی زیارت کے لئے آتے تھے اور دعاؤں کے تحفے لے کر لوٹ جاتے تھے۔

اس علاقے کا جاگیردار ایک بہت ہی سنگدل اور ظالم شخص تھا کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا تو جیسے اس نے سیکھا ہی نہ تھا۔ غریبوں کو ستانا اور رلانا گویا اس کا خاص مشغلہ تھا خدا جانے اس کے دل میں کیا خیال آیا کہ ایک دن وہ بھی بزرگ کی زیارت کے لیے پہنچ گیا۔

بزرگ خدادوست سب سے مروت اور مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے۔ لیکن جب اس ظالم جاگیردار کو اپنے قریب پایا تو نفرت سے منہ پھیر لیا۔ اس ظالم نے بھی یہ بات محسوس کی کہ میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا گیا۔ وہ قریب بیٹھ گیا اور شکایت بھری آواز میں کہا۔

کیا بات ہے میری طرف التفات نہیں فرمایا؟
کم از کم میں اس سلوک کا تو مستحق تھا جو جناب دوسروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

Marfat.com

بزرگ نے فرمایا
اے شخص! تو حسن سلوک کا مستحق کس طرح ٹھہر سکتا ہے، تو خدا کی مخلوق کو ستانے اور پریشان کرنے والا ہے اور ہمیں مخلوق خدا کی پریشانی سے پریشانی ہے تو ہمارے دوستوں کا دشمن ہے پھر ہمارا دوست کیسے بن سکتا ہے؟

ترے ظلم سے دل گرفتہ ہیں لوگ — برستا ہے ہر اک کے چہرے سے سوگ
جنہیں ظلم نے کر دیا سوگوار — ہمیں ہے انہی بے نواؤں سے پیار
رُلاتا ہے مخلوق کو اے شقی — سمجھ لے یہ خالق سے ہے دشمنی

نادانی کی بات

ملک روم کے ایک بادشاہ پر طاقت ور دشمن نے چڑھائی کر دی اور اس کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا اس بادشاہ کے قبضے میں صرف قلعہ اور چند شہر رہ گئے۔
یہ بادشاہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکا تھا مزید اُفتاد یہ تھی کہ اس کا بیٹا اس کی تمناؤں کے مطابق نہ تھا۔ بادشاہ غور کرتا تھا کہ نہ میں دشمن سے اپنا علاقہ واپس لے سکوں گا اور نہ میرا بیٹا اس قابل بنے گا کہ میرے بعد سلطنت قائم رکھ سکے۔
ایک دن بادشاہ ایک بزرگ کو یہ حالات سناتے ہوئے آبدیدہ ہو گیا بزرگ نے اسے سمجھایا کہ یہ سخت نادانی کی بات ہے کہ تو ایک فانی چیز کے لیے دلگیر ہو۔ تیری عمر کا آفتاب ڈھل چکا۔ تجھے تو اب اپنی فکر کرنی چاہیئے رہ گیا تیرا فرزند تو وہ اپنے حالات خود سنوارے گا۔ اے بادشاہ سلطنت ہرگز ایسی چیز نہیں کہ اسے زندگی کا مقصد بنا لیا جائے۔ غور کر عجم کے کتنے بادشاہوں نے خونریزی اور ظلم سے سلطنتیں حاصل کیں لیکن ان میں سے کفن کے سوا کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے جا سکے۔ اے بادشاہ تیرے کام آنے والی چیز تو بس تیرے اچھے اعمال ہیں۔ بخشش اور کرم کے درخت کی آبیاری کر کہ اس کے پھل تجھے آسودہ و مطمئن

Marfat.com

رکھیں گے جو شخص اپنے پیچھے بھلائی کے نشان چھوڑ جاتا ہے اس پر ہمیشہ خدا کی رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔ اچھے اعمال میں کوتاہی کرنے والا نامراد رہے گا۔ ایسے ناکارہ کا خیال دل سے نکال دے کہ اس نے تنور تو گرم کیا لیکن روٹی نہیں لگائی۔ یعنی دنیا میں زندہ تو رہا لیکن بھلائی کا کام نہ کیا اب وہ افسوس سے اپنے ہاتھ کاٹنے کے سوا کیا کر سکتا ہے۔ جو لوگ وقت پر بیج نہیں بوتے انہیں اپنی کوتاہی کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب لوگ کھلیان آراستہ کر رہے ہوتے ہیں ؎

عقل مند ہے تو نہ کر یہ ملال — ترے بعد کیا ہوگا بیٹے کا حال
نہ کر اپنے تخت حکومت کی فکر — جو شے آنی جانی ہے کیا اس کا ذکر
نہ گزرا زمیں پر کوئی بادشاہ — جو ہمراہ لے جا سکا عز و جاہ
ترے کام آئیں گے بس تیرے کام — نہ تخت حکومت نہ بیٹے نہ نام

بھائی

باختر کے امیر کے دو بیٹے تھے دونوں شہ زور فنون سپہ گری میں طاق اور حوصلہ مند۔ امیر نے محسوس کیا کہ میرے بعد اپنی اپنی جگہ یہ دونوں ہی یہ کوشش کریں گے کہ ملک پر تصرف حاصل ہو جائے اور یوں ان کے درمیان تلوار چلے گی۔ چنانچہ سارے پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد اس نے ملک کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے اپنی زندگی ہی میں دونوں کو ایک ایک حصے کا حاکم بنا دیا اور نصیحت کی کہ ہمیشہ متحد رہنا اور ایک دوسرے کی امداد کرتے رہنا کہ اسی میں تم دونوں کی بھلائی ہے۔

دونوں بھائی قوت اور فنون سپہ گری میں تو قریب قریب برابر تھے لیکن ان کی عادتوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ایک خدا ترس، عادل اور موثر اخلاق تھا۔ اس کے مقابلے میں دوسرا لالچی، سخت گیر اور بد خو تھا۔ باپ کی زندگی میں تو ان کی زندگی قریب قریب ایک سی

Marfat.com

گزرتی تھی۔ کیونکہ اس کی شفقت دونوں کو اپنے سائے میں لئے ہوئے تھی۔ لیکن اس کی وفات کے بعد دونوں کی عادتوں کے مطابق نتیجے نکلے۔

پہلے کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور اس کا ملک خوشحال ہو گیا۔ باغوں میں پھلوں کے کھیتوں میں غلے کے انبار لگ گئے ہر شخص اس کی تعریف کرتا تھا اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگتا تھا۔

دوسرے نے رعایا کو لوٹ کر اپنا خزانہ بھرنے کی فکر کی لوگوں کو طرح طرح سے ستایا اور پریشان کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ اپنے گھر بار اور زمین چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ پڑوسی ملک کے حاکم کو اس کی تباہ حالی کا پتا چلا تو اس نے چڑھائی کر دی اور اس کا اقتدار ختم کر دیا۔

ظلم میں وہ چیز ڈھونڈی جو نہاں تھی عدل میں
ایسے نادان کو بھلا عاقل بھی کیوں کر مسند وجاہ
ایسا ظالم کامرانی سے نہ ہو گا ہمکنار
جس کے سر پر بن کر آئے مظلوں کی آہ
اٹھ رہے ہوں بد دعا کو ہاتھ جس کے واسطے
چرخ نیلی فام کے نیچے نہیں اس کو پناہ

حکمرانوں کے لیے لازمی

ایران کا مشہور شہنشاہ دارا ایک دن شکار کھیلتا ہوا اس مرغزار میں پہنچ گیا جہاں اس کے گھوڑے چرا کرتے تھے بادشاہ کا ایک لشکر پیچھے رہ گیا تھا۔ اور اس وقت وہ تنہا تھا۔

گڈریا نے شہنشاہ کو دیکھا تو وہ پیشوائی کے لئے اس کی طرف بڑھا دوسری طرف بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ کوئی دشمن ہے جو مجھے تنہا پا کر بری نیت سے میری طرف بڑھا

Marfat.com

ہے اس نے فوراً کندھے سے کمان اُتار لی اور گلہ بان کا نشانہ لے کر تیر چلانے کا ارادہ کیا۔ گلہ بان نے یہ دیکھا تو خوفزدہ ہو کر چلایا۔ حضور مجھے پہچانیئے! میں دشمن نہیں حضور کے گھوڑوں کی نگرانی کرنے والا گلہ بان ہوں۔

دارا نے اس کی یہ بات سن کر ہاتھ روک لیا اور کہا تیری قسمت اچھی تھی جو بچ گیا ورنہ میں نے کمان کا چلہ چڑھا لیا تھا۔ ایک ساعت اور خاموش رہتا تو تیری ہلاکت یقینی تھی۔

گلہ بان نے کہا۔ حضور والا! یہ بہت تعجب کی بات ہے کہ حضور اپنے اس خادم کو نہ پہچان سکے جو کئی بار سلام کے لئے خدمت میں حاضر ہو چکا ہے۔ میں ایک معمولی چرواہا ہوں لیکن اپنے گلے کے ایک ایک گھوڑے کو پہچانتا ہوں۔ حضور والا جس گھوڑے کو طلب فرمائیں، لاکھ گھوڑوں میں سے اسے نکال لاؤں گا۔ اے شہنشاہ عالی وقار! یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ حضور اپنی رعایا سے اس طرح غافل ہوں کہ دوست اور دشمن میں تمیز نہ کر سکیں۔ حکمرانوں کے لیے لازمی ہے کہ وہ رعایا کے تمام افراد کو اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہوں حکمران کو چاہیے کہ وہ اپنا چھپر کھٹ آسمان پر نہ بچھائے زمین پر اُتر کر مظلوموں کے دکھ درد کا حال جانے، ہر فریادی کی فریاد اس کے کانوں تک پہنچے۔ اے شہنشاہ! اگر کوئی ظالم کسی پر ظلم کر رہا ہے۔ تو وہ دراصل تیرا ظلم ہے۔ اگر کتا کسی کا دامن پھاڑتا ہے۔ تو وہ دامن کتا نہیں پھاڑتا بلکہ وہ شخص پھاڑتا ہے جو اس کتے کا مالک ہے۔

چھپر کھٹ نہ اپنا فلک پر بچھا — زمیں پر اُتر کر خدا سے سر جھکا
رعایا سے غافل ہو جو حکمران — سلامت نہیں اسکا تخت رواں
غریبوں کا ہو گا اگر دوستدار — ملے گا تجھے دائمی اقتدار

لباس

ایک بادشاہ معمولی کپڑے کی قبا زیب تن کرتا تھا ایک دن اس کے ایک درباری

Marfat.com

نے کہا کہ حضور والا خزانوں کے مالک ہو کر ایسے معمولی کپڑے کی قبا پہنتے ہیں۔ مناسب تو یہ ہے کہ اپنے لیے بہترین چینی ریشم کی قبائیں تیار کرائیں۔

یہ بات سنکر عادل اور عاقل بادشاہ نے کہا، یقیناً میرا دل اس خواہش سے خالی نہیں کہ اپنے لیے اعلےٰ درجے کے لباس تیار کراؤں لیکن کیا کروں یہ خزانہ صرف میرا نہیں یہ تو رعایا کا مال ہے اور اس کا سب سے بہتر مصرف یہ ہے کہ اسے مضبوط فوج تیار کرنے کے لئے خرچ کیا جائے تاکہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کی جا سکے۔ بادشاہ دہقان سے اس لیے مالیہ وصول کرتا ہے کہ اسے ظالموں کے شر سے بچائے۔ اگر کوئی ظالم اس کا گدھا چھین کر لے جائے تو مالیہ وصول کرنا انصاف کے مطابق نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو بادشاہ دیبا و حریر کی قبائیں پہننا اور عورتوں کی طرح اپنے جسم کو سجاتا ہے۔ وہ میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا رعایا بادشاہ کے لئے پھل دار درخت کی مانند ہوتی ہے۔ اس کی پرورش اور نگہداشت بادشاہ کا فرض ہے اگر وہ اس درخت کی جڑ پر کلہاڑا چلائے گا۔ تو سائے اور پھلوں سے محروم ہو جائے گا اس سے زیادہ بزدل اور کمینہ کوئی نہیں جو چیونٹی کے سامنے سے دانہ اٹھا لے شجاعت کی قسم پوری دنیا کی حکومت بھی اس قابل نہیں کہ اس کے لئے ناحق خون کا ایک قطرہ بہایا جائے

اگر شاہ پہنے قبائے حریر — تو ہو زنگ آلود اس کا ضمیر
تعیش سے ہو سرد اس کا لہو — کبھی رزم گہ میں نہ ہو سرخرو
یہ دولت کا مصرف نہیں — کہ دامن ہو میرا جواہر نگار
خزانہ ہے میرے لیے اک وبال — حقیقت میں ہے یہ رعایا کا مال
کروں گا خیانت کا گر ارتکاب — تو گھیرے گا مجھ کو خدا کا عذاب

خود غرض دکاندار

ایک بار ایسا ہوا کہ شہر بغداد آگ کی لپیٹ میں آگیا سوئے اتفاق سے کسی مکان کو آگ لگی اور دیکھتے دیکھتے آدھا شہر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔

اس حادثے کے باعث ہر شخص سوگوار تھا۔ لیکن ایک شخص کو دیکھا کہ اس بات کے لیے خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس کی دکان سلامت رہی۔ ایک دردمند شخص نے اس کی یہ گفتگو سنی تو اس سے کہا۔ اے ہوس کار! کیا تجھے صرف اپنی ہی فکر ہے؟ کیا تو اس بات کے لیے شکر ادا کر رہا ہے کہ آدھا شہر جل کر خاک ہو گیا لیکن تیری دکان سلامت رہی؟ اے حسد! شخص! اگر مخلوق خدا فاقوں سے نڈھال ہو تو کوئی شریف انسان پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا سکتا۔ اگر لکڑہارے کا گدھا دلدل میں پھنس گیا ہو تو عادل بادشاہ اپنے دل پر غم کا بوجھ محسوس کرتا ہے تیر چلنے والا منزل پر پہنچ جائے تو اسے اپنے ان ساتھیوں کی طرف سے غافل نہیں ہونا چاہیے جو تیر نہیں چل سکتے۔

خدا نے دیا ہے تجھے گر فراغ — تو مت بھول بیکس کے سینے کے داغ
رعایا اگر قحط سے ہو تباہ — تو بھوکا رہے خوش نہ بیٹھے بادشاہ
کسی وقت بھی یہ حقیقت نہ بھول — جو بوئے گا کانٹے نہ پائے گا پھول

بیماری

عجم کا ایک بادشاہ ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس کا علاج شاہی طبیبوں کے پاس نہ تھا۔ انہوں نے اپنی سی بہت کوشش کی لیکن بادشاہ کی حالت نہ سنبھلی، وہ لاغر سے لاغر تر ہوتا گیا یہاں تک کہ بستر سے اٹھنے کے قابل بھی نہ رہا۔ علاج معالجے کی طرف سے بالکل مایوسی ہو گئی تو بادشاہ کے درباریوں میں سے

ایک نے کہا، حضور والا! ہمارے شہر میں ایک ایسا بزرگ ہے کہ خدا اس کی دعا قبول کرتا ہے اگر اس کی توجہ حاصل ہو جائے تو امید ہے اللہ پاک حضور کو شفا بخشے گا۔ بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ وزیر باتدبیر اسی وقت بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے حق میں دعا کرائے۔

بادشاہ کے حکم کے مطابق وزیر بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بادشاہ کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ بزرگ بگڑ کر بولا ہماری دعا اسے کس طرح فائدہ پہنچا سکتی ہے، جبکہ وہ ہمیشہ مظلوموں کو ستاتا رہا ہے! جس نے خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کیا خدا اس پر کس طرح رحم کرے گا؟ اسے چاہیئے کہ پہلے اپنے گناہوں کی معافی چاہیئے اس کے بعد خدا کی رحمت کا امیدوار ہو ؎

تجھے فیض پہنچائے گی کب دعا — تعاقب میں ہے خلق کی بددعا
نہ ظالم ہیں جو اور نہ ہیں جو شریر — ترے پنجۂ ظلم میں ہیں اسیر
رہا بے گناہوں کو کر دے اگر — خدا بخش دے گا دعا میں اثر
غریبوں پہ جو رحم کرتا نہیں — وہ جھولی مرادوں سے بھرتا نہیں

وزیر نے بزرگ کی باتوں سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور اسے توبہ کی توفیق مل گئی اس نے تمام بے گناہ قیدیوں کو آزاد کر دیا اور خیر خیرات کے لئے سخیوں کے دروازے کھلوا دیئے

یہ بات جب مرد بزرگ کو معلوم ہوئی تو اس نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر ہاتھ اٹھا کر بادشاہ کی صحت کے لئے دعا مانگنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابھی بزرگ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ کا مرض ختم ہو گیا اور وہ تندرستوں کیطرح بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

بزرگ نے اسے نصیحت کی کہ اے بادشاہ! خدا نے تجھے معاف کر دیا ہے تو لازم ہے کہ اب خوب خیال ہو کر زندگی گزارے ایک بار گر کر سنبھل جانا تو ممکن ہے لیکن بار بار گرنے والا بالآخر سنبھلنے کے قابل نہیں رہتا۔

بادشاہ

ملک غور کا ایک بادشاہ بہت ہی سخت گیر اور لالچی تھا وہ غریب کسانوں کے گدھے بیگار میں پکڑوا لیتا تھا اور غریبوں کو ان کے سہارے سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دینا تھا۔ سوت ہی ان گدھوں کو شقت سے چھڑاتی تھی۔ ایک بار یہ ظالم بادشاہ شکار کے لیے گیا تو جنگل میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور بھٹک کر ایک گاؤں میں جا پہنچا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ایک کسان اپنے موٹے تازے گدھے کی ٹانگ توڑنے کی کوشش کر رہا ہے یہ کسان کرد قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور شکل صورت سے اچھا خاصا مرد معقول نظر آتا تھا۔

بادشاہ اسے یہ عجیب حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اس سے سوال کیا کہ تو یہ ظلم کیوں کر رہا ہے؟ کرد نے جواب دیا، کیا تو نے حضرت خضر علیہ السلام کا وہ واقعہ نہیں سنا جس میں کشتی کے تختے توڑ دینے کا ذکر آتا ہے؟ بادشاہ بولا، سنا تو ہے لیکن گدھے کی ٹانگ توڑنے سے اس کا کیا تعلق؟

یہ بات سن کر کرد نے جوش اور خفگی کے لہجے میں بادشاہ کے اس ظلم کے بارے میں بتایا جو وہ گدھے بیگار میں پکڑنے کی صورت میں کر رہا تھا۔ اور کہا کہ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں عیب ڈال کر بیگار میں پکڑے جانے سے بچا لیا تھا۔ اسی طرح میں اپنے گدھے کی ٹانگ توڑ کر اس کی جان بچا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے بادشاہ کو خوب سخت سست کہا۔ اسے کیا خبر تھی جسے وہ ملعون کر رہا ہے وہ اس کے روبرو کھڑا ہے۔

بادشاہ کو غصہ تو بہت آیا لیکن تنہا ہونے کی وجہ سے خاموش رہا صبح ہوئی تو لشکری اسے تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور ذرا سی دیر میں جنگل میں منگل کا سماں نظر آنے لگا۔ بادشاہ سے فارغ ہو چکا تو اسے کرد کسان کا خیال آیا اور اپنے سپاہی بھیج کر اسے پکڑوا بلوایا۔

کرد کو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کے منہ پر اسے برا بھلا کہتا ہے تو اس نے اندازہ کر لیا کہ اب میری جان نہ بچے گی۔ لیکن موت کے خوف سے وہ ہراساں نہ ہوا بلکہ اس یقین نے اس کے دل میں اور جرأت پیدا کر دی۔ اس نے سوچا جب مرنا ہی ہے تو کیوں نہ اس ظالم کو کھری کھری سنا دوں۔ چنانچہ اس نے بے خوف ہو کر اپنی گفتگو کے آئینے میں ظالم کو اس کا گھناؤنا چہرہ دکھایا اور کہا کہ تیرے خوشامدی امیروں وزیروں نے تجھے تیرے بارے میں جو کچھ بتایا ہے وہ ٹھیک نہیں۔ پوری ملک تیری خود غرضی اور لالچ کی وجہ سے پریشان ہے اور ہر شخص تیرا ذکر برائی سے کرتا ہے ؎

مرد دانا ہے تو رکھ احوال پر اپنے نظر : !
منکشف ہو جائیں گے تجھ پر ترے عیب و ہنر
دوست تیری مدح کرتے ہیں تو یہ ہرگز نہ جان
ہو گا بینی بر حقیقت تجھ سے ان کا ہر گمان
ان کی باتوں میں غرض کے ساتھ ہو گا جھوٹ بھی
تیرے عیبوں کو ہنر ثابت کریں گے یہ سبھی
قلب کو تسکین ملتی ہے خوشامد سے ضرور
لیکن اس سے خوش وہی ہوتے ہیں جو ہیں بے شعور
یہ کہیں بہتر ہے اپنے نکتہ چیں کی بات سن
جو ترے کردار کا پو تو ہیں وہ حالات سن!

کرد کی باتیں اگرچہ تلخ تھیں لیکن چونکہ ان میں صداقت تھی اس لیے بادشاہ کے دل پر ان کا اثر ہوا اور غفلت کا نشہ اس کے دماغ سے اتر گیا۔ اس نے اسی وقت توبہ کی اور کسان کو انعام و اکرام سے نوازا۔

Marfat.com

پریشان

ایک شہ زور پہلوان ناداری کی وجہ سے سخت پریشان تھا وہ کشتی کے داؤں پیچ کے سوا کوئی ہنر نہ جانتا تھا اور اس کے وطن میں اس فن کا کوئی قدرداں نہ تھا بے چارہ مٹی کھود کر بڑی مشکل سے پیٹ بھرتا تھا۔

ناداری کے ساتھ اس پہلوان پر ایک بڑی آفت یہ آپڑی تھی کہ اس کے دل سے صبر و قرار رخصت ہو گیا تھا۔ وہ خوشحال لوگوں کو کھاتے پیتے اور عیش و آرام میں مصروف دیکھتا تو حسد اور رشک کی آگ سے اس کا سینہ جلنے لگتا۔ وہ سوچا کرتا کہ آخر ان لوگوں میں کونسا سرخاب کا پر لگا ہے۔ جو یہ دن رات مزے کر رہے ہیں اور مجھ میں کونسی کمی ہے جو نعمت سے محروم ہوں؟ اس کے اتفاق ہی سوچ اور اسی تکلیف میں گزرتے تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے وہ اس خیال میں ہی مٹی کھود رہا تھا کہ کیا اچھا ہو کوئی خزانہ میرے ہاتھ آجائے کہ اچانک اس کا چھاوڑا کسی سخت چیز سے ٹکرایا۔ اس نے جلدی سے جھک کر دیکھا تو انسان کے جبڑے کی ہڈی تھی جو چھاوڑے کی ضرب سے چور چور ہو گئی تھی۔

پہلوان نے جبڑے کی یہ ہڈی دیکھی تو غیر اختیاری طور پر اس کی سوچ کا رخ بدل گیا۔ اسے یوں لگا۔ جیسے یہ ہڈی کہہ رہی ہو کہ اے شخص! دیکھ لے مٹی میں مل کر انسان کے منہ کا یہ حال ہوتا ہے۔ اب اس منہ کو جو تیرے سامنے ہے شکر کھانے والا قیاس کرلے یا خون جگر پینے والا، دنیا میں اگر کوئی ایسا مزدور ہے جو من بوجھ اپنے سر پر ڈھوتا ہے یا کوئی ایسا مالدار ہے جو نخوت کے باعث اپنے آپ کو آسمان کے برابر بلند خیال کرتا ہے تو انجام دونوں کا ایک ہی ہے۔ ہر قسم کی وجاہت سے محروم اور مٹی میں مل کر مٹی بن جانا۔ اس ناپائیدار زندگی میں اگر کسی چیز کو ثبات ہے تو صرف اچھے اعمال ہیں کہ انہی کے باعث اُخروی زندگی میں امن اور عافیت نصیب ہوگی۔

Marfat.com

بقا ہے فقط نیک اعمال کو — نہ کہہ معتبر ملک اور مال کو
ہے دانا تو ان پر بھروسہ نہ کر — بہت بے حقیقت ہے یہ کروفر
ہے محفوظ غم سے سخاوت شعار — اسی کو بقا ہے اسی کو قرار

لونڈی

مامون الرشید نے ایک لونڈی خریدی جو حسن صورت اور حسن سیرت میں بے مثال تھی وہ اپنے اس انتخاب پر بہت خوش تھا لیکن جب اس سے گفتگو کرنی چاہی تو لونڈی نے بے رغبتی اور نفرت ظاہر کی۔ بادشاہ کے سامنے لونڈی کی حیثیت ہی کیا تھی۔ وہ غصے سے بے قابو ہو گیا اور لونڈی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اس کا تدبر اس کے غضب پر غالب آگیا اور اس نے اس گستاخی کی وجہ پوچھی۔ لونڈی نے جواب دیا کہ اے امیرالمومنین! آپ بے شک مجھے قتل کر دیں لیکن میں آپ کی ہم نشینی پسند نہ کروں گی۔

مامون غصے سے بے قابو ہو گیا ایک بار پھر سنبھلا اور اس سے پوچھا کہ اس کی وجہ؟ لونڈی نے جواب دیا آپ کے منہ سے سخت بدبو آتی ہے جسے میں برداشت نہیں کر سکتی۔

مامون کو اپنی اس بیماری کا کچھ علم نہ تھا۔ کسی نے آج تک یہ جرأت ہی نہ کی تھی کہ اسے آگاہ کرتا۔ اگرچہ اسے لونڈی کی یہ بات سنکر پہلے سے بھی زیادہ غصہ آیا لیکن اس نے تحمل سے کام لیا۔ طبیب کو بلا کر اس سے مشورہ کیا اور چند روز کے علاج سے صحت مند ہو گیا لونڈی کی صاف بیانی کے باعث اس نے اس کی بہت قدر کی۔

جو راستے کے خطر سے تجھے کرے آگاہ — اگرچہ تلخ نوا ہو وہ تیرا بھائی ہے
غلط کو ٹھیک بتاتا ہے سخت سفاکی — گنہ سے روکنا سختی نہیں بھلائی ہے

Marfat.com

یتیم کی مدد

ایک شخص نے خجند کے امیر کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہت اچھی حالت میں ہے اور جنت کے باغوں میں سیر کر رہا ہے اس شخص نے سوال کیا کہ ایسا بلند درجہ تجھے کیونکر حاصل ہوا؟ امیر نے جواب دیا اپنی اور کوئی نیکی تو یاد نہیں صرف یہ یاد آتا ہے کہ ایک بار میں نے ایک یتیم کے پیر سے کانٹا نکال دیا تھا۔ خدا نے شاید میری اس نیکی کے باعث یہ درجہ عطا فرمایا کہ میرے راستے کا ہر کانٹا پھول بن جاتا ہے ؎

جہاں تک ہو سکے رحم و کرم و لطف و عنایت کر
جہاں تک ہو سکے ٹوٹے دلوں کا آسرا بن جا :
محبت کر یتیموں سے غریبوں سے فقیروں سے
محبت بانٹ کل دنیا میں محبوب خدا بن جا

قلعہ

سلطان قزل ارسلان ایک ایسے مضبوط قلعے میں رہتا تھا جسے طاقتور سے طاقتور بھی فتح نہ کر سکتی تھی۔ اس کی بلندی کوہ الوند سے ہمسری کا دعویٰ کرتی تھی علاوہ مضبوطی کے یہ قلعہ خوش منظر بھی ایسا تھا کہ روئے زمین پر اس کی نظیر کہیں مشکل ہی سے ہو گی۔ دشت منظر اور پس منظر کے مرغزاروں میں وہ یوں نظر آتا تھا جیسے سبز طباق میں انڈا رکھا ہو۔

اتفاق سے ایک مرد درویش سیاحی کرتا ہوا اس قلعے میں بھی آنکلا اور جب اسے سلطان کے حضور باریابی حاصل ہوئی تو سلطان نے ازراہ غرور درویش سے سوال کیا کہ حضرت نے بہت دنیا دیکھی ہے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ یہ تو فرمایئے ایسا مضبوط اور خوش نما قلعہ بھی کہیں دیکھا؟ نیز یہ کہ اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کیا کوئی دشمن اسے فتح کر

سکتا ہے؟

سلطان کی یہ بات سُن کر مرد خود آگاہ ہنسا اور پھر سُلطان کی طرف دیکھ کر بولا، قلعہ واقعی اچھا ہے لیکن میں یہ بات ہرگز نہیں مان سکتا کہ یہ مضبوط بھی ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے جو بزرگ تجھ سے پہلے اس میں رہتے تھے یہ موت سے ان کی حفاظت نہ کر سکا بالکل اسی طرح یہ تیری حفاظت بھی نہ کر سکے گا تیرے بعد لازمی طور پر اس میں اور لوگ آباد ہوں گے اے سُلطان: تجھے چاہیئے کہ اپنے باپ کے عہد حکومت کو یاد کرے اور اس خیال کو دل سے نکال دے کہ تو ہی سدا اس قلعے میں رہے گا۔

مرد عاقل کی نظر میں ہے یہ دنیا مردار
روز اوّل سے تغیّر پہ رہا اس کا مدار

آج جو تیرے تصرف میں ہے کل غیر کا ہے
بے وفائی کی علامت میں ہے اس کا ہر شر

آج جو تیرا ہے کل غیر کا ہو جائے گا
تیرے حصّے میں فقط اک گوشۂ قبر آئے گا

حق گوئی

ایک نیک دل اور صاف گو شخص سے وقت کا بادشاہ اس لئے ناراض ہو گیا کہ اس نے اس کے رَوبرو سچی بات کہہ دی تھی بادشاہ نے اس کی حق گوئی کو گستاخی خیال کیا اور اسے جیل خانے بھجوا دیا۔

قیدیوں کی زندگی مصیبتوں سے بھری ہوتی ہے۔ لیکن وہ مردِ حق آگاہ یہاں بھی ہر وقت خوش رہتا تھا۔ اگر کوئی پریشان حال ہوتا تو بہت اطمینان سے کہتا کہ میاں قید و بند کا کیا ہے معمول سا وقت آخر گزر ہی جائے گا۔

اتفاق سے درویش کی یہ بات بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچ گئی وہ ہنسا اور اور اپنے مدبروں سے بولا۔ یہ اس احمق کی بھول ہے کہ قید سے چھوٹ جائے گا ہماری طرف سے اسے بتاؤ کہ اب وہ قید زندگی سے آزاد ہو کر ہی اس زندگی سے باہر نکلے گا۔

Marfat.com

بادشاہ کا یہ فیصلہ سن کر بھی درویش کے ماتھے پر شکن نہ آئی اس نے کہا، چلو یونہی سہی لیکن میرے لئے تو یہ بھی نعمت کا سودا ہے۔ یہ ظلم برداشت کر کے میں خدا کے حضور پہنچوں گا تو اس کی رحمت سے نوازا جاؤں گا، جبکہ بادشاہ اس کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ درویش کی یہ بات بھی ظالم کے کانوں تک پہنچا دی گئی اس نے غصے میں بھر کر حکم دیا کہ اس گستاخ کی زبان گدی سے کھینچ لی جائے۔

کسی نے درویش سے کہا تجھے چاہیے تھا کہ احتیاط سے کام لیتا اور کوئی ایسی بات نہ کہتا جو بادشاہ کی طبع پر گراں گزرتی، درویش نے بے پروائی سے جواب دیا سزا کے خوف سے حق گوئی کا شیوہ ترک کرنا کوئی اچھی بات نہیں میں یہ سزا بھی خوشی سے برداشت کروں گا۔

عاقبت اچھی تو سب اچھا یہ دنیا کچھ نہیں — ایک سے انجام سے دوچار ہیں شاہ و گدا
موت کی دہلیز تک ہے کروفر اور تاج و تخت — قیصر اعظم بھی خالی ہاتھ دنیا سے گیا

چیونٹی

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن غلہ فروش کی دکان سے ایک بوری غلہ خریدا اور اپنے کاندھے پر رکھ کر گھر آ گئے۔ آپ بوری سے غلہ نکال رہے تھے تو آپ کی نظر ایک چیونٹی پر پڑی جو غلے کے ساتھ بوری میں آ گئی تھی، آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہ تو بڑا ظلم ہوا۔ بے چاری چیونٹی بے وطن ہو گئی۔ چنانچہ آپ کو اس وقت تک قرار نہ آیا جب تک اس چیونٹی کو پھر غلہ فروش کی دکان پر لے جا کر نہ چھوڑ دیا۔

سنگدل ہے سیاہ باطن ہے — ناتواں پر جو ظلم کرتا ہے
خدا بھی اک دن سنایا جائے گا — یوں نڈر ہو کے جو پھرتا ہے
چیونٹی میں بھی جان ہے ظالم — اس پہ کیوں اپنا پاؤں دھرتا ہے

Marfat.com

معافی

ایک بادشاہ کا غلام فرار ہو گیا اسے ہر طرف تلاش کیا گیا لیکن وہ ایسا ہوشیار تھا کہ ہاتھ نہ آیا۔ اس زمانے میں کسی غلام کا اپنے آقا کے گھر سے بھاگ جانا ایک سنگین جرم خیال کیا جاتا تھا۔ غلام جب بھی گرفتار ہوتا تھا اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔ یہ غلام کافی عرصہ روپوش رہا لیکن اسے کوئی ایسا ٹھکانا نہ ملا۔ جہاں وہ اپنی باقی زندگی اطمینان کے ساتھ گزار سکتا ہر وقت یہی خوف سوار رہتا تھا کہ شاہی پیادے آئیں گے اور مجھے پکڑ کر لے جائیں گے۔ اس بے اطمینانی سے تنگ آ کر آخر اس نے فیصلہ کیا کہ مجھے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگ لینی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے خدا اس کے دل میں رحم ڈال دے اور وہ مجھے معاف کر دے۔

یہ سوچ کر وہ ایک دن بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور بہت عاجزی سے اپنے گناہ کی معافی چاہی لیکن بادشاہ کو اس سے ایسی نفرت ہو گئی تھی کہ اس نے اس کی صورت دیکھتے ہی اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

جلاد نے اسے فوراً پکڑ لیا اور قتل گاہ کی طرف لے چلا۔ قتل کا حکم سن کر غلام کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی اسے یقین ہو گیا کہ ذرا دیر بعد ہی جلاد کی تلوار میرا کام تمام کر دے گی لیکن اس نے اپنے حواس قابو میں رکھے اور خدا کی طرف دھیان لگا دیا، دعا مانگنے لگا کہ یا اللہ! تو جانتا ہے میں بے گناہ قتل کیا جا رہا ہوں، لیکن میری التجا ہے کہ بادشاہ کے اس گناہ کی اسے سزا نہ دینا۔ میں اپنا خون اسے معاف کرتا ہوں کیونکہ میں نے ایک مدت اس کا نمک کھایا ہے۔

یہ بہت ہی عجیب بات تھی۔ جلادوں نے اب تک یہی دیکھا تھا کہ جس کی موت کی سزا سنائی جاتی ہے وہ بادشاہ کو خوب گالیاں دیتا اور برا بھلا کہتا ہے۔ یہ عجیب بات

Marfat.com

بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچ گئی اور وہ غلام کی اس وفاداری سے ایسا خوش ہوا کہ نہ صرف اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا بلکہ بھاری انعام دے کر اسے اپنے مصاحبوں میں شامل کر لیا۔

غرور

ایک نجومی نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ جس باکمال عالم نے مشہور حکیم شیخ الرئیس بوعلی سینا کو تعلیم دی ہے اس کا شاگرد بنے اور اس سے علم حاصل کرے چنانچہ وہ طویل فاصلے طے کر کے شیخ کے استاد حکیم کوشیار کے پاس پہنچ گیا۔

یہ نجومی علم کے لحاظ سے بالکل معمولی درجہ رکھتا تھا لیکن اسے غلط فہمی یہ تھی کہ وہ بہت بڑا عالم فاضل ہے۔ استاد کو پہلی نظر میں ہی اندازہ ہو گیا۔ کہ یہ شخص بہت مغرور اور خود پسند ہے اور اسی وجہ سے اس نے اسے یوں نظر انداز کر دیا گویا اس کے وہاں آنے سے باخبر ہی نہ ہو۔

نجومی کئی دن وہاں ٹھہرا رہا اور جب استاد کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوا تو وہاں سے چلنے کی ٹھانی۔ جب وہ رخصت ہونے لگا تو استاد کوشیار نے اس سے کہا تو یہاں سے اس لئے کچھ حاصل کئے بغیر جا رہا ہے کہ تیرے دماغ میں یہ غرور بھرا ہوا تھا کہ تو بہت کچھ جانتا ہے۔ یاد رکھ! اسی پیالے میں کوئی چیز بھری جا سکتی ہے جو خالی ہو۔

ہر طرح ناکارہ کر دیتا ہے انسان کو غرور
دوڑ میں خرگوش کی مانند کہا جاتا ہے مات
کس طرح دل میں سمائے اس کے دانائی کی بات
ظرف خالی ہو تو ڈالا جا سکے آب حیات

چغل خور

ایک ضرورت مند ایک مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امداد چاہی۔ اتفاق سے بزرگ کا ہاتھ اس وقت خالی تھا۔ اس نے امداد کرنے سے معذرت کی۔ مشہور بات ہے، غرض مند بادُلا ہوتا ہے۔ اس شخص کو یقین نہ آیا۔ اس نے خیال کیا کہ بزرگ کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ اس کا ہاتھ خالی ہے۔ اس نے مکان سے باہر نکل کر اسے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا جو منہ میں آیا بکتا چلا گیا۔

اتفاق سے بزرگ کا ایک مرید اس طرف سے گزرا۔ اس نے اپنے مرشد کی شان میں یہ گستاخانہ باتیں سنی تو سیدھا مرشد کے پاس پہنچا اور اس شخص کی گستاخی اور دریدہ دہنی کا سارا حال کہہ سنایا۔

مرشد نے فرمایا، اصل تکلیف تو ہمیں تو نے پہنچائی ہے۔ وہ ہمارے بارے میں جو کچھ بھی کہہ رہا تھا اس سے ہمیں بالکل آگاہی نہ تھی۔ پر تُو نے آگاہ کر دیا۔ تیری مثال تو ایسی ہے کہ ایک دشمن نے ہماری طرف تیر پھینکا تھا جو ہم تک پہنچنے سے پہلے گر گیا تھا۔ تو وہ تیر ہمارے پاس اٹھا لایا ہے اور ہمارے پہلو میں چبھو رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ شخص ہماری جو بُرائیاں بیان کر رہا ہے ان کی تعداد ان برائیوں سے کم ہے جو واقعی ہماری ذات میں ہیں اور یوں وہ ایک طرح ہمارا محسن ہے کہ ہماری برائیوں کو کم رہا ہے۔ اگر قیامت کے دن اللہ پاک اس شخص کی گواہی قبول فرمالیں تو شاید دوزخ سے نجات مل جائے گی۔

نہ دل برداشتہ ہو عیب جو کی عیب جوئی سے
خدا توفیق دے تو غور کر اپنے گناہوں پر
سیہ کاری پہ اپنی بالیقیں حیران رہ جائے
اگر خود آشکار ہو بھی اپنی نگاہوں پر !

Marfat.com

صبر

ایک شریف اور دانا شخص بازار سے گذر رہا تھا ایک فاتر العقل مست نے راستہ روک کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور اس کے منہ پر کئی مکے رسید کر دیئے۔ اس نے یہ تشدد نہایت صبر سے برداشت کیا نہ جواب میں اس مست کو مارا اور نہ جھگڑا کیا۔

ایک شخص یہ تماشا دیکھ رہا تھا اس نے عقلمند سے کہا، کیا تو مرد نہیں ہے جو یوں بزدلوں کی طرح مار کھا رہا ہے؟ یہ بات سنکر عقلمند نے کہا۔

بھائی: ایسا خیال نہ کر، بلکہ میری طرح اس راز سے آگاہ ہو جا کہ ظلم کرنے کے مقابلے میں ظلم سہنا زیادہ عظمت کی بات ہے۔ شریف کی پہچان یہ ہے کہ ظلم سہتا ہے ظلم کرتا نہیں، بلکہ ہو سکے تو ظلم کے مقابلے میں بہادل کا برتاؤ کرتا ہے۔

مرد ناداں سے جو اُلجھے اسے دانا نہ کہو،
شیر گیدڑ کو نہ سمجھے گا کبھی اپنا حریف
قوت ضبط و تحمل ہے شجاعت کا نشان
خود کو قابو میں جو رکھے، ہے وہی مرد شریف

تلخ گفتاری

ایک خوش اخلاق اور شیریں زبان شخص شہد فروخت کیا کرتا تھا اور اس دلربا شیرینی کے باعث لوگ اس کے گرد یوں جمع ہو جاتے تھے جس طرح مکھیاں شہد پر لگتی ہو جاتی ہیں اس کا سارا سودا دیکھتے دیکھتے بک جاتا تھا۔

حاسد اس کی خوشحالی اور مقبولیت کی وجہ سے انگاروں پر لوٹتے تھے اور ہر وقت

Marfat.com

اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس کی مقبولیت کم ہو آخر وہ اپنی اس ناپاک کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ انھوں نے ایسی سازش کی کہ شہد فروش کی خوش کلامی اور خوش اخلاقی غصے اور درشت روئی میں بدل گئی۔ اب جو گاہک بھی اس سے بات کرتا وہ اس کے ساتھ لڑتا اور بک بک جھک جھک کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے سارے گاہک ٹوٹ گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب وہ بازار میں آتا تو اس کے پاس صرف مکھیوں کا مجمع ہی ہوتا۔ ایک گاہک بھی پاس نہ پھٹکتا۔

مال فروخت نہ ہونے کی وجہ فاقوں تک پہنچی تو ایک دن وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا۔ معلوم نہیں خدا ہم سے کیوں ناراض ہو گیا ہے۔ سارا سارا دن بازار میں بیٹھا رہتا ہوں لیکن ایک تولہ شہد فروخت نہیں ہوتا۔ بیوی نے جواب دیا خدا تو پہلے کی طرح مہربان ہے فرق تمہارے اخلاق اور رویے میں آگیا ہے۔ پہلے تم اپنی شیریں گفتاری اور حسن اخلاق سے لوگوں کے دل موہ لیتے تھے۔ ہر شخص تم سے بات کر کے خوش ہوتا تھا اور دوسرے شہد فروشوں کو چھوڑ کر تم سے شہد خریدتا تھا۔ اب تمہاری تلخ گفتاری نے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کر دی ہے۔ انہیں تمہارا شہد بھی کڑوا معلوم ہو گا۔ ؎

ترسں رُو کا شہد بھی حنظل سے کم ہوتا نہیں
زہر سے بڑھ کر ہے اس کے ہاتھ کی تندو نبات
خندۂ پیشانی سے مل، شیریں زباں میں بات کر
یوں کرے تو ہو گی تیرے دشمنوں کو صاف مات

گنے کی فصل

ایک کسان کی گنے کی فصل بہت اچھی ہوئی اپنا گنا فروخت کرنے کی جدّوجہد میں وہ ایک شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا، آپ میرا گنا خریدیں اگر نقد قیمت ادا

Marfat.com

نہ کر بیکس تو کوئی حرج نہیں میں ادھار دینے کے لئے تیار ہوں۔

کسان کی یہ بات سن کر اس دانا شخص نے کہا، بھائی، مجھے تو اس سودے سے معاف ہی رکھو۔ میں گنّوں کے بغیر گذارا کر لوں گا۔ لیکن تو تقاضا کرنے میں صبر نہ کر سکے گا۔

قرض لینا سہل ہے لیکن نتیجہ قہر ہے
قرض لے کر آدمی آسودہ رہ سکتا نہیں
مانتا ہوں قرض کے گنّے میں بھی ہو گی مٹھاس
تلخیاں ہیں جو تقاضے میں وہ سہہ سکتا نہیں

لباس

ختن کے بادشاہ نے ازراہ قدردانی ایک بزرگ کی خدمت میں ریشم کا بہت عمدہ لباس بھیجا۔ بزرگ نے یہ لباس پہن کر زمین ادب کو بوسہ دیا۔ بادشاہ کے جود و سخا اور عالی ظرفی کی تعریف کی لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس خلعت کے عمدہ ہونے میں کلام نہیں لیکن اس کے مقابلے میں میرا پیوند لگا خرقہ بہت بہتر ہے۔ کیونکہ اسے پہن کر کسی انسان کے سامنے سر نہیں جھکانا پڑتا ؎

تری خودی وہ متاع عزیز ہے ناداں — نہیں ہیں قیصر و کسریٰ کے تاج جسکا جواب
حدید و اطلس و کمخواب لے کے مر نہ جھکا — نہ کر جمال خودی کھو کے اپنا حال خراب

حرص

ایک شخص بہت عسرت کی حالت میں زندگی گذار رہا تھا۔ روکھی روٹی اور پیاز کے سوا اسے کچھ میسر نہ آتا تھا۔ ایک شخص نے اس سے کہا، بھئی تو بھی خوب آدمی ہے بادشاہ کی عزت سے روزانہ بھنڈارا تقسیم ہوتا ہے۔ ہر شخص کو روٹی اور دال مفت ملتی ہے تو وہاں

Marfat.com

کیوں نہیں جاتا؟

یہ بات سنکر مفلس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کمر کس کر لنگر خانے پہنچ گیا۔ اب واقعی لنگر بٹ رہا تھا۔ لیکن اس بیچارے کو اس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا کہ اس کے پیٹ گئے اور ایک ہاتھ ٹوٹ گیا۔ وہ روتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اے نفس اپنے کیے کی سزا بھگت جو شخص حرص کے پھندے میں پھنستا ہے۔ اس کے بدنصیب ہونے میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اپنے گھر کی روکھی سوکھی دوسروں کے شیرمال سے بہتر ہے۔

خوص کی تلخی سے منہ کڑوا نہیں کرتے کبھی
مطمئن رہتے ہیں اپنے حال میں اہل کمال
اپنی عزت جان سے بھی بڑھ کے رکھتے ہیں عزیز
دکھ اٹھا لیتے ہیں، پھیلاتے نہیں دست سوال

خاموشی

مصر کی کسی بستی میں ایک گدڑی پوش فقیر رہتا تھا وہ کسی سے بات چیت نہ کرتا تھا اور اس کی یہ خاموشی لوگوں کے لئے اس کی بزرگی کا ثبوت بن گئی تھی۔ لوگ اسے بزرگ خیال کر کے پروانوں کی طرح اس کے گرد جمع رہتے تھے۔ شامت اعمال ایک دن اس شخص نے سوچا کہ اتنی مخلوق جو میرے گرد جمع رہتی ہے۔ یہ لازمی طور پر میرے باکمال ہونے کی وجہ سے ہے اور مجھے چاہیئے کہ لوگوں پر اپنا کمال ظاہر کروں خاموش رہ کر لوگوں کو کیا معلوم ہوگا میں کتنا بڑا بزرگ ہوں۔

یہ سوچ کر اس نے مہر خاموشی توڑی اور عقیدت مندوں سے گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اگر وہ صاحب کمال ہوتا تو اس کی دانائی کی باتوں سے لوگوں کے دلوں میں اس کی عقیدت زیادہ ہوتی لیکن وہ تو بڑا جاہل تھا۔ لوگوں کی الٹی سیدھی باتیں سنیں تو اصلیت

Marfat.com

سے آگاہ ہو گئے اور اس کی ذات سے ان کی عقیدت جاتی رہی۔

سعدیؒ فرماتے ہیں۔

اے ہوشمند! تیرے لئے خاموشی وجہ عزت و وقار ہے۔ یہ ایک ایسا وصف ہے جو جاہل کے عیوب بھی چھپاتا ہے۔ پس لازم ہے کہ بے ضرورت اور بغیر سوچے سمجھے زبان کو حرکت نہ دے ؎

بھری صراحی کی مانند بولنا اچھا
نہ خالی ڈھول کی مانند! اے ناداں
ہو لب کشا تو برآمد ہو حرف دانائی!
جو یوں نہیں ہے تو خاموش ہی رہے انساں

روٹی

ایک مفلس کے شیر خوار بچے کے دانت نکلنے شروع ہوئے تو وہ بہت پریشان ہوا سوچنے لگا۔ دانت نکلے ہیں تو اب یہ روٹی مانگے گا۔ ادھر اپنا حال یہ ہے کہ بمشکل گزارہ ہوتا ہے۔ اس نے بہت غور کیا لیکن اپنے بیٹے کے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے سلسلے میں اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا لیکن جب اس نے اپنی بیوی سے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے بہت اعتماد سے کہا کہ تو یہ فکر اپنے سر نہ لے کہ اگر تو اس کی غذا فراہم نہ کرسکے گا تو بچہ مر جائے گا۔ جس نے اسے دانت بخشے ہیں وہ یقیناً کھانے کو بھی دے گا کیا تو نہیں جانتا کہ جب کوئی شخص غلام خریدتا ہے تو اس کے کھانے پینے کا انتظام بھی کرتا ہے۔ کیا تجھے اپنا اتنا بھروسا بھی نہیں ہے جتنا ایک غلام کو اپنے آقا پر ہوتا ہے۔

عورت نے مزید کہا، اصل مسئلہ تو دل کا حرص و ہوس سے پاک ہوتا ہے جب انسان کے دل کو ایسی پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے نزدیک مٹی اور سونا برابر ہو جاتے ہیں

Marfat.com

اور یہ پاکیزگی حاصل نہ ہو تو فریدوں جیسا بادشاہ بن کر بھی انسان مزید ملک حاصل کرنے کی تمنا کرتا ہے۔ ؎

وہ رازق حقیقی رزق کرتا ہے عطا سب کو
ہو مفلس یا تونگر سب اسی کے در سے پاتے ہیں

وہ ناداں ہے جو کہتا ہے ہنر ہے کار کو اس کا
حقیقت تو بس اتنی ہے وہ دیتا ہے تو کھاتے ہیں

نفس امارہ

ایک باحیثیت دیندار شخص بخار میں مبتلا ہو گیا کسی نے اسے مشورہ دیا کہ فلاں شخص کے پاس بہت عمدہ گلقند ہے تھوڑا سا مانگ لے امید ہے شفایاب ہو جائے گا خود دار آدمی نے جواب دیا۔ نا بھائی۔ میں ایسے تلخ کلام اور ترش رو شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں گا اس کے لہجے کی تلخی برداشت کرنے سے تو یہ بات آسان ہے کہ انسان موت کی تلخی برداشت کر لے۔ عقلمند اس شخص کے ہاتھ سے تنکا بھی لینا پسند نہیں کرتا۔ جس کے چہرے سے غرور کی ترشی ظاہر ہو رہی ہو نفس امارہ انسان کو ذلیل کر کے چھوڑتا ہے پس اس کی پیروی مناسب نہیں ؎

مرد ہے تو نفس امارہ کے پھندے میں نہ آ
اس سے جو وابستہ ہوتا ہے وہ رہتا ہے ذلیل
سرفراز و سرخ رو ہوں گے فقط مردان حق !
اس صداقت کے لیے قرآں کی ہے محکم دلیل

مہار

ایک اونٹنی جس پر بوجھ لدا ہوا تھا۔ سفر میں تھی اس کا بچہ ساتھ بھاگتا جاتا تھا۔ جب وہ تھک گیا تو اپنی ماں سے کہا۔

ماں ! ذرا دیر کے لیے رک جا کہ میں ستالوں
اونٹنی نے بچے کی بات سنی تو بولی۔
بیٹے ! اگر میری مہار میرے قبضے میں ہوتی تو میری کمر پہ بھی بوجھ لدا ہوا نہ ہوتا۔

کسی اور کے ہاتھ میں ہے مہار　　قدم اپنے کرتا ہے ناحق شمار !
شتر کے لئے اس کی منزل وہی　　جہاں اس کو لے جائے اس کا سوار

گدھا

ایک دیہاتی کا گدھا مر گیا اس نے اس کا سر کاٹ کر اپنے انگوروں کے باغ میں لٹکا دیا ایک روشن خیال شخص اس طرف سے گزرا تو گدھے کا سر دیکھ کر کہا۔
بھائی، کیا تو نے گدھے کا سر یہاں اس خیال سے لٹکایا ہے کہ انگور کی بیلیں نظر بد سے بچی رہیں گی۔ اگر تیرا یہ خیال ہے تو درست نہیں۔ بندہ خدا، جو گدھا اپنی جان کی حفاظت نہ کر سکا۔ وہ تیرے انگوروں کو کس طرح محفوظ رکھے گا۔ غور تو کر وہ طبیب کسی کا کیا علاج کرے گا۔ جو خود بیماری میں مگرا ہوا ہے۔ یہ شان تو صرف خدا کی ہے۔ وہ محافظ حقیقی ہے ؎

خدا کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے　　جو کام آئے انسان کی بیکسی بنائے
وہی کارساز حقیقی ہے بھائی　　تو پھر غیر کے در پہ کیوں سر جھکائے

حسد

شہنشاہ فریدوں کا ایک وزیر اس کا بہت وفادار اور خیر خواہ تھا۔ شہنشاہ اس کی قدر کرتا تھا اور یہ بات دوسروں کے لئے باعث رشک و حسد بن گئی تھی۔ حاسد ہر وقت اس ٹوہ میں رہتے تھے کہ وزیر کی کوئی غلطی معلوم ہو تو شہنشاہ کو اس سے آگاہ کریں

اتفاق سے ایک حاسد کو ایک ایسی ہی بات معلوم ہوگئی اور اس نے تاخیر کے بغیر شہنشاہ کو اس سے آگاہ کر دیا اس نے کہا، حضور والا! یہ کیا ستم ہے کہ حضور تو اس کمینے وزیر پر تولازشات فرماتے ہیں اور وہ حضور کی زندگی کا خاتمہ چاہتا ہے وہ لوگوں کو اس شرط کے ساتھ روپے قرض دیا کرتا ہے کہ جب شہنشاہ کا انتقال ہو جائے گا تو میری رقم لوٹا دینا۔ چنانچہ حضور کے لشکر میں ایسے لوگ بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں جنہوں نے وزیر سے اس شرط پر قرض حاصل کیا ہے۔

یہ بات سنی تو بادشاہ غصے میں بھر گیا اس نے اسی وقت وزیر کو بلوایا اور اس سے کہا کہ اے نالائق! یہ کیا بات ہے کہ تو ما بدولت کی مہربانیوں کا جواب بے وفائی اور بدخواہی سے دے رہا ہے؟ کیا تو یہ کہہ کر لوگوں کو قرض نہیں دے رہا کہ یہ قرض ہماری موت کے بعد وصول کرے گا۔

وزیر نے بہت ادب سے جواب دیا کہ حضور والا کو جو کچھ بتایا گیا ہے بالکل درست ہے لیکن ایسا کرنے سے اس غلام کا مقصد حضور کی بدخواہی نہیں، خیر خواہی ہے۔ شہنشاہ نے ناراض ہو کر سوال کیا وہ کیسے؟ وزیر نے کہا خادم جن لوگوں کو یہ کہہ کر قرض دیا ہے کہ یہ قرض حضور کی وفات کے بعد وصول کیا جائے وہ دن رات یہ دعائیں مانگتے ہوں گے کہ حضور زیادہ سے زیادہ لمبی عمر پائیں تاکہ انہیں جلد قرض ادا نہ کرنا پڑے اور اس شرط سے خادم کی یہی مراد تھی۔

یہ بات بادشاہ کی سمجھ میں آگئی اور اس کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اس نے وزیر کی تعریف کی اور اسے وزیر اعظم مقرر کر دیا۔

ظاہر و باطن کو اپنے پاک رکھ ۔۔۔ پھر نہ پہنچے گا تجھے کوئی ضرر
خوف کیا جب خود خدا ہو پاسباں ۔۔۔ پھول بن جائیں گے فتنوں کے شرر

Marfat.com

شرابی

ایک دن حضرت داؤد طائیؒ کے ایک مرید نے ان سے کہا کہ یا حضرت! آج میں نے فلاں صوفی کو اس زبوں حالت میں دیکھا کہ وہ نشے میں بے سُدھ بازار میں پڑا ہے تے سے اس کا سارا لباس خراب ہو گیا ہے اور کتے اس کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔

یہ بات سنکر حضرت داؤدؒ نے نفرت کا اظہار فرمایا اور مرید سے کہا کہ اگر تو نے اس شخص کو ایسی خراب حالت میں پایا تو اس کی امداد کیوں نہ کی؟ بے شک شراب بڑا گناہ ہے لیکن اس گناہ کا ارتکاب کرنے والا شخص بھی اپنے ہی ہم جنسوں کی ہمدردی اور امداد کا مستحق ہے اسی وقت جا اور اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آ۔

مرشد کا یہ حکم سن کر مرید نے اپنے دل میں بہت تنگی محسوس کی لیکن وہ حکم عدولی نہ کر سکتا تھا مجبوراً گیا اور اس صوفی کو پیٹھ پر اٹھا کر لے چلا لوگوں نے دیکھا تو اس کا مذاق اڑانے لگے کوئی پتھر کا مجائی گرہ کٹ کی پھبتی کستا تھا۔ کوئی اسے مخمور شرابی بتاتا تھا۔ مرید لوگوں کی یہ باتیں سن کر بہت پریشان ہوا لیکن اس نے صوفی کو اس ٹھکانے پر پہنچا ہی دیا۔

دوسرے دن یہ مرید حضرت داؤد طائیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اسے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، لوگوں کو ان کے گناہوں پر رسوا کرنے کے مقابلے میں ان کی امداد کرنا بہتر ہے جو لوگ کسی کو رسوا کرتے ہیں آخر وہ خود بھی رسوا ہوتے ہیں۔

مروت

کسی بزرگ کا ایک مرید ترک درویشوں کی محفل میں شامل ہوا اور ان کا گانا بجانا سن کر اس پر ایسی بے خودی چھائی کہ اس نے سازندوں کے ساز توڑ ڈالے اور اس حرکت پر درویش بگڑ گئے اور انہوں نے اس شخص کی خوب مرمت کی۔

Marfat.com

مار کھا کر یہ مرید صاحب اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان پر جو تشدد ہوا تھا اس کا حال سنایا۔ پیر نے ساری بات سن کر کہا کہ بیٹے! اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ تیرے چہرے کو دف کی طرح تھپڑ مار کر سرخ کیا جائے تو بچنگ کی طرح اپنا سر جھکا لے ؎

بزم رنداں میں سلامت رہ نہیں سکتے حواس
عافیت چاہے تو ایسی بزم میں شامل نہ ہو
بزم ہستی میں خرد کی رہنمائی کر قبول
ہوش میں رہ جوش مرہم کر سراپا دل نہ ہو

پہلوان

ایران کے ایک شہر اردبیل کا رہنے والا ایک پہلوان فنون سپہ گری میں ایسا طاق اور اس قدر شہ زور تھا کہ لوہے کے بیلچے کو تیر سے چھید دیتا تھا کوئی شخص اس کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

ایک بار ایسا ہوا کہ ایسے شخص نے اسے دعوت مبارزت دی جو نمدہ پہنے ہوئے تھا پہلوان فوراً اس کے مقابلے پر آگیا اور اپنی مضبوط کمان کندھے سے اتار کر اس پر تیروں کی بارش کر دی لیکن اس کا ایک تیر بھی اس کے نمدے کو نہ کاٹ سکا جو اس نے اپنے جسم پر لپیٹ رکھا تھا جب وہ اپنی کوششوں میں ناکام ہو گیا تو نمدہ پوش نے کمند پھینک کر نہایت آسانی سے اسے گرفتار کر لیا۔

گرفتار کرنے کے بعد نمدہ پوش اسے وہاں سے لے گئے اور اس کے ہاتھ پیر مضبوطی سے باندھ کر اپنے خیمے کے سامنے ڈال دیا۔ اردبیل کا سارا روز پہلوان شرمندگی اور تکلیف سے ساری رات روتا رہا۔ صبح کے وقت ایک غلام خیمے سے باہر نکلا تو اسے دیکھ کر بولا۔

Marfat.com

کیا تو وہی نامی گرامی پہلوان ہے جو تیر مار کر لوہے کی چادر چھید سکتا ہے
اور اگر تو وہی ہے تو پھر تیری یہ حالت کیسے ہوئی؟
پہلوان نے سرد آہ بھر کر کہا
یہ سب تقدیر کے کرشمے ہیں جب میرا ستارہ بلندی پہ تھا کوئی وار
خالی نہ جاتا تھا۔ اب تقدیر گڑبڑی ہے تو کوئی ہنر کام نہ آیا۔

تقدیر ہو برگشتہ تو چلتی نہیں تدبیر
رد ہوتا ہے ہر وار، خطا ہوتا ہے ہر تیر
سچ یہ ہے کہ ہے فتح و ظفر حق کی عنایت
ناراض خدا ہو تو کہاں ملتی ہے توقیر

نیک کلمہ

ایک نیک سیرت شخص اپنے دشمنوں کا ذکر بھی برائی سے نہ کرتا تھا جب بھی کسی کی بات چھڑتی اس کی زبان سے نیک کلمہ ہی نکلتا اس کے مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو سوال کیا سناؤ میاں! دوسری زندگی میں کیا معاملہ رہا؟ پکڑے گئے کہ بخشے گئے؟ یہ سوال سن کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی اور وہ بلبل کی طرح خوش آواز میں بولا دنیا میں اس بات سے بچتا تھا کہ میری زبان سے کسی کے بارے میں کوئی بری بات نہ نکلے۔ نکیرین نے مجھ سے کوئی سخت سوال نہ کیا اور یوں میرا معاملہ بہت اچھا رہا۔

برائی سے کسی کو یاد کرنا بھی برائی ہے
جو عاقل ہیں بروں کو بھی برا کہنے سے ڈرتے ہیں
کسے معلوم کس کے واسطے کیا حکم صادر ہو
اس دہشت سے وہ ہر وقت استغفار کرتے ہیں

Marfat.com

ماں

ایک نوجوان کو اپنے علم، عقل اور طاقت پر بہت غرور تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کوئی بات کہی۔ اسے اپنی ماں کی رائے کے مقابلے میں اپنی رائے وقیع معلوم ہوئی اور اس نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ بیٹے کی اس خود رائی اور سرکشی سے ماں بہت رنجیدہ ہوئی۔

ماں نے دلگیر ہو کر کہا

بیٹے! آج تو ایک جوانِ رعنا ہے۔ تجھے اپنی عقل اور اپنے بازوؤں کی طاقت پر ناز ہے، لیکن تو ہمیشہ سے ایسا ہی نہ تھا۔ یہ کہہ کر ماں اس کا وہ پنگوڑا اٹھا لائی جس میں اسے لٹایا کرتی تھی اور کہا کہ اے بیٹے! ایک زمانے میں تو اس چھوٹے سے پنگوڑے میں بے بس پڑا رہتا تھا۔ تیرے ان بازوؤں میں اس وقت اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی ہی کو اڑا سکتا تو اپنی مرضی سے کروٹ تک نہ بدل سکتا تھا۔

غمزدہ ماں نے مزید کہا

بیٹے! یہ بات کبھی نہ بھول کہ موت جب تیری آنکھوں کے چراغ بجھا دے گی تو ایک بار پھر ویسا ہی مجبور اور بے طاقت بن جائے گا۔ تیرا حال یہ ہو گا کہ قبر کے اندر کیڑے تیرا مغز نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ تو انہیں ہٹا نہ سکے گا۔ تجھے آج جو قوت اور شوکت حاصل ہے، اسے اپنی کرامت خیال مت کر بلکہ اپنی خوبی کو اللہ پاک کا خاص انعام جان لے۔

تو بڑا شہ زور، عالم اور عاقل ہے مگر
یاد کر وہ دن کہ ناداں اور بے چارہ تھا تو

Marfat.com

پل رہا تھا ماں کے خوں سے نیا نھا سا وجود
جو ہوائی زد میں ہو وہ برگ آوارہ تھا تو

عشق

ایک شخص پارسائی کی زندگی گذار رہا تھا شامت اعمال سے اس کا دل ایک حسین کی طرف مائل ہو گیا اور اس کا یہ حال ہوا کہ ہر وقت اشکبار اور بیقرار رہنے لگا۔

ایک دن حکیم بقراط نے اسے اس حالت میں دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ جواب میں لوگوں نے اس کا احوال سنایا اور بتایا کہ عشق خانہ خراب نے اس کی یہ درگت بنائی ہے۔ بقراط نے جب یہ بات سنی تو اس مجنون عشق سے کہا کہ کیا قدرت کے مصور کے شاہکاروں میں تجھے صرف ایک شاہکار ایسا پسند آیا کہ تو عقل و ہوش گنوا بیٹھا؟ یہ تو نگاہ کی نارسائی ہے اگر تو حقیقت میں سچے تو دیکھے کہ ایک دن کے بچے میں بھی بے پناہ حسن ہوتا ہے حق شناس تو ایک اونٹ میں بھی وہی جلوہ دیکھتا ہے جو سطح بینوں کو چین کی خوبرو عورتوں میں نظر آتا ہے۔

نگہ اٹھا کہ ہے ہے شے میں حسن درعنائی
بس ایک شکل ہی کو محو نظر نہ بنا
بسیط ہے یہ جہاں کوہ و دشت و دریا دیکھ
کسی کے چاہ زنخداں کو اپنا گھر نہ بنا

شکایت

ایک نوجوان نے ایک بزرگ سے اپنی بیوی کی شکایت کی کہ یا حضرت! میری بیوی بہت چڑچڑی اور غصور ہے اس کی ناہموار طبیعت کے باعث میری زندگی تلخ

Marfat.com

کے پچھلے پاٹ کی طرح گراں ہوگئی ہے۔ بتائیے میں کیا کروں؟ بزرگ نے اس کی بات سن کر کہا۔

کہ میاں، بیشک تجھے اپنی بیوی سے کچھ تکلیفیں پہنچتی ہوں گی لیکن ان تکلیفوں کے ساتھ تو کچھ راحتوں کا لطف بھی اٹھاتا ہوگا۔ ایسی صورت میں تیرے لئے سب سے اچھی بات یہ ہے کہ صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزارے جا۔ یہ خیال ہرگز درست نہیں ہے کہ زندگی میں کسی قسم کا خلفشار ہونا نہیں چاہیئے یہ تو راحتوں اور تکلیفوں کا مجموعہ ہے۔

؎ یہ کہاں ممکن ہے بس خوبی ہی خوبی پائے تُو
پھول جیسی چیز کے پہلو میں بھی ہوتا ہے خار،
صبر کر تکلیف پر اور شکر کر آرام پر،
فکر سے خالی رہے دل، زندگی کچھ یوں گزار

انتقام

ایک بادشاہ اپنے طاقتور گھوڑے پر سوار تھا گھوڑا کسی وجہ سے بدکا تو بادشاہ سر کے بل گرا اور اس کی گردن کی ہڈی کے مہرے ہل گئے اب وہ گردن کو جنبش بھی نہ دے سکتا تھا۔

شاہی طبیبوں نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی لیکن بادشاہ کی گردن ٹھیک نہ ہوئی۔ اس دوران میں ملک یونان کا ایک طبیب اس کے ملک میں آیا اور ایسی قابلیت سے علاج کیا کہ بادشاہ کی گردن ٹھیک ہوگئی۔ علاج کرنے کے بعد یونانی طبیب اپنے وطن لوٹ گیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد آیا تو بادشاہ کے سلام کے لئے بھی گیا لازم تھا کہ بادشاہ ازراہ قدردانی طبیب سے مروت اور مہربانی کا برتاؤ کرتا لیکن وہ ایسا بن گیا جیسے اس

Marfat.com

کو جانتا ہی نہ ہو اس بے التفاتی سے طبیب بہت رنجیدہ ہوا۔

یونانی طبیب بادشاہ کے دربار سے باہر آیا تو اس نے ایک غلام کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا کہ میں تمہیں کچھ بیج دیتا ہوں یہ اپنے بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ یہ یونانی طبیب نے دیئے ہیں۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر ڈال کر ان کی دھونی لی جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

غلام وہ بیج بادشاہ کے پاس لے گیا اور اسے طبیب کی بات سے آگاہ کیا بادشاہ نے فوراً آگ لانے کا حکم دیا لیکن جب بیج آگ پر ڈال کر دھونی لی تو اسے ایک زوردار چھینک آئی جس سے گردن کے مہرے پھر بے ٹھکانے ہو گئے۔ اب تو بادشاہ بہت گھبرایا حکم دیا کہ یونانی طبیب جہاں بھی ملے اسے ہمارے پاس لاؤ۔

بادشاہ کا یہ حکم سن کر شاہی پیادے اور غلام چاروں طرف دوڑے لیکن یونانی طبیب نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مغرور بادشاہ کی گردن ٹھیک نہ ہو سکی ؎

محسن کو بھلائی سے کرو یاد ہمیشہ　　احسان فراموش کمینہ ہے برا ہے
جو شخص کمینہ ہے نہ پائے گا بھلائی　　ارشاد نبیؐ کا ہے یہ فرمان خدا ہے

چور

ایک چور سیستان شہر میں وارد ہوا اور وہاں کے ایک دکاندار سے کھانے پینے کی چیزیں خریدیں۔ دکانداروں نے چیزوں کی قیمت تو پوری لی لیکن تولتے وقت ڈنڈی مار دی۔ چور نے یہ دیکھا تو آسمان کی طرف دیکھ کر چلایا، خدایا! مجھ ایسے معمولی چوروں کو دوزخ میں ہرگز نہ ڈالنا اس شہر میں تو ایسے ڈاکو موجود ہیں جو من و ہارڈے لوگوں کو لوٹتے ہیں ؎

الٰہی آگ سے محفوظ کر مرے سارے چوروں کو
کہ اب اُن سے بڑے چوروں نے ان کو مات دیدی ہے

Marfat.com

سیتاں کے یہ رہزن لوٹتے ہیں روز روشن میں
شیاطین نے تری دنیا کو یہ سوغات دیدی ہے

زبان

ایک جذباتی شخص کسی سے جھگڑ پڑا اور اول فول بکنے لگا مدمقابل نے اسے خوب مارا اور اس کا لباس تار تار کر دیا۔ اس کا یہ حال دیکھا تو ایک دانا شخص نے کہا۔ اگر تو عقل سے کام لیتا اور اپنی زبان کو قابو میں رکھتا تو تیرا یہ حال نہ ہوتا تو اگر غنچے کی طرح اپنا منہ بند رکھتا تو پھول کی طرح دریدہ دامن نہ ہوتا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک کم عقل اور گھبرایا ہوا شخص ہی تیغی بگھارتا اور اس کے نتیجے میں نقصان اٹھاتا ہے سب جانتے ہیں کہ آگ سرتاپا زبان ہی زبان ہے بھڑکتی ہے چیختی ہے، لپکتی ہے لیکن پانی کی تھوڑی سی مقدار بھی اسے بجھا دیتی ہے۔

آگ کی طرح بھڑکنے میں نہیں کوئی کمال
رہ سدا چشمۂ شیریں کی طرح نرم خرام
ضبط مشکل ہے مگر اس کا نتیجہ اچھا
دل میں یہ بات بٹھا لینے کہ ہے غصہ حرام

اینٹ

ایک شخص نے سونے کی ایک اینٹ پڑی پائی۔ یہ اینٹ ہاتھ آنے سے پہلے یہ مرد صالح آدمی نماز روزے کا پابند اور خدا کے ذکر میں محو رہا کرتا تھا اور اپنے ان اشغال میں بڑی حلاوت محسوس کرتا تھا۔ لیکن سونے کی اینٹ ہاتھ آتے ہی اس کے قلب کی کیفیت بدل گئی۔ خدا کی یاد سے غافل ہو کر اب وہ ہر وقت دنیاوی آسائش

حاصل کرنے کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔

کبھی سوچتا کہ مجھے ایک ایسا شاندار مکان تعمیر کرانا چاہیئے جس کے ساتھ ایک باغیچہ بھی ہو کبھی اعلےٰ درجے کے لباس اور بہترین بستر بنوانے کے منصوبے بناتا اس کے دماغ کا کچھ ایسا حال ہو گیا۔ گویا کھوپڑی میں کوئی کیڑا گھس گیا ہو۔

اس پریشان خیالی سے تنگ آکر ایک دن وہ جنگل کیطرف نکل گیا وہاں اس نے دیکھا کہ ایک شخص ایک قبر کی مٹی سے اینٹیں پاتھ رہا ہے یہ منظر دیکھ کر اس کا قلب کچھ بیدار ہوا۔ اس نے سوچا کہ میں بھی کیسا احمق ہوں سونے کی ایک اینٹ کو دل میں بسا لیا ہے حیکہ سچائی تو یہ ہے کہ ایک دن میری قبر کی مٹی سے بھی اسی طرح اینٹیں پاتھی جائیں گی میں سونے کی اینٹ پاکر دنیاوی خیالات میں الجھ گیا ہوں مجھے یہ خیال ہی نہیں کہ عمر کا قیمتی سرمایہ یونہی برباد ہو رہا ہے ؎

طوق لعنت سیم و زر کی طمع انساں کے لیے
مرد دانا ہے تو اس لعنت سے دل کو پاک رکھ،
خاک میں مل جائے گا اک روز تیرا یہ وجود
اس حقیقت پر نظر ہر دم تہہ افلاک رکھ

مسافر

حضرت سعدیؒ بیان فرماتے ہیں ایک قافلے کے ساتھ بیابان فیصلے کر رہا تھا۔ ایک پڑاؤ پر رکا تو نیند نے مجھ پر ایسا غلبہ پایا کہ قافلے کے روانہ ہونے کے وقت تک غافل سوتا رہا۔ ایک شتر سوار نے میری یہ حالت دیکھی تو مجھے ڈانٹا کہ کیا مرنے کا ارادہ ہے جو اب تک غفلت کی نیند سو رہا ہے؟ اٹھ قافلہ چلنے کو ہے قافلے سے بچھڑ گیا تو اس لق و دق بیابان میں ہلاک ہو جائے گا۔ یاد رکھ! وقت کسی کی خاطر

اپنی رفتار کم نہیں کرتا اس کا ہر لمحہ قیمتی ہے اسے غفلت کی نیند میں برباد نہیں کرنا چاہیئے

وقت تلوار ہے جو کاٹ رہا ہے رگ جاں
مرد عاقل ہے تو اک سانس بھی بیکار نہ کھو،
قافلہ چلنے کو ہے ، کوچ کی تیاری کر
گونج اٹھی بانگ جرس ہوش میں آ، اب تو نہ سو

نفرت

ایک فقیہہ بازار سے گزر رہا تھا۔ ایک جگہ اس نے ایک شرابی نوجوان کو دیکھا جو زمین پر خوار زبوں پڑا تھا۔ فقیہہ نے شرابی کو دیکھا تو نفرت سے منہ پھیر لیا شرابی اگرچہ پوری طرح ہوش میں نہ تھا لیکن اس نے محسوس کر لیا کہ اس شخص نے مجھے نفرت کے قابل سمجھا ہے وہ بولا، اے پارسا! اس بات کے لیے خدا کا شکر ادا کر کہ تو مجھ جیسی حالت میں نہیں ہے۔ اگر تجھے نیک رہنے کی توفیق ملی ہے تو اس پر مغرور نہ ہو آزادی کی حالت میں اگر تو کسی قیدی کو دیکھے تو اسے مطعون نہ کر یہ بات ناممکن نہیں کہ ایک لمحے بعد ہی تو خود قیدی بن جائے اگر تو مسلمان ہے اور سمجھے دولت ایمان حاصل ہے تو اسے اپنا کمال خیال نہ کر یہ خدا کا کرم ہے۔ وہ چاہتا تو تجھے کسی آتش پرست مجوسی کے گھر پیدا کر دیتا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ نیکی انسان کا اپنا کمال نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ پاک کا کرم ہے۔ کہ اس نے نیکی اور بھلائی کی طرف رہنمائی کی ؎

خدا نے تجھ کو بخشی ہے اگر توفیق نیکی کی
تو اس انعام پر مغرور ہو جانا حماقت ہے
جہالت ہے گناہوں میں الجھ کر خوار ہو جانا
مگر ایسے پر سکرانا بھی جہالت ہے،

Marfat.com

مرد دانا

ایک شخص قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا اس کے عزیز و اقارب رونے دھونے اور سینہ کوبی میں مصروف تھے ایک مرد دانا نے انہیں اس حالت میں دیکھا تو ان سے کہا کہ

یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ جس انجام سے تمہارا یہ عزیز دوچار ہوا ہے۔ بالکل وہی انجام تم سب کا بھی ہونے والا ہے! رونے والے! تو اپنے بچے کی موت پر کیا رو رہا ہے وہ تو پاک آیا تھا اور پاک ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا رونا تو تجھے اپنی حالت پر چاہیئے کہ تو جب اس دنیا میں آیا تھا تو پاک تھا لیکن جب رخصت ہو گا تو گناہوں کی غلاظت سے ناپاک ہو گا۔ تجھے چاہیئے کہ موت سے پہلے اگلے جہان کی فکر کرنے، کیونکہ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جسے ٹالا جا سکے خواہ کوئی کمزور ہو یا پہلوان موت کا ذائقہ اسے چکھنا ہی پڑے گا۔

جب قبر میں کسی کو اتارے تو یاد کر
اک روز تو بھی یونہی تہہ خاک آئے گا
اس وقت کام آئیں گی بس تیری نیکیاں
کچھ بھی نہ کام جذبہ بے باک آئے گا،

گپ شپ

حضرت سعدیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایام جوانی میں ایک شب ہم کچھ دوست گپ شب میں مصروف تھے ہر شخص بلبل کی طرح چہک اور بلبل کی طرح مہک رہا تھا اس محفل میں اتفاق سے ایک بوڑھا بھی شریک تھا۔ لیکن وہ بالکل خاموش تھا۔

Marfat.com

ایک نوجوان نے کہا: بڑے میاں، آپ کس فکر میں پڑے ہیں؟ ہماری گفتگو میں شامل ہو کر دل کا بوجھ ہلکا کیجئے۔ ہنسیے بولیے۔ بوڑھے نے یہ بات سنی تو آہ سرد بھر کر بولا۔

برخوردار! صبا کے جھونکوں سے سرشار ہو کر جھومنا جوان درختوں ہی کو زیبا ہے۔ درخت اس وقت تک جھوم سکتا ہے، جب تک اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہوں۔ بوڑھا درخت جنبش کرے تو ٹوٹ جاتا ہے۔ شب جوانی کی سحر ہو جائے تو ہوس کو سر سے نکال دینا ہی بہتر ہے۔

جوانی دیوانی میں کھانے اور پینے کی فکر نے مجھے دین سے غافل رکھا۔ افسوس! یہ قیمتی زمانہ کیسی فضول خواہشوں سے میں گزر گیا۔ ہماری حالت تو بالکل اس استاد کی سی ہوئی جس نے بعد افسوس اپنے شاگرد سے کہا تھا کہ وائے حسرتا! وقت ختم ہو گیا اور کام ابھی باقی ہے۔

طیور فصل بہاراں میں چہچہاتے تھے — خزاں میں ان کا ہر اک نغمہ بن گیا فریاد
شریک محفل طفلان ہو مرد پیر اگر — تو یوں ہے جیسے خزاں میں بہار کی روداد

گمان

ایک خدا رسیدہ نیک سیرت شخص بازار سے گذر رہا تھا ایک ایسے شخص کو جو یہودیوں سے بہت متنفر تھا اس پر یہودی ہونے کا گمان ہوا اس نے اس کی گردن پر ایک گھونسا جما دیا۔

یہ حرکت بہت غصہ دلانے والی تھی لیکن خدا رسیدہ شخص نے نہ صرف غصہ ظاہر نہ کیا بلکہ اپنا چوغہ اتار کر گھونسا مارنے والے کو دے دیا۔ اس حسن سلوک پر حملہ آور بہت حیران ہوا۔ اس نے کہا کہ حضرت سلامت! یہ بخشش و عطا کا کونسا موقع ہے! میں

Marfat.com

نے آپ کو ناحق تکلیف پہنچائی ہے اور آپ نے مجھے اپنا قیمتی چوغہ بخش رہے ہیں!
بزرگ نے جواب دیا۔
بھائی! میں نے یہ کام تیرے شر سے بچنے کے لیے نہیں کیا بلکہ اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کے طور پر کیا ہے مجھ پر خدا کا شکر اس لیے واجب ہوا کہ میں ایسا ہرگز نہیں ہوں جیسا تو نے مجھے سمجھا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ شخص جس کا ظاہر خراب اور باطن اچھا ہے اس شخص سے بہت افضل ہے جس کا ظاہر اچھا لیکن باطن تاریک ہے ؎

جو پہنے ہوئے ہے ریا کا لباس — عقلمند ہے تو نہ جا اس کے پاس
ریا کار سے چور ڈاکو بھلا — نہیں کہ اس کے عمل کی اساس

مکھیاں

ایک عورت نے اپنے خاوند کو اس بات پر بہت مجبور کیا کہ وہ اپنے محلے کے دکان دار سے سودا نہ خریدا کرے۔ اس نے کہا، وہ تو ایسا نحوست مارا ہے کہ سارا دن اس کے منہ پر مکھیاں بھنکتی رہتی ہیں کوئی گاہک بھول کر بھی اس کی دکان سے سودا نہیں خریدتا۔
بیوی کی یہ بات سنکر ذی شعور شوہر نے کہا نہیں اپنے محلے کے دکان دار کے بارے میں ایسی بات نہیں سوچنی چاہیئے اس بے چارے نے تو نفع کمانے کی امید پر ہی ہمارے پڑوس میں دکان کھولی ہے اسے مایوس کرنا یقیناً ایک ایسی بات ہوگی جسے شریف لوگ کبھی پسند نہیں کرتے۔ عالی حوصلہ اور سمجھدار لوگ ہمیشہ بے رونق دکان ہی سے خریداری کرتے ہیں۔ یہ سخاوت کا شعبہ ہے۔ اور سخیوں کے سردار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سخی اور مدد سرانجام کرنے والے تھے۔

Marfat.com

جو حق آگاہ ہیں لیتے ہیں سودا کم سوادوں سے
بھروں کو اور بھر دینا تو دانائی نہیں ہوتی
طریقہ اہل ہمت کا ہے کمزوروں کو رکھ دینا
جو اپنی ذات ہی دیکھے وہ بینائی نہیں ہوتی

نیک لوگ

ایک بادشاہ اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کر رہا تھا ایک شب اس نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو اس کے بیٹے کے تاج سے ایک لعل گر گیا بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو شہزادے سے کہا، اے بیٹے! تو اپنا لعل اس وقت تک تلاش نہ کر سکے گا جب تک ایک ایک پتھر کو خوب توجہ سے دیکھے۔

اے بیٹے! آوارہ اور بدچلن لوگوں میں نیک لوگ اس طرح ہیں جس طرح پتھروں میں لعل پرکھنے اور جانچنے سے ہی انہیں تلاش کیا جا سکتا ہے تو جس شخص کو اپنی دانست میں حقیر اور کم درجہ خیال کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اللہ کی نظر میں معزز و محترم ہو۔ بہت سے مصیبت زدہ اور اہل دنیا کے ہاتھوں تکلیف اٹھانے والے لوگ جنت میں لباس فاخرہ پہنے ہوں گے۔ پس اگر تو عاقل و فرزانہ ہے تو اس شہزادے کا بھی ادب کر جو قید خانے میں پڑا ہوا ہے ہو سکتا ہے یہی کل تاجدار بن جائے اس وقت تیرا یہ اچھا سلوک تجھے اس کی مہربانیوں کا مستحق بنا دے گا۔

خزاں کی رت میں جلاتا ہے کیوں گلابوں کو
بہار میں یہی گلشن کی آبرو ہوں گے
یہی حقیر سے ذرے جو اٹے پھرے
مثال ماہ درخشندہ چار سو ہوں گے

Marfat.com

دنیا

حضرت حاتم اصمؒ اپنے مکان کے جس حصے میں بیٹھا کرتے تھے اس کی چھت میں مکڑی نے جالا تن رکھا تھا۔ ایک دن آپ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے ان سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک مکھی مکڑی کے جالے میں پھنس کر بھنبھنانے لگی۔ حضرت نے اس کی بھنبھناہٹ سنی تو اس طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے لالچی! اب یونہی پھنسی رہ نادان! ہر جگہ شہد اور قند نہیں ہوتی۔ دنیا تو وہ جگہ ہے کہ اس کے اکثر مقامات پر مکر و فریب کے جال پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت کی زبان سے یہ بات سنی تو ایک مرید نے حیران ہو کر کہا۔ یا حضرت! آپ نے اتنے فاصلے سے مکھی کی بھنبھناہٹ کیسے سن لی؟ مرید کی یہ حیرت دراصل اس وجہ سے تھی کہ لوگ آپ کو بہرا خیال کرتے تھے۔ اصم عربی زبان میں بہرے کو ہی کہتے ہیں۔

حضرت نے جواب دیا تم مجھے بہرا ہی سمجھو۔ کیونکہ میں نے باطل گفتگو اور اپنی بڑائی کی باتیں سننے سے اپنے کانوں کو بہرا بنا لیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ میری خوبیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں اور میرے عیبوں کو مجھ سے چھپاتے ہیں۔ لیکن اب کے میں بہرا مشہور ہو گیا ہوں۔ وہ اکثر میرے بارے وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کے دل میں ہوتا ہے۔

سن کے جو اپنی برائی خوش ہوا — جان لو پھندے میں شیطان کے پھنسا
خود ستائی کیا ہے اک اندھا کنواں — کیا بدقسمت ہے جو اس میں گرا

قیمتی بات

حضرت لقمان سیاہ فام اور کم رو تھے ایک دن آپ بغداد کے بازار سے گذر رہے

تھے کہ ایک شخص نے اپنا مفرور غلام سمجھ کر پکڑ لیا اور مٹی کھودنے کے کام پر لگا دیا وہ شخص اپنا مکان تعمیر کرا رہا تھا۔

حضرت لقمان ایک سال تک مٹی کھودنے کی سخت مشقت برداشت کرتے رہے ایک سال کے بعد اتفاق ایسا ہوا کہ مفرور غلام لوٹ آیا۔ وہ غلام حضرت لقمان کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے جو آپ کو اس حالت میں مبتلا دیکھا تو رنج و غم سے بیقرار ہو کر آپ کے قدموں میں گر گیا اور جب اس کے آقا کو آپ کے مقام اور مرتبے کا علم اور اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ بھی عاجزی سے معافی مانگنے لگا۔

حضرت لقمان نے فرمایا، بھائی جو کچھ ہونا تھا ہوا ہے میں گھاٹے میں نہیں رہا۔ اس مصیبت میں میں نے دانائی کی ایک بہت قیمتی بات سیکھ لی۔ وہ یہ کہ کسی کو کم درجے کا خیال کر کے مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہیئے۔ میرا بھی ایک غلام اب سے پہلے میں اس سے ہر قسم کی خدمت لیتا تھا۔ لیکن یہ مشقت اٹھا کر مجھے معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے کاموں میں کس قدر روحانی اور جسمانی تکلیف ہوتی ہے۔ اب میں اپنے غلام سے ہرگز ایسی خدمت نہیں لوں گا۔

کسی کمزور پر سختی نہ کر گر مرد عاقل ہے
کہ وہ بھی صاحب احساس ہے اور جان رکھتا ہے
کوئی انسان حقیر اس کی نظر میں ہو نہیں سکتا
جو انسان کے شرف اور اصل پر ایمان رکھتا ہے

احسان

حضرت سعدیؒ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص بکری کی رسی ہاتھ میں تھامے چلا جا رہا تھا اور بکری اس کے پیچھے پیچھے یوں چلی آ رہی تھی جیسے اسے

Marfat.com

اس بت کی کچھ پرواہی نہ ہو کہ اس کے گلے میں رسی بندھی ہوئی ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ یہ بکری اس وجہ سے تیرے پیچھے پیچھے چل رہی ہے۔ کہ اس کی گردن میں رسّی بندھی ہوئی ہے۔ میری یہ بات سنکر اس شخص نے بکری کی گردن سے رسی کھول دی۔ آزاد ہو کر بکری کچھ دیر اِدھر اُدھر اچھلتی رہی لیکن وہاں سے بھاگی نہیں وہ شخص بولا: اے سعدیؒ! یہ بکری بظاہر تو اس رسّی کی وجہ سے میرے ساتھ تھی جو اس کی گردن میں بندھی ہوئی تھی۔ لیکن حقیقت میں اسے احسان کی رسّی نے میرا مطیع بنایا تھا جو اچھا دانہ پانی دینے کی صورت میں میں اس کے ساتھ کرتا ہوں۔ احسان کی رسی سے مضبوط کوئی رسّی نہیں ؎

اپنے دشمن کے گلے میں ڈال احسان کی کمند
تو یہ دیکھے گا وہ بن جائے گا تیرا دردمند
کر دیا احسان نے ہاتمی کو عبادت کا مطیع
شیر ہو جاتا ہے احسان کے سبب مٹھی میں بند

حکم

حضرت سعدیؒ بیان فرماتے ہیں ایک دن میں سرزمین زوزن میں تھا کہ اچانک ایک ایسا شخص میرے سامنے آگیا جو چیتے پر سوار تھا۔ میری نگاہ اس پر پڑی تو میں خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔

اس شخص نے میری یہ حالت دیکھی تو مسکراتے ہوئے بولا۔ اے سعدیؒ بیٹھے چیتے پر سوار دیکھ کر حیران نہ ہو۔ اگر تو بھی خلوص دل سے اللہ پاک کے حضور سر اطاعت جھکا دے اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی گذارے تو تیرا حکم بھی کوئی نہ ٹالے۔ اس طرح سب تیرے فرمانبردار بن جائیں جو خدا کی اطاعت کرتا ہے دوسرے اس کی اطاعت کرتے

Marfat.com

اس شخص نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا جب بادشاہ خدا کا حکم بردار بندہ بن جاتا ہے تو خدا اس کا مددگار اور محافظ بن جاتا ہے اور جب خدا دوست بن جائے تو پھر یہ بات ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے دوست کو کسی دشمن کے حوالے کر دے۔ یاد رکھو! زندگی گزارنے کا یہی سب سے اچھا راستہ ہے۔

جھکائے جو گردن خدا کے حضور　　تو ہو دیدہ تیرا نزدیک و دور
خدا کو بنالے اگر اپنا دوست　　تو ہوں دوست تیرے وحوش و طیور

قحط

حضرت سعدیؒ بیان فرماتے ہیں ایک بار دمشق میں سخت قحط پڑا حالت یہ ہو گئی کہ ٹڈیوں نے سبزے کو اور انسانوں نے ٹڈیوں کو کھا لیا۔ مخلوق خدا بھوک سے ہلاک ہو گئی۔ ایک دن میری ملاقات ایک ایسے دوست سے ہوئی جو کافی مالدار تھا۔ لیکن میں نے دیکھا وہ بیمار سی پریشان حال اور کمزور نظر آ رہا تھا۔ جیسے شہر کے غریب غربا میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہوا اس سے پوچھا کہ بھائی یہ میں تمہیں کس حالت میں دیکھ رہا ہوں؟

وہ بولا، اے سعدی!

کیا تم اس بات سے بے خبر ہو کہ قحط کے باعث مخلوق تباہ ہو گئی ہے؟ میں نے کہا۔

میں جانتا ہوں لیکن قحط کا تم پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ خدا کے فضل سے غنی ہو۔ ہر چیز بافراط حاصل کر سکتے ہو۔

میری یہ بات سن کر میرے دوست نے آہ بھری اور کہا۔

اے سعدی! کسی حساس آدمی کے لیے یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ وہ اردگرد کے لوگوں کو بھول جائے اور صرف اپنی ذات پر نظر رکھے۔ کوئی

Marfat.com

شریف آدمی کسی کو دریا میں ڈوبتے ہوئے دیکھ کر اطمینان سے ساحل پر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ بے شک میں بھوک پیاس سے محفوظ ہوں لیکن دوسروں کے غم نے مجھے ہلاک کر دیا ہے۔ اگر کسی کے عزیز قید کر دیئے گئے ہوں تو وہ گلگشت میں مصروف نہیں رہ سکتا۔

ہوں محفوظ میں گو بفضل خدا — مگر خوں رُلاتا ہے یہ ماجرا
درختوں پہ پتے نہ ٹیلوں پہ گھاس — جسے دیکھئے بھوک سے ہے اُداس
ہو سینے میں جس کے دل دردمند — اسے کیسے ہوگی یہ صورت پسند

پیٹ

حضرت سعدیؒ بیان کرتے ہیں، درویشی کا بانا پہنے ہم چند دوست اکٹھے زندگی گزار رہے تھے ہم میں سے ایک شخص بہت بسیار خور اور بے صبرا تھا۔ ایک دن ہم کھجوروں کے ایک باغ کی طرف جا نکلے۔ سُرخ سُرخ پکی کھجوریں دیکھ کر پیٹو کا جی ملچایا اور وہ جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ لیکن ابھی جی بھر کر کھانے نہ پایا تھا کہ کہ شاخ ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گر کر مر گیا۔

پیٹو کے گرتے ہی اتفاق سے باغ کا مالک بھی وہاں آگیا۔ اس نے اس کی لاش دیکھی تو پوچھا اسے کس نے مار ڈالا؟ میں نے جواب دیا، اس کے پھیلے ہوئے پیٹ نے حقیقت یہ ہے کہ پیٹو آدمی کا پیٹ اس کے ہاتھوں اور پیروں کے لئے زنجیر بن جاتا ہے اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ اس کے پیٹ کو قہر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

تنور شکم کو نہ رکھ یوں عزیز — کہ اٹھ جائے اچھے بُرے کی تمیز
اگر عقل ہے صبر کر اختیار — نہیں کوئی میوہ بھی اس سے لذیذ

Marfat.com

غفلت

سلطان طغرل موسم خزاں کی ایک رات کسی پہرے دار کے قریب سے گزرا جو برف باری اور بارش کے باعثِ سردی سے ایسے کپکپا رہا تھا جیسے طلوع کے وقت سہیلی ستارہ کپکپاتا ہے اسے دیکھ کر سلطان کو رحم آیا اور اس سے کہنے لگا۔

میں ابھی جا کر یہ پوستین تیرے پاس بھیج دیتا ہوں تو اسے پہن لینا ذرا ایک طرف کھڑا ہو کے انتظار کر میرا غلام تجھے دے جائے گا وہ ابھی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو بادشاہ بھاگ کر محل میں گھس گیا اس کا ایک خوبصورت غلام تھا جس سے اسے بڑی محبت تھی وہ اس سے دل لگی کرنے لگا اور اس کے نظارے میں ایسا محو ہوا کہ بیچارے پہرادار کو بالکل بھول گیا بدنصیب پہرے دار نے پوستین کی بات تو سنی پر پوستین پہنی نصیب نہ ہوئی۔ قدرت کی ستم ظریفی دیکھو کہ پہلے سردی کی تکلیف تھی جو اسے اب انتظار کی زحمت کھینچنی پڑی۔ بادشاہ جب غفلت کی نیند سو گیا تو صبح نقارچی نے اس پر خوب لطیفہ کسا نہ جب تیرا ہاتھ محبوب کے آغوش میں حمائل ہو گیا تو تجھے بدبخت پہرہ دار بھول ہی گیا تھا تیری راتیں جب عیش و عشرت میں گزرتی ہیں تو تجھے کیا معلوم ہماری رات کو کس قدر لمبی اور خوف ناک ہوتی ہے۔

بیوی

ایک نوجوان کو اپنی بیگم سے نہ بنتی تھی اس نے کسی بزرگ کے سامنے اپنا

Marfat.com

دکھڑا سنایا کہ میں اپنی ظالم بیوی اس طرح برداشت کرتا ہوں جیسے چکی کا نچلا پاٹ اوپر والے کا کرتا ہے اس نے کہا صاحب بیوی کی طرف سے اگر سختی بھی برداشت کرنی پڑتی ہے تو صبر کرو کیونکہ صبر شرم کی چیز نہیں اگر دن میں تم کو نچلا پاٹ بننا پڑتا ہے تو کیا ہوا رات کو تو اوپر والا پاٹ ہو جاتا ہے گلاب کی جس شاخ سے آدمی نے پھول سونگھا ہو اگر اس کے کانٹے چبھیں تو انہیں بھی برداشت کرنا چاہیئے۔

لڑکا

ایک شخص نے حسین و جمیل لڑکا دیکھا تو اسے حال چڑھ گیا اور آتش عشق بھڑک اٹھی وہ اس تصادم سے متاثر ہو کر پسینہ پسینہ ہو گیا جیسے چیت کے مہینے میں پتوں پر شبنم گری ہوتی ہے حکیم لقراط ادھر سے گزرا ہو تو اس نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا۔ کسی نے بتایا :-

یہ آدمی بڑا اچھا متقی پرہیزگار ہے گناہوں کے بالکل قریب نہیں جاتا ترک دنیا اور قطع تعلقات کی وجہ سے ہمیشہ جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتا رہتا ہے۔ ایک دلفریب لڑکے نے اس کا دل موہ لیا ہے اور یہ اس کے چکر میں پھنس گیا ہے لوگ اسے لعن طعن کرتے ہیں تو یہ رو رو کے کہتا ہے۔

جانے بھی دو کوئی شخص مجبور بھی ہوتا ہے میں بھی بے سبب نہیں چیختا یہ لڑکا میرا دل کیا چھین سکتا ہے میرا دل تو اس ذات نے چھین لیا ہے جس نے اس کے نقش بنائے گویا میں اس کی شکل کے آئینے میں اس کی زیارت کرتا ہوں اس پر تجربہ کار آدمی نے یہ بات سن کر کہا۔

اگرچہ تو نیکی اور پارسائی میں شہرہ آفاق ہے [illegible]
اپنا پاکدامنی ثابت کرنا مشکل ہے ہر شخص تیرا [illegible]

Marfat.com

کہیں گے خالق حقیقی نے صرف یہی نقش تو نہیں بنایا جس نے تیرا دل چھین لیا۔ اس کی اور بھی تو کاریگریاں ہیں۔ نومولود لڑکے کو دیکھ کر توصفت حق سے اتنا متاثر کیوں نہیں ہوتا۔ کیونکہ کاریگری میں بڑا چھوٹا برابر ہے اگر تیری نظر حقیقت پسند ہو تو تجھے اونٹ کی بناوٹ میں بھی وہی بات نظر آئے گی جو چین کے حسینوں میں نظر آتی ہے۔

غیبت

کوئی صوفی مذاق میں ایک لڑکے سے ہنسنے لگا دوسرے درویش نے اس ہنسی کو بدکاری پر محمول کر کے چہ میگوئیاں شروع کر دیں کہ اس لڑکے سے اس کی نیت خراب ہے۔ یہ بات چلتی چلتی ایک سمجھدار صاحب نظر تک پہنچی تو اس نے کہا۔
اپنے صوفی بھائی کی پردہ دری نہ کرو اگر مذاق حرام ہے تو غیبت اور بدگوئی بھی حلال نہیں۔

مرید

ترک سپاہی نشے میں مست گا بجا رہے تھے کسی پیر کے مرید نے دیکھا تو برداشت نہ کر سکا اور ان کی دف اور سارنگی توڑ ڈالی۔ جیسے ستار کو تاروں سے پکڑ لیا جاتا ہے اسی طرح ترک نے اس مرید کو بالوں سے پکڑا گھسیٹا اور دف کی طرح اس کو پیٹا دھکے اور تھپڑ کھا کر درد کی وجہ سے سو نہ سکا اگلے روز پیر کے پاس گیا تو اس نے نصیحت کی۔
اگر تو دف کی طرح پٹنا نہیں چاہتا تو ستار بن جا یعنی عاجزی اختیار کر اور سر جھکا لے۔

Marfat.com

زبان

ایک شخص نے جھگڑے میں بڑی بکواس بازی کی تو مدمقابل نے اس کا گریبان پھاڑ ڈالا۔ یہ کہا کر گریبان پھڑوا کے بیٹھا رو رہا تھا کہ ایک جہاندیدہ شخص نے اسے دیکھ کر کہا اور خود پرست آدمی اگر تیرا منہ غنچے کی طرح بند رہتا تو پھول کی طرح تیرا پیرہن نہ پھٹتا یعنی تیری زبان نے تجھے رسوا کیا تیری بکواس بازی نے تیری یہ درگت بنوائی ہے۔

بُلبل

سلطان عضد الدولہ دیلمی کا لڑکا بہت بیمار تھا جسے دیکھ کر باپ کو چین نہیں آتا تھا کسی بزرگ نے اسے کہا کہ اگر لڑکے کی صحت چاہیئے ہو تو جو وحشی پرندے تم نے قید کر رکھے ہیں انہیں چھوڑ دو لڑکا ٹھیک ہو جائے گا۔

اس نے تمام پرندوں کے پنجرے کھول دیئے جو فوراً اڑ گئے البتہ ایک خوشنوا بلبل بدستور اسیر رکھا جو باغ کی محراب پر لڑکا دیا تھا لڑکا صبح سویرے سیر کے لئے باغ کی طرف گیا تو صرف وہی بُلبل موجود پایا تو ہنس کر اس سے کہنے لگا۔

اگر تو خوشنوا اور خوش گلو نہ ہوتا تو تجھے بھی آزادی مل جاتی پس تیری خوشنوائی اور خوش بیانی نے تجھے قید کر رکھا ہے۔

ایک ترک بادشاہ جس کا نام تمش تھا اس نے اپنے غلاموں کو ایک راز کی بات بتلائی اور تنبیہ کر دی کہ آگے نہ کہنا وہ راز ایک سال تو راز رہا لیکن اس کے بعد اچانک ظاہر ہو گیا بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ جو لوگ راز افشا کرنے کے مجرم ہیں ان سب کی گردنیں اڑا دی جائیں الہٰذا

ایک غلام بول پڑا کہ ۔

حضور اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ سب غلام بے گناہ مارے جا رہے ہیں کیونکہ اصل گناہ تو آپ کا ہے جو اپنے راز کو خود نہ سنبھال سکے اور ان سے کہہ بیٹھے۔

احمق اور عقلمند

جالینوس نے کسی احمق کو دیکھا کہ ایک عقل مند کے گریبان میں ہاتھ ڈالے ہوئے اس کی بے عزتی کر رہا ہے اور عقل مند بھی اس کے ساتھ ہاتھا پائی میں مصروف ہے یہ حالت دیکھ کر جالینوس نے کہا۔

اگر یہ شخص عقل مند ہوتا تو اس جاہل کے ساتھ کبھی دست و گریبان نہ ہوتا ،،

نادان اگر اس کو برا بھی کبھی کہہ لے
دانا اسے دانائی و خاموشی سے سہہ لے
دو صلح پسندوں میں نہ کوئے کبھی اک بال
ہو جنگ کا خطرہ بھی تو دیتے ہیں اسے ٹال
لیکن ہوں اگر دونوں طرف سے جاہل و احمق
کچھ شک نہیں جو لوہے کی زنجیر بھی ہو شق
اک شخص کو گالی کسی بدخو نے سنائی
کہنے لگا وہ ہنس کے کہ سن اے میرے بھائی
تم جتنا بھی کہہ سکتے ہو میں اس سے ہوں بدتر
تم عیب میرے مجھ سے نہیں جانتے بہتر

پسند

لوگوں نے ایک بوڑھے سے کہا۔
تو جورو کیوں نہیں کرتا "
بوڑھے نے جواب دیا۔
بوڑھی عورت کو جی نہیں کرتا۔
لوگوں نے پھر کہا۔
دولت مند ہو کسی جوان لڑکی سے شادی کر لو۔
بوڑھے نے جواب دیا۔
جیسے مجھے بوڑھی عورت پسند نہیں ویسے ہی ایک جوان لڑکی ایک بوڑھے کو کیوں پسند کرے گی۔

نادان بیٹا

ایک وزیر کا بیٹا نادان، کند ذہن اور بیوقوف تھا۔ اسے ایک فقیہہ کے پاس تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا گیا کہ شاید عقل مند ہو جائے چنانچہ معلم نے اس کو تعلیم دی۔ اسے سدھارنے کی بڑی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ معلم نے اسے اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا۔
میں نے بڑی کوشش کی کہ لڑکا تمہارا عقلمند ہو جائے مگر یہ بیوقوف ہی رہا اور اس نے مجھے بھی بیوقوف بنا دیا ہے۔

ہو گی جس جوہر کے قابل اصل ہی
تربیت کا اس پہ ہو گا اثر
کوئی صیقل صاف کرتے کا نہیں
ایسے لوہے کو کرے گا گہر

گو ملیں ساتوں سمندر ہی تجھے ان میں سکتے کو نہ دھونا تم مگر
پاک ہونے کا نہیں اپسا پلید بیشتر ہوگا جو ہوگا تر بہ تر
جائے گو کعبے کو عیسٰی کا گدھا پھر جو آئے دیکھیو ویسا ہی خر

آنکھیں

ایک شخص کی آنکھیں دکھنے لگیں جانوروں کے ڈاکٹر سلوتری کے پاس چلا گیا بولا۔

ڈاکٹر میری دوا کرو۔

سلوتری نے جو دوائی چارپایوں کی آنکھوں کے واسطے مخصوص ہے اس کی آنکھوں میں لگا دی۔ فی الفور اندھا ہوگیا قضیہ حاکم کے پاس لے گئے اس نے کہا۔ سالوتری کا کچھ قصور نہیں اس پر کچھ تاوان نہیں اگر یہ گدھا نہ ہوتا اس کے پاس نہ جاتا۔

دولت عمر کی آسائش کے واسطے ہے عمر دولت جمع کرنے کے لیے نہیں

کسی نے ایک عقل مند سے پوچھا۔

نیک بخت کون ہے اور بدبخت کون۔

اس نے کہا۔

"نیک بخت وہ ہے جس نے کھایا اور کھلایا اور بدبخت وہ ہے جو مر گیا اور چھوڑ گیا۔"

نہ پڑھ نماز تو اس پر کہ جس نے کچھ نہ کیا نہ کھایا اور طلب زر میں عمر کو کھویا۔

موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو نصیحت کی کہ تو بھی محتاجوں پر احسان کر جیسے تجھ پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے لیکن قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔

Marfat.com

دام و درم کو دور رکھا جس نے خیر سے
کچھ فائدہ نہ پائے گا وہ داغ غم سوا
گر چاہتا ہے نعمت دنیا سے انتفاع
دے خلق کو تو جیسے خدا نے تجھے دیا

غرض یہ ہے کہ بخشش کرو اور منت پر کسی پر مت دھرو کہ اس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔

درخت کرم نے جہاں پکڑی جڑ
گئی اس کی ہر شاخ افلاک پر
جو یہ چاہتا ہے کہ پھل اس کے کھائے
تو منت کا رندہ نہ اس پہ چلائے
کر شکر حق کہ دی تجھے توفیق خیر کی
انعام و فضل سے نہ معطل کبھی رکھا
خدمت کا بادشاہ پہ احسان تو نہ رکھ
احسان اس کا مان جو خادم تجھے کیا۔

رسوائی

دامغان کے بادشاہ نے ایک مجرم کو کوڑے سے اتنا پیٹا کہ وہ ڈھول کی طرح چلانے لگا۔

ساری رات بے قراری کی وجہ سے اسے نیند نہ آئی ایک پرہیزگار آدمی ادھر سے گذرا تو اس نے کہا یہ شخص اگر رات کو جاگ کر کوتوال کو بنا لیتا اس کی منت سماجت کر کے اسے خوش کر لیتا تو دن کو یہ رسوائی اٹھانا نہ پڑتی۔

Marfat.com

جھڑک

ایک شخص مٹی گارے میں بھرا ہوا مسجد میں آگیا اور متعجب تھا کہ میرے جیسا گنہگار آلودہ دامن مسجد میں کیسے آگیا۔ ایک نمازی نے اسے جھڑک دیا کہ مسجد میں تو آگیا ہے ذرا اپنی شکل و لباس تو دیکھ لے۔ کیا یہ مسجد کے قابل ہیں۔ یہ بات سن کر میرے دل پر چوٹ لگی کہ جب مٹی آلودہ آدمی مسجد میں آنے کے قابل نہیں تو بہشت بریں تو اس سے بھی زیادہ پاک جگہ ہے وہاں گنہگاروں اور تر دامنوں کو کون گھسنے دے گا۔

سود خوار

کوئی سود خوار سیڑھیوں سے گر پڑا اور گرتے ہی اس کا دم ساقط ہو گیا۔ اس کا بیٹا کئی دن تک روتا رہا بالآخر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دوستوں کی مجالس میں شرکت کرنی شروع کر دی۔

ایک رات باپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حساب کتاب سے کیسے خلاصی ہوئی۔ اس نے جواب دیا۔

بیٹا کچھ نہ پوچھ میں سیڑھیوں سے زمین پر نہیں سیدھا جہنم میں گرا گویا مرتے ہی جہنم میں پہنچ گیا۔ اب میں ہوں جہنم کے شعلے اس نے کہا۔

بیٹا مجھ سے عبرت پکڑ میں سود خوری کما رہا ہوں تم ہرگز نہ کرنا۔

بلی

مصائب کی ماری کسی بڑھیا کے گھر ایک بلی رہتی تھی جسے بچے کھچے ٹکڑے مل جاتے

Marfat.com

تھے ایک دن وہ تر مال کھانے کسے لئے امیر شہر کے مہمان خانہ میں جا نکلی وہاں کے نگرانوں نے اسے تیر کا نشانہ بنایا۔ زخمی ہو کر وہاں سے بھاگی جب کہ ہڈیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے کہتی جا رہی تھی۔

اگر آج تیر سے میری جان بچ گئی تو میں چوہے کھا کر گزارہ کروں گی پر بڑھیا کا ویرانہ نہیں چھوڑوں گی۔

مصیبت

کسی شخص کے پاس بطور سالن صرف پیاز تھا دیگر کوئی سامان نہیں تھا۔ کسی بکواسی نے اسے مشورہ دیا کہ شاہی لنگر جو جاری ہے وہاں سے سالن لے آؤ، مانگتے میں شرم نہ کرو شرم کرنے والا بھوکا مرتا ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور وہ فوراً جانے کے لیے تیار ہوا اور اچکن پہن کر چلا گیا وہاں بھیڑ میں اس کی اچکن پھٹ گئی اور ہاتھ ٹوٹ گیا وہ روتا ہوا واپس آیا اور اپنے آپ سے کہنے لگا۔

یہ مصیبت تو نے خود مول لی ہے کوئی اس کا کیا علاج کرے حریص آدمی ہمیشہ مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔

میں تو آج کے بعد کبھی گھر سے نہ نکلوں گا جو روکھی سوکھی ہو گی کھا کر گزارہ کر لوں گا مگر کسی غیر سے توقع نہیں رکھوں گا اپنی محنت مشقت سے اکثر جو کی روٹی بھی مل جاتے وہ پرائے دسترخوان کے شیرمال سے بہتر ہے۔

شرابی

ایک شرابی راستے میں نشے میں مدہوش پڑا تھا اسے دیکھ دنیا کی خبر تھی ایک شخص ادھر سے گزرا نفرت بھری نظروں سے شرابی کو دیکھ کر

Marfat.com

اسی اثنار میں مدہوش شرابی کسی قدر ہوش میں آیا۔ ایک شخص کو اپنی طرف نفرت سے دیکھتے پایا تو ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ۔

راہ چلتے کوئی بیہودگی دیکھو تو دامن بچا کر شائستگی سے گزر جاؤ۔ سنا ان سنا کر دو اور دیکھا ان دیکھا۔

گناہ گار سے کیجئے نہ کج رخی زاہد
نگاہ لطف و کرم اس کے حال پہ کیجئے
ہوئی ہوں مجھ سے جو طلفلانہ حرکتیں سرزد
تو آپ ان سے بزرگانہ در گزر کیجئے۔

ایک بادشاہ کشتی میں بیٹھا دریا کی سیر کر رہا تھا۔ کچھ درباری اور چند غلام اس کے ساتھ تھے جن میں ایک عجمی غلام پہلے کبھی کشتی میں نہ بیٹھا تھا۔ ڈوب جانے کے خوف سے کانپتے ہوئے رو رہا تھا۔ بادشاہ کو ناگوار گزرا کہ رونا کیوں ہے چپ ہو جا لیکن عجمی غلام کی خوف سے سیٹی گم ہو رہی تھی۔ بادشاہ کے حکم پر توجہ نہ دی۔ کشتی میں ایک دانا شخص بھی سوار تھا۔ اس نے عجمی غلام کی حالت دیکھی تو بادشاہ سے کہا۔

"عالم پناہ اگر اجازت دیں تو خاکسار اس غلام کے خوف کو ابھی دور کر دے"

بادشاہ نے اجازت دی اور دانا شخص نے دوسرے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اس غلام کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیں۔

غلاموں نے حکم کی تعمیل کی۔ رونے والے غلام کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیا جب وہ دو چار غوطے کھا چکا تو دانا شخص نے غلاموں سے کہا کہ

اب اسے دریا سے نکال کر کشتی میں سوار کر لو۔

چنانچہ غلاموں نے اس کے سر کے بال پکڑ کر کشتی میں کھینچ لیا تو وہ غلام جو ڈوب جانے کے خوف سے آنسو بہا رہا تھا۔ بالکل خاموش اور پرسکون ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔

Marfat.com

بادشاہ نے حیران ہو کر سوال کیا کہ آخر اس میں کیا بھلائی تھی کہ تم نے ایک ڈرے ہوئے شخص کو دریا میں پھینکوا دیا اور اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ اب یہ خاموشی اور سکون سے بیٹھ گیا ہے۔

دانا شخص نے جواب دیا۔

حضور والا! اس نے دریا میں کبھی غوطہ نہیں کھایا تھا غوطہ کھانے کی تکلیف اٹھائی تو آرام کی قدر آئی۔ جس نے کوئی تکلیف نہ دیکھی ہو آرام کی قدر کیا جانے۔

بھائے گی تیرے نہیں اسے سیر نان جو
خواہش ہے جس کی مجھ کو وہ آگے ہے تیرے زشت
جو جنتی ہیں سمجھیں ہیں اعراف کو جحیم
اور دوزخی یہ سمجھیں کہ اعراف ہے بہشت

بوڑھا بادشاہ

ملک عرب کا ایک بوڑھا بادشاہ ہو گیا۔ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ انہی دنوں محاذ جنگ سے ایک ہرکارہ آیا اور اس نے فتح کا مژدہ سنایا کہ۔

حضور کے اقبال کی یاوری سے ہماری فوج نے دشمن پر فتح پائی۔

یہ خوشخبری سن کر ذرا بھی خوشی نہ ہوئی۔ آہ بھرتے ہوئے بولا۔

"یہ خوشخبری میرے لیے نہیں میرے دشمنوں کے لئے ہے جو تخت و تاج کا مالک بننے کے لیے میری موت کی دعائیں مانگتے ہیں۔

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جائے ہے تماشا نہیں ہے
لبوں پہ جاں ہے مرض کر چکا ہے کام تمام — خدا کے واسطے [illegible] اب تو آؤ ادھر
بسر ہوئی میری اوقات آہ غفلت میں — کیا نہ میں نے [illegible] کیا جو تم [illegible]

Marfat.com

ایک بادشاہ اپنے محل میں بیٹھا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

مجھ کو اس دام سا جہاں میں کوئی خوش تر دم نہیں
نیک و بد کی کچھ نہیں ہے فکر مطلق غم نہیں
میں بڑا خوش بخت ہوں میرے جیسا دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔

اچانک ایک ننگا فقیر ادھر سے گزرا۔ بادشاہ کی آواز سن کر رک گیا اور اس نے بھی یہ پڑھا۔

اے کہ اقبال و حشم میں مثل تیرا جسم نہیں
غم نہیں گو تجھ کو لیکن کیا میرا بھی غم نہیں

بادشاہ نے فقیر کی آواز سنی تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔ آواز میں درد تھا سوز تھا دنیا کی بے ثباتی تھی۔ بادشاہ بڑا متاثر ہوا۔

"سائیں بابا دامن پھیلائیے ہم آپ کو کچھ اشرفیاں دینا چاہتے ہیں۔"

فقیر نے جواب دیا۔

"بابا! میں تو تن بدن پر دھجی بھی نہیں رکھتا دامن کہاں سے آئے گا میں تو ننگا ہوں۔"

بادشاہ کو اس پر اور رحم آیا اور اس نے اشرفیوں کے ساتھ ننگے فقیر کو بہت عمدہ لباس بھی بخشا۔ فقیر بڑا خوش ہوا۔ شہریار کے اقبال کے ستارے کے اور بلند عمر پانے کی دعائیں دیتا رخصت ہوا لیکن اتنی ساری اشرفیاں ایک قلیل مدت میں خرچ کر کے پھر آیا۔

سخی کے ہاتھ پر رہے کب مال
صرف کرے گا اس کو وہ بہر حال

بادشاہ نے فقیر کی آواز سنی تو اسے بڑا غصہ آیا۔ حکم دیا اسے بھگا دیا جائے بڑا فضول خرچ فقیر ہے اتنی ساری اشرفیاں اتنی جلدی خرچ کر دیں۔

Marfat.com

وہ ہے احمق دن کو روشن شمع کا فوری کرے
دیکھنا اک دن شب کو اس کا بے روغن چراغ

ایک وزیر با تدبیر نے مودب ہو کر عرض کیا۔

اے خداوند! اعلیٰ حضرت نے بجا فرمایا کہ اس نادان نے فضول خرچی کی ہے ایسے لوگوں کو تو بس ان کی ضرورت کے مطابق امداد دینی چاہیئے لیکن یہ بات بھی عالی قدر کی اعلیٰ ظرفی کو زیب نہیں دیتی کہ بے نوا سائل خالی ہاتھ در دولت سے لوٹ جائے۔ اس کی فضول خرچی کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے کچھ نہ کچھ دیا جائے۔

مت بھول آگے اہل طمع کے عطا کا دروازہ — اور کھول دے تو بند نہ کرنا اسے کبھی
ممکن نہیں کبھی کہ مسافر حجاز کے — یکجا وہاں پہ ہوں گے جہاں ہوگا آب سور
میٹھا ہو جس مقام میں چشمہ یقین ہے — اکثر وہیں کھڑے رہیں انسان و مرغ و مور

ایک بادشاہ بڑا بخیل تھا۔ یہاں تک کہ اپنے لشکر کے سپاہیوں کو وقت پر تنخواہ نہ دیتا تھا اور کبھی تو ان کو بالکل ٹرخا دیتا۔ اپنی رعایا کی خبر گیری اور دلجوئی سے بھی غافل تھا۔ جس کا نتیجہ بھی یہ نکلا کہ رعایا بددل اور سپاہی بدحال تھے۔ دشمن صورت حال سے آگاہ تھا۔ پل پل کی خبر رکھتا تھا۔ اس نے بخیل بادشاہ کے ملک پر حملہ کر دیا پہلی جھڑپ میں بخیل بادشاہ کے کئی سپاہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور دشمن سے جا ملے۔

سپاہی سے ڈر کا کرے جو دریغ
تو کب اس کے دشمن کھینچیں گے تیغ
دلیری لڑائی میں وہ کیا کرے
سدا دست خالی جو دیکھا کرے

میدان جنگ سے اور دشمن سے جا ملنے والے سپاہیوں میں سے ایک میرا بھی دوست تھا میں نے اس پر ملامت کی اور کہا۔

"نمک حرام اور ناشکرے پر خدا کی مار جو اپنے محسن اور مخدوم کو دغا دے جائے"

میرے دوست نے جواب دیا۔

"اور ایسے بخیل بادشاہ کے بارے میں کیا کہو گے جس کے سپاہیوں کے گھوڑوں کو کھانے کو گھاس نہ ملے اور گھوڑوں کے زین گردی پڑے ہوں جو بادشاہ زر کا بخل کرے سپاہی اس کے واسطے کیوں مرے"

زر سپاہی کو جو تو دے گا وہ دیوے گا سر
گر نہ زر دے گا تو وہ جائے جا ہے گا جدھر
سیر ہو تو ہو غضب سے شیر پہ حملہ کناں
اور جو بھوکا ہو تو بھاگے لومڑی سے سر بسر

ریاکار درویش

ایک ریاکار درویش جس کی درویشی محض دکھاوے کو تھی ایک بار بادشاہ کا مہمان ہوا۔ شاہی دسترخوان بچھا تو بادشاہ پر اپنی کم خوری ظاہر کرنے کے لیے ایک دو نوالے چکھ کر ہاتھ کھینچ لیا کہ۔

اللہ والے تو اللہ کی یاد سے پیٹ بھرتے ہیں کھانا کب کھاتے ہیں۔

نماز کا وقت ہوا تو ریاکار درویش نے بادشاہ کے ساتھ نماز پڑھی اور بڑی لمبی نماز پڑھی دکھاوے کے بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے اس قدر آنسو بہائے کہ جیب دستار گیلی ہو گئی۔ ثابت یہ کرنا تھا کہ اللہ والے ایسے نماز پڑھتے ہیں۔

ریاکار درویش گھر آیا تو سب سے پہلے کھانا لانے کو کہا تو اس کے ایک باشعور بیٹے نے اس سے کہا۔

Marfat.com

"آپ کو بادشاہ نے ضیافت میں مدعو کیا تھا کیا آپ نے وہاں کھانا نہیں کھایا"
ریاکار درویش نے اپنے بیٹے کو جواب دیا۔
وہاں اس لئے کم کھایا کہ بادشاہ کے دل میں اپنی پرہیزگاری کی دھاک بٹھانا تھا
ایک دو نوالے لے کر ہاتھ کھینچ لیا۔ اس لیے گھر آکے دوبارہ کھایا ہوں۔
بیٹے نے جواب دیا۔
پیر و مرشد! پھر تو آپ نماز دوبارہ پڑھیں کہ وہ بھی آپ نے وہاں بادشاہ کے دل پر عبادت گزاری کی دھاک بٹھانے کے لیے پڑی ہوگی خدا کے لیے نہیں۔

ہنر اپنے بیاں کرتے ہو سب سے
مگر پھرتے ہو عیبوں کو چھپائے
خریدے گا وہ کیا بازار جا کر
جو کھوٹا پیسہ لے کر ساتھ جائے

تعریف

ایک مجلس میں شرکائے مجلس ایک بزرگ کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔ آپ ایسے ہیں آپ ویسے ہیں کیا بات ہے حضور فیض گنجور کی۔ آپ سا کوئی دیکھا نہیں زمانے میں۔ آپ گوہر یک دانہ ہیں آپ کی عظمت کا کیا ٹھکانہ ہے اوج ثریا پہ اپنا مقام رکھتے ہیں سراہے جانے والے بزرگ نے سر اٹھایا اور فرمایا۔
"اے عزیزان من! میں جیسا کہ ہوں خوب جانتا ہوں اپنے کو اچھی طرح پہچانتا ہوں من آنم کہ من دانم۔

دکھاؤ دل نہ یہ کہہ کر کہ تم نیکی کے پتلے ہو
کہ ظاہر دیکھتے ہو تم کو باطن کی خبر کیا ہے

Marfat.com

میرا وجود سب کی نظر میں ہے خوش نما
اور میں ہوں اپنے جسم نفس سے مگر خجل
طاؤس کو سمجھتی ہے خلقت بہت حسین
حالانکہ اپنے پاؤں سے نادم ہے اس کا دل

فقیر مست

ایک بادشاہ نے ایک فقیر مست حال کو دیکھا راستے اپنے پاس بلوایا اور پوچھا۔
سائیں بابا! کبھی کبھی ہمیں بھی یاد کرتے ہو۔
فقیر نے جواب دیا۔
"ہاں جب خدا کو بھولتا ہوں"

وہ در بدر پھرے جسے در سے ہٹائے وہ
جس کو بلائے پھر نہ کسی در پر جائے وہ

موت

ایک کارواں سرزمین حجاز کی طرف رواں دواں تھا جب کہ ایک ایسا شخص بھی اس کے ساتھ سفر کر رہا تھا جو ننگے سر ننگے پاؤں تھا اور اس کے پاس سواری کو کوئی جانور بھی نہ تھا خراماں خراماں چلتے ہوئے یہ پڑھتا جاتا ہے۔

نہ دھرے ہوں سر پہ گٹھانہ میں اونٹ پر چڑھا ہوں
نہ رئیس ملک کا ہوں نہ غلام بادشاہ ہوں

ایک شتر سوار نے اسے دیکھا کہنے لگا۔
"اے اللہ کے بندے ننگے سر ننگے پاؤں ہمارے ساتھ کہاں جا رہا ہے۔

Marfat.com

لوٹ جا۔ راستے کی سختیاں تجھے ہلاک کر دیں گی۔

اس نے جواب دیا۔

"کچھ پروا نہیں"

موجود کا نہ غم ہے نہ معدوم کا الم کاٹوں ہوں عمر لیتا ہوں آسودگی سے دم

یہ راستے زندگی کے راستے سے زیادہ سخت نہیں ہو سکتے تم بھی چلے چلو اور مجھے بھی چلنے دو۔"

اور وہ اپنی دھن میں مگن کے ساتھ چلتا گیا۔ جب کارواں محلہ محمود کے مقام پر پہنچا تو شتر سوار معمولی سی تکلیف سے مر گیا۔ بے نوا مسافر اس کی میت کے سرہانے آیا بولا۔

بیمار کی بالیں پہ جو کہ رات بھر روتا رہا
صبح ہوتے مر گیا بیمار جیتا بچ گیا

جلد کتنے اسپ تھک کر رہ گئے راہ کو طے کر گیا لنگڑا گدھا
گرگٹ مٹی میں اکثر تندرست زخم خوردہ مدتوں جیتا رہا

علاج

کسی بھولے ہوئے کو راہ گمراہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے چراغ توفیق کا دکھایا وہ خدا رسیدہ لوگوں کے حلقے میں آیا۔

درویشوں کی صحبت کے اثر سے ان کے نفس پاکیزہ کی صداقت سے اس کے زبوں اخلاق اس کے اوصاف حمیدہ میں بدل گئے۔ اس نے دامن حرص و ہوس سے ہاتھ اٹھایا تو جامہ قناعت اس کے جسم پر نہایت ٹھیک رہا لیکن اس کے حق میں طعنہ زنوں کی زبان ویسے ہی دراز رہی۔

Marfat.com

توبہ سے چھوڑ رے گا تجھے رب ذوالجلال
لیکن زبان خلق سے ہے چھوٹنا محال

غرض زبان خلق سے تنگ آکر وہ پیر طریقت کے حضور آیا اور گلہ کرنے لگا۔ مرشد نے کہا اس میں ہرگز پریشان ہونے کی بات نہیں خدا کا شکر ہے کہ تیرے مخالف تجھے جیسا بناتے ہیں تو ویسا نہیں ہے صدقے کی بات تو یہ ہوتی ہے کہ تو واقعی ویسا ہوتا۔ برا ہوتا اور لوگ تجھے اچھا بناتے تجھے اچھا کہتے۔

یہ شکوہ چھوڑ کر جو لوگ ہیں میرے بدخواہ
وہ میری چغلیاں کھاتے ہیں جا بجا بے حد
کبھی وہ کرتے ہیں کچھ بے گناہ کے قتل کا عزم
پڑے ہوئے میرے پیچھے ہیں سب برائے حسد
تو نیک ہو تجھے سب بد کہیں یہ اچھا ہے
نہ یہ کہ نیک کہیں تجھ کو اور تو ہو بد

موت کا غم

ایک شخص مر گیا تو دوسرے آدمی نے اس کے غم میں گریبان پھاڑ لیا۔ ایک سمجھدار آدمی نے اس کا رونا دھونا اور کپڑے پھاڑنا دیکھا تو کہا۔

اگر مردے کے ہاتھ حرکت کر سکتے تو وہ تمہارے ظلم سے اپنا کفن پھاڑ لیتا اور کہتا تم میری موت کی وجہ سے اتنے پیچ و تاب کیوں کھاتے ہو۔ میں ایک دن پہلے آگیا ہوں تم ایک دن پیچھے آجاؤ گے۔ میری موت کو تو وہ روتے ہو مگر اپنی موت بھلا رکھی ہے کہ کل تمہیں بھی یہ سفر درپیش ہوتا ہے صاحب بصیرت آدمی جب مردے پر مٹی ڈالتا ہے تو وہ سوچ کر آبدیدہ ہو جاتا ہے کہ کل میرے اوپر بھی مٹی ڈالی جائے گی

Marfat.com

اگر چھوٹا بچہ مر گیا تو اس کے غم میں کیا روتے ہو کہ وہ جیسا معصوم دنیا میں آیا تھا ویسا ہی معصوم یہاں سے چلا گیا فکر کی بات تو یہ ہے کہ تم پاک آ کر ناپاک نہ جاؤ ورنہ بڑی شرمندگی ہوگی روح کے پرندے کو اعمال صالحہ کا پابند کرو ورنہ جب یہ اڑ جائے گا تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔

مسکین

ایک تھکا ہارا مسافر رو رو کے کہہ رہا تھا کہ اس جنگل میں مجھ سے زیادہ مسکین اور لاچار آدمی کوئی نہیں۔ بوجھ میں دبے ہوئے ایک گدھے نے یہ بات سنی تو کہا بد تمیز آسمان کے ظلم سے روتا ہے۔

تجھے تو شکر الٰہی بجا لانا چاہیے کہ اگرچہ تجھے سواری کے لیے گدھا نہیں ملا لیکن تجھے گدھا بھی بنایا جس پر کوئی اور سوار ہو سکے۔

غرور

ایک فقیر نے کسی نشہ مست درویش کو گرتے ہوئے دیکھا تو اپنی ظاہر داری پر مغرور ہو گیا۔ تکبر کی وجہ سے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔ وہ مدہوش فقیر سر اٹھا کے کہنے لگا۔

اے پیر مرد! اگر خدا نے تجھ پر انعام کیا ہے تو اس کا شکریہ ادا کر تکبر کرنے والوں کو محرومی کے سوا کچھ نہیں ملتا جیسے شیطان تکبر سے مردود ہوا۔ کسی کو گرفتار دیکھ کر ہنسنا نہ چاہیے خدانخواستہ کل تم خود گرفتار ہو جاؤ۔ یہ عین ممکن ہے کہ کل تو بھی میری طرح نشہ سے بدمست ہو کر گرے پڑے اور لوگ تجھے دیکھ کر ہنسیں۔

Marfat.com

ماں

ایک نوجوان نے ماں کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تو ماں کا دل بھر آیا اور اس کے جگر کو ایک آگ سی لگ گئی۔ جب اسے بار بار کہہ کے تھک گئی تو اس کے جذبہ محبت کو بیدار کرنے کے لیے اس کے سامنے گود پھیلا دی کہ بیٹے تو وہ وقت بھول گیا ہے جب تو رونے دھونے والا ایک چھوٹا سا بچہ تھا اور تیرے رونے کی وجہ سے میری راتوں کی نیندیں حرام ہو جایا کرتی تھیں۔ جب تو پالنے میں پڑا ہوتا تھا تو تیرے بازو اتنے کمزور تھے کہ اپنے سے مکھی بھی نہیں اڑا سکتا تھا۔ مکھی کی وجہ سے چلانے لگ جایا کرتا تھا۔ آج تو بڑا طاقتور سالار بنا پھرتا ہے تو تجھے اپنا وہ زمانہ بھلانا نہیں چاہیئے ایک زمانہ تجھ پر ایسا بھی آئے گا کہ مر کر پھر مٹی میں مل جائے گا اور ایسا لاچار ہو گا کہ چیونٹیاں تیرے جسم کو کھائیں گی تو ہٹا نہیں سکے گا جب قبر کے کیڑے تیرا دماغ چاٹ جائیں گے تو تیری آنکھیں بھی اس طرح روشن نہیں رہ سکیں گی۔ اگر تیرے دل میں کسی اندھے کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے لیے ممنونیت اور احسان مندی پیدا ہوئی ہے تو تو انسان ہے ورنہ جیسا وہ اندھا ویسا تو کہ وہ راستہ نہیں دیکھ سکتا اور تو اپنے محسن کو نہیں پہچان سکتا۔

ظاہری صورت

ایک شخص پرہیزگار آدمی کے پاس سے گزرا جو شکل و صورت میں اسے یہودی سا لگا اسے یہودی سمجھتے ہوئے اس نے گردن پر ایک دھول رسید کر دی لیکن پرہیزگار نے اس کا برا ماننے کی بجائے اپنا کرتہ اتار کر اس کو بخش دیا۔ وہ شخص درویش کے اخلاق سے بڑا متاثر ہوا شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ

Marfat.com

میں نے جو حرکت کی ہے واقعی میری بدتمیزی ہے میری یہ گستاخی معاف کردو تمہیں تو میرے اوپر غصہ آنا چاہیئے تھا چہ جائے کہ تم مجھے خلعت بخش دو۔

درویش نے کہا۔

میں نے اس شکریہ میں تمہیں لباس بخشا ہے کہ میں شر سے منسوب نہیں ہوں نہ میں یہودی ہوں جیسے تم سمجھتے تھے بظاہر سیدھا سادا لیکن نیک سیرت آدمی اس بدظن سے کہیں بہتر ہے جو صرف نام کا نیک بنا ہوا ہے میرے نزدیک تو اس بدکار سے چور ڈاکو بہتر ہیں جس نے پرہیزگاروں کی سی شکل بنا رکھی ہے۔

چور

ایک چوکیدار نے چور کو پکڑ لیا اور شکیں کس کر زمین پر لٹا دیا۔ وہ پریشانی اور تکلیف کی وجہ سے ساری رات سو نہ سکا اسے رات کو محسوس ہوا کہ کوئی شخص تنگدستی اور ناداری کی وجہ سے رو رہا ہے۔ چور نے اس کی آواز سنی تو کہنے لگا۔

کہاں تک روتے گا اب آرام سے سو بھی جا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ چوکیدار کے ہتھے نہیں چڑھا اور اس نے تیری شکیں نہیں کسیں۔ گویا ہر شخص کو اپنی ہی تکلیف سب سے زیادہ محسوس ہوتی ہے جب تجھ سے بھی زیادہ بے سروسامان اور نادار دنیا میں بھی موجود ہیں پھر تیرے رونے کا کیا موقع ہے تیرے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی چپ ہو جا۔

مہمان

ایک بہادر بادشاہ گردن کے بل گھوڑے سے گر پڑا جس سے اس کی گردن اندر دھنس گئی اور مثل بیٹھ گئے ہاتھی کی طرح اس کی گردن چھوٹی ہو گئی اور سر گھومنے کے

Marfat.com

قابل نہ رہا۔ مقامی طور پر تمام طبیب ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہاں ایک یونانی حکیم نے اس کا علاج کر دیا۔ اس کا سر بھی گھومنے لگا اور قد بھی سیدھا ہو گیا۔ خدانخواستہ اگر وہ یونانی حکیم نہ ہوتا تو بادشاہ اپاہج بن جاتا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ حکیم کسی ضرورت کے لیے بادشاہ کے پاس آیا مگر بادشاہ نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ حکیم بہت شرمندہ ہوا۔ ناچار واپس چلا گیا اور اپنے دل میں ٹھان لی کہ میں بادشاہ سے انتقام لوں گا۔

کہنے لگا کہ

غلطی میری اپنی ہے اگر میں علاج کر کے اس کا سر نہ گھما دیتا تو یہ آج مجھ سے منہ پھیرنے کے قابل نہ ہوتا۔ اپنے غلام کو ایک بیج دے کر بادشاہ کے پاس بھیجا کہ یہ بہت اچھی خوشبو ہے۔ اسے اگر دان پر جا کر لطف اٹھائیں۔ اس کے دھوئیں سے بادشاہ کو ایک چھینک آئی جس سے اس کی گردن پھر اندر دھنس گئی اور سر بھی جام ہو گیا۔

بادشاہ سمجھ گیا کہ حکیم نے میری بے توجہی کا انتقام لیا ہے فوراً ایک آدمی دوڑایا تاکہ جا کر اس سے معذرت کرے اور اسے منتِ سماجت کر کے واپس لے آئے مگر اتنے میں حکیم کہیں سے کہیں پہنچ گیا اور ڈھونڈے سے بھی نہ ملا۔

بے فکری

کسی شخص نے غلے کے موسم میں سال بھر کا غلہ ایک جگہ جمع کر لیا۔ اور مطمئن ہو کر بیٹھ گیا بے فکری کی وجہ سے اس کو الٹی سیدھی باتیں سوجھنے لگیں۔ کھانے پینے کو فراغت سے ملا تو عیش و عشرت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ایک رات مست ہو کر آگ جلائی تو اس کا سارا ساز و سامان اور غلے کا ڈھیر جل گیا۔ وہ اگلے دن پھر سے چننے لگا کیونکہ پہلا اندوختہ سب تباہ ہو گیا تھا اس کو حیران پریشان دیکھ کر ایک شخص اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے لگا کہ:

Marfat.com

اگر تو ایسی بدبختی سے بچنا چاہتا ہے تو نشہ پی کر بدحواسی میں اپنا اندوختہ نہ جلانا جس کی عمر بدکاریوں میں گزر گئی گویا اس نے اپنے ہاتھوں سے کھلیان کو آگ لگا دی یعنی اس کی زندگی کا کھلیان تباہ ہو گیا۔ اپنا کھلواڑہ جلا دینے کے بعد سے چننا کتنی شرم کی بات ہے۔ میرے پیارے! دین کا بیج کاشت کر بددین بن کر نیک نامی کا کھلیان تباہ نہ کر۔

گردوغبار

بر سر راہ ایک لڑکی اپنی اوڑھنی سے باپ کے بدن سے گردوغبار جھاڑ رہی تھی باپ نے متاثر ہو کر کہا۔

پیاری بیٹی تو میرے لیے کس قدر پریشان ہے تجھے مجھ سے کتنی محبت ہے۔ لیکن قبر کے اندر آنکھوں میں اس قدر مٹی نہیں بھر جائے گی جو اوڑھنیوں سے بھی صاف نہیں ہو سکے گی ہر شخص کی روح قبر کی طرف بھاگی جا رہی ہے۔ جیسے سرکش گھوڑا تھامنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح اس کو بھی تھاما نہیں جا سکتا۔ موت آ کر جسم کی رکاب توڑ دے گی۔ یعنی دونوں کا تعلق ختم کر دے گی۔ پھر یہ سواری یعنی جسم لازماً قبر کے گڑھے میں گرے گا۔

دشمن

دو شخص آپس کی مخالفت میں اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ جیتے کی طرح ایک دوسرے پر حملہ کرنے کی سوچتے تھے۔ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادار نہ تھے ایک دوسرے کی نظروں سے بچنے کے لیے انھیں آسمان کے نیچے جگہ نہ ملتی تھی۔ ان میں سے ایک کو موت نے آ دبوچا اس کی زندگی کا پیمانہ چھلک گیا اس کی

Marfat.com

موت سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ کافی عرصے کے بعد وہ اس کی قبر کے پاس سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ جس متکبر کے مکان پر سونے کی پالش کی ہوئی تھی آج اس کی قبر مٹی سے بسی ہوئی تھی۔ غصے میں آکر اس نے مرے ہوئے دشمن کی قبر کا تختہ اکھاڑ ڈالا دیکھا تو تاج پہننے والا سر ایک گڈھے میں پڑا ہوا تھا۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں مٹی بھری ہوئی تھی وہ قبر کی جیل میں قید ہو چکا تھا اور اس کے جسم کو کیڑے مکوڑے کھا رہے تھے اس کا موٹا تازہ جسم پہلی رات کے چاند کی طرح دبلا ہو چکا تھا اور اس کا سر وقد تنکے کی طرح باریک ہو گیا تھا۔ اس کے پنجے اور ہتھیلی کے جوڑ بالکل علیحدہ ہو چکے تھے یہ حالت زار دیکھ کر اس کا دل بھر آیا اس کے رونے سے قبر کی مٹی تر ہو گئی وہ اپنے کرتوتوں سے شرمندہ ہو گیا اور تلافی کے لیے اس نے حکم دیا کہ اس کی قبر پر لکھ دیا جائے کہ کوئی شخص کسی دشمن کی موت پر خوش نہ ہو کیونکہ وہ خود بھی زیادہ دن موت کے ہاتھوں سے بچ نہیں سکے گا۔ اس کی یہ بات سن کر ایک خدا شناس آدمی کو رونا آگیا کہنے لگا۔

اے قادر مطلق خدا! اگر تو نے اس کی بخشش نہ کی جس کی حالت زار پہ دشمن بھی رو پڑا تو تیری رحمت پر بڑا تعجب ہوگا۔ ہمارا جسم بھی کسی دن ایسا نہ ہو جائے گا اسے دیکھ کر دشمنوں کو رحم آجائے گا۔

اینٹ

ایک پرہیزگار حق پرست آدمی کو کہیں سے سونے کی ایک اینٹ مل گئی اس سونے نے اس کا دماغ خراب کر دیا اور دل روشن بھی تاریک ہو گیا اس کو ہر وقت یہی فکر رہتی کہ اس مال خزانے میں سے جیتے جی ذرا بھی کمی نہ آئے۔ اب اپنی ضروریات کے لیے کسی سے سوال نہیں کرنا چاہیئے نہ آداب بجا لانے کے لیے کسی کے سامنے

جھکنا چاہیئے اور ایسا گھر بنانا چاہیئے جس کی دیواریں اور فرش سنگ مرمر کا ہو۔ دوستوں کے واسطے ایک ایسی بیٹھک بنواؤں گا جس کے دروازے باغ میں کھلتے ہوں گے تاکہ بیٹھے بیٹھے بہاروں کے مزے لیتے رہیں ہر وقت پیوند کاری کی وجہ سے میرے ہاتھ گھس گئے ہیں۔ کھانا خود پکانے کی وجہ سے چولہے کی گرمی نے میری آنکھیں اور دماغ جلا دیا ہے۔ اب تو کھانا پکانے کے لیے نوکر رکھوں گا اور خود آرام سے بیٹھ کر جان بناؤں گا۔ کمبل کے بستر پر سوتے سوتے میں تنگ آ گیا ہوں اب ریشمی بستر بناؤں گا۔ ان خیالات اور رہوائی منصوبہ بندیوں نے اس کے دماغ پر ایسا ہجوم کیا کہ وہ پاگل سا ہو گیا اس کو کھانے پینے کی بھی ہوش نہ رہی نماز اور ذکر اذکار بھی جاتا رہا۔ وہ بڑے تکبر سے جنگل میں جا پہنچا کیونکہ گھر میں اب اس کا جی نہیں لگتا تھا وہاں دیکھا کہ ایک شخص اینٹیں بنانے کے لیے قبر کی مٹی گوندھ رہا ہے تو اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی پریشانی میں ڈوب کر اپنے نفس سے کہنے لگا کہ۔

تجھے اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے تجھے سونے کی اینٹ سے دل لگانا زیبا نہیں دیتا جب کہ کل تیری مٹی سے بھی اینٹیں بنائی جائیں گی۔

کفن

جمشید بادشاہ کی ایک نازنین محبوبہ مر گئی تو اس نے اس کو ریشمی کفن پہنایا کچھ عرصہ بعد وہ اس کی گری ہوئی قبر پر گیا تو دیکھا کہ کیڑوں نے اس کا کفن چاٹ کر لیا ہے تو وہ متفکر ہو کر کہنے لگا۔

یہ ریشم میں نے کیڑوں سے چھینا تھا۔ اب کیڑوں نے اس سے چھین لیا ہے۔ کوئی گویا گا رہا تھا اس کے دو شعروں نے مجھے تڑپا کر رکھ دیا۔ جن کا مطلب تھا کہ:

Marfat.com

ہم مر جائیں گے اور ہمارے بعد بہتر پھول اگتے اور لالہ زار کھلتے رہیں گے۔
ساون جیٹھ اور ماگھ کے مہینے بھی آتے رہیں گے مگر ہم مٹی بن چکے ہوں گے اور ہماری مٹی سے لوگ اینٹیں پاتھ لیں گے۔

بیماری

ایک معمر آدمی چیختا چلاتا طبیب کے پاس آیا۔ اس کے چیخنے چلانے سے ایسا لگتا تھا جیسے یہ ابھی مر جائے گا۔ کہنے لگا۔
حکیم صاحب میری نبض دیکھو میرے پاؤں حرکت نہیں کرتے۔ ایک قدم بھی چلا نہیں جاتا یعنی میرا جسم ایسا سن اور بے حس ہو چکا ہے جیسے کوئی شخص دلدل میں پھنس گیا ہو۔ اس نے کہا۔
تو مرنے کی تیاری کر کیونکہ تیری بیماری بڑھاپا ہے جو لا علاج مرض ہے۔

دانشمندی

کسی نے سیاہ گوش سے پوچھا کہ ارے تو ہر وقت جنگل سے بادشاہ شیر کے ارد گرد مکھی کی طرح منڈلاتا رہتا ہے اس کے دم پر چھلوں میں شامل کیوں نہیں ہو جاتا کم بخت اگر تو ایسا کرے تو اس کی عنایتوں اور نوازشوں میں دب جائے بڑا سکھ پائے۔ جنگل کا ہر جانور تجھ سے کترائے آنکھ چرائے تو کیا تیرے سائے کے پاس بھی نہ آئے۔ شیر کا دم چھلا کہلائے۔
سیاہ گوش نے جواب دیا کہ شیر کے ارد گرد منڈلانے میں اپنا ایک مقصد لیے جنگل کے بادشاہ کے بچے کھچے سے گلچھرے اڑاتا ہوں۔ خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہوں لیکن قریب اس لیے نہیں جاتا کہ وہ کہیں مجھے بھی نہ کھا لے۔ طاقت کسی قانون اور

قاعدے کی پابند نہیں ہوتی آگا پیچھا نہیں دیکھتی۔ بادشاہوں کے بارے میں تو نے سنا ہی ہوگا کہ قتل کرنے پر آتے ہیں تو تعریف کرنے والوں کو بھی قتل کروا دیتے ہیں اور موج میں ہو تو گالیاں دینے والے کو خلعت عطا کر دیتے ہیں ان سے دور ہی رہنا چاہیئے۔ دانشمندی بھی ہے نہ ان سے دوستی اچھی نہ ان سے دشمنی اچھی۔ بس دور سے درشن ہی درست بات ہے۔

آگ پوجو گے کچھ نہ پاؤ گے
خواہ مخواہ ہاتھ کو جلاؤ گے

صلہ

ملک عرب سے ایک بادشاہ نے ایک دن دربار میں یہ حکم دیا کہ آج سے اسے دوگنی تنخواہ دی جائے۔ کیونکہ ملازم سرکار ہے بڑا فرمانبردار ہے۔ یہ بڑے شوق سے اپنا کام کرتا ہے جب کہ اس ساتھی کام چور ہیں کہو کب میں چست اور ادائے فرض میں سست۔

اس وقت بادشادہ کے دربار میں ایک دانا شخص بھی موجود تھا اس نے بیخودی میں ایک نعرہ باند کیا لوگوں نے پوچھا۔

کیوں کیا دیکھا ہے تو نے!

اس نے جواب دیا کہ

اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اس کے بندوں کے درجے بھی اسی طرح مقرر ہیں اطاعت گزار اطاعت کا صلہ پاتے ہیں اور غافل محروم رہ جاتے ہیں۔

قبول حکم میں سرداری اور بڑائی ہے
دلیل پاس ہے ترک اس کا اور برائی ہے

Marfat.com

یقین جان جو رکھتا ہے راستوں کی جبیں
وہ آستان پر رکھتا ہے نت ہی سر کے تئیں

بے گناہ

ایک بادشاہ نے کسی بے گناہ کی گردن مارنے کا حکم دیا۔
بے گناہ نے عرض کی کہ
اے بادشاہ آپ کو جو مجھ پر غصہ ہے اس کا اگر آپ تو فوراً مجھ پر سے گذر جائے گا تلوار کے ایک ہی وار سے میری گردن سے کٹ کر دور جا پڑے گا لیکن ایک بے گناہ کی گردن کاٹنے کا عذاب تمہاری گردن پر ہمیشہ رہے گا۔

دوران بقا یاد کی مانند گیا
نے خوب ہے نے بد رہے نہ کڑوا نہ میٹھا
کیا غم جو کیا مجھ پر ستم گر نے ستم
مجھ پر سے گیا اور اس کی گردن پر جما

بادشاہ پر اس کی نصیحت نے اثر کیا اور اس کے خون سے درگزر کیا۔

رات

ہارون الرشید کا ایک بیٹا باپ کے پاس آیا وہ بڑا غصے میں تھا کہنے لگا۔
ابا حضور! فلاں ہرا دل کے بیٹے نے مجھے گالیاں دی ہیں"
ہارون الرشید نے اراکین سلطنت سے پوچھا۔
اسے کیا سزا دینی چاہیے۔

Marfat.com

ایک نے کہا۔
اسے قتل کر دینا چاہیئے۔
دوسرا بولا۔
اس کی زبان کاٹ دینی چاہیئے۔
تیسرے نے رائے دی۔
اس پر تاوان ڈال دینا چاہیئے۔
لیکن بادشاہ ہارون الرشید نے کسی کی رائے سے اتفاق نہ کیا۔
اس نے بیٹے سے کہا۔
"جان پدر درگزر کرو۔ اسے معاف کر دو تمہیں اجر ملے گا اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو تم بھی اسے گالیاں دے کر غصہ ٹھنڈا کر لو۔ ایسا بدلا اچھا نہیں جو حد سے گذر جائے جو تمہاری طرف سے ظلم ہو۔

تمہیں ذی عقل کے نزدیک وہ مرد
کہ جو پیل دماں سے ہو مقابل
وہی ہے مرد الحق جو غضب میں
نہ بولے بات کچھ بیہودہ، باطل
کسی کو دی جواک بدخو نے گالی
کہا اس نے کہ سن اے ذات عالی
ہوں بدتر اس سے جو تو نے ہے سوچا
غلط سمجھا ہے تو جو کچھ ہے سمجھا
میں اپنے عیب سے جیسا ہوں آگاہ
تو ہے آگاہ تر مانوں گا یہ واللہ

Marfat.com

دو بھائی تھے ایک بادشاہ کا خدمت گار تھا دوسرا مزدور تھا محنت سے روٹی کماتا تھا۔

ایک دن بادشاہ کے خدمت گار بھائی نے مزدور بھائی سے کہا
"بھیا! تم بھی میری طرح بادشاہ کے خدمت گار کیوں نہیں ہو جاتے کہ مشقت سے نجات ملے۔

مزدور نے اس کے جواب میں کہا۔

"میرے بھائی! میں تو یہ سمجھوں گا تم بھی محنت مزدوری کیا کرو تاکہ خدمت گزاری کی زحمت اور لعنت سے بچے رہو۔ محنت مزدوری سے کمائی ہوئی ایک روٹی پر قناعت کرنا مرغ پلاؤ کھانے کے لیے زری کا پٹکا باندھ کر ہاتھ باندھ کر بادشاہ کی خدمت میں کھڑے رہنے سے بہتر ہے۔

گرم چونا ہاتھ سے کرنا خمیر　　ہاتھ پر مت باندھنا پیش امیر

قبضہ

کسی نے سکندر رومی سے پوچھا:
"عظیم بادشاہ آپ نے مشرق سے لے کر مغرب کے ملکوں پر کس طرح قبضہ کر لیا جب کہ تم سے پہلے بادشاہ، خزانہ، لشکر اور فتوحات میں ایسا کم نہ تھے مگر ایسی فتوحات کسی کو نصیب نہ ہوئیں۔

سکندر رومی نے جواب دیا:

مشرق سے لے کر مغرب تک کے ملکوں کو میں نے مددگار حقیقی کی مدد سے فتح کیا اور اس بات کا خاص خیال رکھا کہ کسی ملک کی رعیت کو کوئی آزار نہ پہنچے اور نہ کسی مفتوح بادشاہ کی تحقیر کی یہاں تک کہ اس کا نام بھی بے توقیری سے نہ لیا۔

تو ہر صورت کسی کو دکھ نہ دے
یاد رکھ یہ راستہ پُرخار ہے
اہل حاجت کو نہ تو مایوس کر
کامرانی گر تجھے درکار ہے

چور

ایک چور ایک متقی پرہیزگار مگر غریب کے گھر میں گھس آیا ہر چند وہاں ڈھونڈا مگر کچھ نہ پایا۔ چور بڑا پشیمان اور پریشان ہوا کہ اس گھر میں تو چرانے کے لیے کچھ بھی نہیں خالی ہاتھ جانا ہوگا متقی پرہیزگار نے جو یہ ماجرا دیکھا تو جلدی سے وہ کملی اتار کر چور کے راستے میں ڈال دی جسے وہ اوڑھے ہوئے تھا اس واسطے کہ چور اس کے گھر سے خالی ہاتھ نہ جائے یہاں آنے کا اسے کچھ فائدہ تو ہو۔

یہ سچ ہے کہ مردان راہ خدا
نہیں کرتے دشمن کے دل کو بھی تنگ
تجھے کب میسر ہوا یہ مقام
کہ رکھتا ہے تو دوستوں سے جنگ

Marfat.com

Marfat.com